دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی کے رسائل کا مجموعہ



رسائلِ دعوتِ اسلامی

جلد: 6

اس جلد میں آپ پڑھیں گے:

- مقصدِ حیات 14
- ایک زمانہ ایسا آئے گا 71
- ہمیں کیا ہو گیا ہے! 119
- ایک آنکھ والا آدمی 225
- جنت کا راستہ 269



از: محسنِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری

پیشکش: مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران

مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی کے رسائل کا مجموعہ

رسائلِ دعوتِ اسلامی

(جلد6)

پیش کش

مرکزی مجلسِ شوریٰ

نام کتاب: رسائل دعوتِ اسلامی (جلد:۶)

پیش کش: المدینۃ العلمیۃ Islamic Research Center

پہلی بار: ربیع الاول ۱۴۴۶ھ، ستمبر 2024ء

تعداد:

جملہ حقوق بحق مکتبۃ المدینہ محفوظ ہیں

مکتبۃ المدینہ

MAKTABA TUL MADINAH

دینی کتابوں کی اشاعت کا بین الاقوامی ادارہ

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

Faizan-E-Madina,Mohalla Sodagaran,Old Sabzi Mandi,Karachi

UAN: +92211111252692 ,,:92-313-1139278

www.dawateislami.net www.maktabatulmadina.com

ilmia@dawateislami.net feedback@maktabatulmadina.com

پاکستان کے چند مکتبۃ المدینہ

اسلام آباد: شبیر شریف روڈ G-11 مرکز اسلام آباد	051-5553765	لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ	04237311679
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ	0614511192	فیصل آباد: امین پور بازار	0412632625
پشاور: مکتبۃ المدینہ نئی ٹاور شاپ #الف 15،16 کابلی روڈ پشاور سٹی	0092 341 1458486	حیدر آباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن	0222620122
سکھر: مکتبۃ المدینہ، فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ سکھر	0092 312 2611826	میر پور آزاد کشمیر: چوک شہیداں	05827437212

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

دعوتِ اسلامی DAWAT-E-ISLAMI

مکتبۃ المدینہ MAKTABA TUL MADINAH

فہرست

موضوع	صفحہ
پیشِ لفظ	11
مقصدِ حیات	14
مقصَدِ حَیات	15
درودِ پاک کی فضیلت	15
ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی	15
کوئی چیز بے مقصد نہیں	16
اَنمول ہیرے	17
زِندَگی کے لمحات انمول ہیرے ہیں	18
چالیس برس تک پہلو زمین سے نہ لگایا	19
وَقت کی قَدر کیجئے	20
ہمارا مقصدِ حَیات	22
امتحان کی تیاری	23
ہمارا طرزِ عَمل	27
مقصدِ حیات کی تکمیل کا ذریعہ	30
عمر ایک امانت ہے	33
غفلت کی نیند اور زِندَگی کی بربادی	33
سورۂ عصر کی روشنی میں وقت کی اہمیت	35
عُمر اور بَرف میں مُشابَہَت	37
زِندَگی کا سفر جاری ہے یا موت کا؟	38
کیا تمام انسان نقصان میں ہیں؟	40
فرد سے معاشرہ بنتا ہے	42
ہائے افسوس! بُرائی بُرائی نہ رہی	44
اپنی اصلاح کے لیے کیا کرنا چاہئے؟	46
بڑھاپے میں عِبادَت کی مثال	48
جوانی میں عبادت کی فضیلت	50
گَل کی تباہی	52
نیک کام میں دیر کس بات کی	53
مومن کے دو خوف	54
سانس کی مالا	55
”دِن“ کا اِعلان	56
ایک نفیس جوہر	56
آج عمل کا دن ہے	59
اپنے نفس کا محاسبہ کرو	60
وَقت کا ضِیاع اور اس کی تلافی کی چند صورتیں	60
جو وَقت بیت گیا سو بیت گیا	63
خُود اِحتِسابی	64

خود احتسابی اور دعوتِ اسلامی 66
فکرِ مدینہ پر اِستقامت کا آسان طریقہ 70
ایک زمانہ ایسا آئے گا 71
ایک زمانہ ایسا آئے گا 72
درود شریف کی فضیلت 72
مَدَنی منّے کا خوف 72
پانچ سے محبت اور پانچ سے غفلت 74
﴿1﴾ گھر والوں کے ہاتھوں ہلاکت 76
﴿2﴾ حلال و حرام کے معاملے میں بے پروائی .. 78
مالِ حرام کا وبال 78
بارگاہِ الٰہی میں دعویٰ 79
﴿3﴾ سنتیں اپنانا انگارہ تھامنے کی طرح ہوگا 80
دین پر چلنے والوں کے لئے آزمائش 81
خود انصاف کیجئے! 82
﴿4﴾ ظاہر میں دوست، باطن میں دشمن 84
میرے لئے کیا عمل کیا؟ 85
رضائے الٰہی کے لئے محبت کرنے والوں کی جزا. 86
﴿5﴾ خاص خاص لوگوں کو سلام کیا جائے گا ... 89
سلام عام کیجئے اور اجر کمائیے 89
﴿6﴾ تجارت میں بیوی شوہر کی مدد کرے گی .. 91
چادر اور چار دیواری کی تعلیم کس نے دی؟ 91
عورت کے لئے مُلازمت کی شرائط 93
﴿7﴾ تجارت میں نفع نہ ہوگا 94
﴿8﴾ قتل کی وجہ معلوم نہ ہوگی 94
کامل مسلمان کی پہچان 96
بُرا ہونے کو یہی کافی ہے! 97
قیامت کے دن سب سے پہلا فیصلہ! 97
انسانی جان کی اہمیت 97
ہتھیار اُٹھانے والا ہم میں سے نہیں! 98
گمراہ مت ہو جانا! 98
﴿9﴾ زہد و تقوی روایتی اور بناوٹی ہوگا 99
ریاکاری کسے کہتے ہیں؟ 100
کلام کے ذریعے ریاکاری کی صورتیں 101
عمل کے ذریعے ریاکاری کی صورتیں 103
باطن اچھا کیجئے ظاہر بھی اچھا ہو جائے گا 105
مثالِ بے مثال 105
مخلص کا عمل ظاہر کر دیا جاتا ہے 105
﴿10﴾ مساجد میں دنیاوی باتیں ہوں گی 107
مسجد کے آداب 108
نجات کے 5 طریقے 111
(1،2،3) پہلے تولو پھر بولو 111
(4) اچھے ٹھکانے کی تلاش 112

واہ کیا بات ہے مدنی تربیتی کورس کی!..... 114
(5)ڈوبتے شخص کی دُعا..... 115
چار چیزوں سے پناہ..... 116
ہمیں کیا ہو گیا ہے!..... 119
ہمیں کیا ہو گیا ہے؟..... 120
درود شریف کی فضیلت..... 120
بے باک نوجوان کی توبہ..... 120
بے باکی پر اظہارِ ندامت اور توبہ..... 123
مسلمانوں کی بے حِسی..... 123
بدکاری سے شیطان خوش ہوتا ہے..... 124
قرآنِ کریم میں بدکاری کی مَذَمَّت..... 125
جہنّم کا سب سے بدبودار دروازہ..... 125
بدکاری کے اسباب..... 128
اجنبی عورتوں سے بے تکلُّف ہونا..... 128
ہاں! اُبھارنے والی چیز ضرور موجود ہے..... 129
مرد کا اجنبی عورت کو دیکھنا کیسا؟..... 132
اجنبی عورت کا مرد کو دیکھنا کیسا؟..... 134
اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا کیسا؟..... 134
لوہے کی کیل..... 136
اجنبی عورت سے خَلْوَت کی تباہی..... 136
بدنصیب عابِد..... 138
عورتوں کے پاس جانے سے بچو..... 141
شادی شدہ عورتوں کے پاس رات گزارنے کی ممانعت..... 141
ناول پڑھنا اور حیاسوز تصاویر دیکھنا..... 144
ہمیں کیا ہو گیا ہے!..... 145
دیکھنا ہے تو مدینہ دیکھئے..... 146
بے حیائی حرام ہے..... 147
بدنِگاہی کی تباہی..... 149
آنکھوں کی بدکاری..... 151
آنکھوں میں آگ..... 151
آگ کی سَلائی..... 152
بدنِگاہی کی سزا..... 153
بدکاری کی ابتدا..... 153
شکلوں کا بگڑنا..... 154
آنکھوں کی حِفاظَت کرو..... 154
دیکھنے و دِکھانے والا دونوں ملعون..... 155
اچانک نظر کا حکم..... 156
اچانک پڑ جانے والی نظر پھیر لینے کی فضیلت. 157
دیگر اعضاء کی بدکاری..... 157
اعضاء کی بدکار کے خلاف گواہی..... 158
احادیثِ مبارکہ میں بدکاری کی مَذَمَّت..... 159

دوسانپ نوچ نوچ کر کھائیں گے 159
زانیوں کے لئے آگ کے تابوت 160
جنَّت میں داخلے سے مَحْروم 160
عادی سے مراد 161
بدکاری کی ابتدا وانتہا اور انجام 161
شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ 162
آگ کی قمیصیں 162
بھڑکتے تنُّور کا عذاب 163
وَادِیْ جُبُّ الْحُزن کی مخلوق 164
بدکاری کے چھ نقصانات 165
دنیا میں نزولِ عَذاب کے اسباب 166
کثرتِ اموات 167
بربادی ہی بربادی 167
دورِ جدید میں بدکاری کی آفت 168
ایڈز کیا ہے؟ 169
ایڈز پھیلنے کے ذرائع 169
ایڈز کی تباہیاں 171
گندگی سے چھٹکارا گندگی کے ذریعے 171
ایڈز عذابِ الٰہی ہے 172
انسان بر تر یا بد تر 173
بدکاری کے نتائج 174
جیسی کرنی ویسی بھرنی 174
تمہیں کیا چاہئے؟ 175
محبوبِ باری کی جہنّم کے خوف سے گریہ و زاری 176
جنّت و جہنّم میں لے جانے والی چیزیں 178
آگ کا عذاب 180
جہنّم کی لگامیں 180
سیِّدُنا میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے نہ مسکرانے کا سبب 181
چراغ کی لَو پر اُنگلی رکھ دی 181
دو چیزوں کی حفاظت کے بدلے جنّت 182
شرم گاہ کی حِفاظَت 184
شرم گاہ کی حِفاظَت کے فضائل 184
قضائے شہوت کے حلال ذرائع 185
نِکاح کا شرعی حکم 187
فرض 187
واجب 187
سنتِ مؤکدہ 187
مکروہ 188
حَرام 188
شرعی حکم پر عَمل میں رُکاوٹ 188

خوش نصیب عابد کی ثابت قدمی 190
رحمتِ باری کی برسات 194
آزمائش پر صبر 194
مُعاشرہ بے حَیائی کی لپیٹ میں 196
بدکاری سے بچنے کے طریقے 200
(۱)شرم وحَیا 200
حَیا کسے کہتے ہیں؟ 201
حَیا کا ماحول سے تعلُّق 201
حیا کی اہمیت 205
ایمان کی عَلامت 205
کثرتِ حَیا سے منع مت کرو 206
حَیا خیر ہی خیر ہے 206
دَیُّوث کسے کہتے ہیں 208
دَیُّوث پر جنّت حَرام ہے 208
(۲)بے پردگی کا خاتمہ 209
خوفِ خدا کام آگیا 210
حَیا اور گناہوں سے نفرت 213
چہرے پر نِقاب 214
میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا 215
خاتونِ جنّت کا پردہ 215
پردے کی شان 217
عَورتوں کی اِصلاح کا طریقہ 221
نیکی کی دعوت نہ دینے کا انجام 222
ظالم بادشاہ مسلط کر دیا جائے گا 223
بے حَیائی کے خِلاف جنگ 224
ایک آنکھ والا آدمی 225
ایک آنکھ والا آدمی 226
درود شریف کی فضیلت 226
ایک آنکھ والا آدمی 227
اپنے سے کم مرتبہ والے سے دعا کروانا 228
بچو! دعا کرو عمر بخشا جائے 229
نہ جانے کس کی دُعا قبول ہو 229
ندامت 230
نِگاہ کی اہمیت 230
دوسری نظر نہ کرو 232
پہلی نظر سے کیا مراد ہے؟ 233
اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کریں؟ 234
نظر نہ جھکانے کی ہاتھوں ہاتھ سزا 234
کامِل مومن کی پہچان 236
دعوتِ اسلامی کی معاشرتی برائیوں کے خلاف جنگ 236
بدنگاہی سے چھٹکارا مل گیا 239

بد نگاہی کے نقصانات 242
دیکھنے ونہ دیکھنے کی مختلف صورتیں..... 243
(۱)مرد کا مرد کو دیکھنا 244
(۲)عورت کا عورت کو دیکھنا 246
(۳)عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا..... 247
(۴)مرد کا عورت کو دیکھنا..... 248
(1)مرد کا اپنی زَوجہ کو دیکھنا 248
(2)مرد کا اپنے محارِم کی طرف نظر کرنا..... 249
(3)مرد کا آزاد عورت اجنبیہ کو دیکھنا 250
نظر کی حفاظت کی فضیلت 255
ابلیس کا زہریلا تیر 256
آنکھوں میں آگ بھر دی جائے گی 256
آگ کی سَلائی 257
عورت کی چادر بھی نہ دیکھو..... 257
نِگاہ مصطفےٰ کی ادائیں 258
آنکھوں کے قُفلِ مدینہ کا ایک مَدَنی نسخہ 260
"اللہ آسمان سے دیکھ رہا ہے" کہنا کیسا؟ 261
ذرائع ابلاغ..... 262
کوئی دیکھ تو نہیں رہا!..... 263
نیچی نظر رکھنے کا لاجواب طریقہ 264
غیر کی طرف متوجہ ہونے کی سزا..... 265
ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ 266
موٹر سائیکل بیچ دی 268
جنت کا راستہ..... 269
جَنَّت کا راستہ..... 270
درودِ پاک کی فضیلت 270
اجتماع کی برکت..... 270
توبہ کی فضیلت 274
گناہوں کی بخشش..... 274
ہر مسلمان مبلغ ہے 276
حضرت عبد اللہ بن مسعود کا وعظ و نصیحت فرمانا 277
ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماعات..... 277
ہدایت کا سبب بننے کا انعام 278
نیکی کی دعوت کا انعام 279
جرائم کی دُنیا سے واپسی 282
مَدَنی بہار سے ملنے والے مَدَنی پھول..... 289
دعوت اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں کیا ہوتا ہے؟ 290
پاکیزہ باتیں چننے والے 291
ہمنشین بھی محروم نہیں رہتا 292
﴿1﴾ آغاز تلاوت سے ہوتا ہے..... 293

سورۂ ملک کی تلاوت کی فضیلت 294
تلاوت سننے کی فضیلت 294
﴿2﴾نعت شریف پڑھی جاتی ہے 295
﴿3﴾بیان ہوتا ہے 296
طالب علم کے گناہ معاف 296
افضل عمل 296
جنّت کے باغات 297
گزشتہ گناہوں کا کفّارہ 297
علم کی روشنی 297
عُروج وترقّی کا قصر رفیع 300
سنّتیں سکھانے کی فضیلت 306
سو شہیدوں کا ثواب 306
﴿4﴾سِلسِلۂ ذِکر 307
اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے 307
﴿5﴾دُعا کی برَکتیں 308
پتھر دِل بھی رو پڑا۔۔۔! 310
جدول ہفتہ وار اجتماع 312
رات اجتماع گاہ میں ہی گزاریئے 313
﴿6﴾اِہتمامِ تہجُّد 314
تہجد کی فضیلت کے متعلق چار فرامینِ مصطفٰے .314
ساری رات عبادت کا ثواب 315
اَورادِ عَطّاریہ 316
(1)اَلْحَمْدُ لِلّٰہ(100 بار)..... 316
(2)لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (100 بار)مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ
صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم(3بار)..... 317
(3)اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ(100 بار) 317
(4)صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد (313مرتبہ) آخر
میں وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم(ایک بار)..... 318
﴿7﴾اِختتامِ اِجتماع 318
نمازِ اشراق 318
نمازِ چاشت 319
نیکیوں کا مَدَنی گلدستہ 319
ماخذ ومراجع 321

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”علما و مشائخ“ کے 10 حُروف کی نسبت سے کتاب پڑھنے کی 10 نیتیں

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عَملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔ (۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

(1) ہر بار حمد و صلوٰۃ اور (2) تَعَوُّذ و تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا)۔ (3) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ (4) جہاں جہاں ”**سرکار**“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں **صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم** (5) جہاں جہاں کسی **صحابی** کا نام آئے گا وہاں **رضی اللہ عنہ** اور جہاں جہاں کسی **بزرگ** کا نام آئے گا وہاں رحمۃُ اللہِ علیہ پڑھوں گا۔ (6) رضائے الٰہی کے لئے علم حاصل کروں گا۔ (7) اس کتاب میں جن جن بزرگوں کا نام آیا ہے، انہیں فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کروں گا۔ (8) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (9) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔ (10) اس روایت **عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ** یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔[2] پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں بیان کردہ باتیں دوسروں کو سنا کر ذکرِ صالحین کی برکتیں لوٹوں گا۔

---

1 معجم کبیر، 6/185، حدیث: 5942
2 حلیۃ الاولیاء، 7/335، رقم: 10750

پیشِ لفظ

وعظ و نصیحت اگرچہ دو الگ الگ لفظ ہیں اور ایک دوسرے کے معنیٰ میں استعمال بھی ہوتے رہتے ہیں، مگر ان سے حقیقت میں کیا مراد ہے، اس میں انتہائی معمولی سا فرق ہے، مثلاً وعظ سے مراد خیر کی ایسی باتیں یاد دلانا ہے جن سے دل نرم پڑ جائے اور ایک قول کے مطابق وعظ ایسی بات کی طرف راہ نمائی کرنے کو کہتے ہیں جو بطریقۂ رغبت وڈر اصلاح کی طرف بلائے۔[1] جبکہ نصیحت کا لفظ خلوص و عبرت کے لیے بھلائی کی بات بتانے اور نیک صلاح مشورے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔[2] جیسا کہ شفا شریف میں ہے کہ جس شخص کو نصیحت کی جارہی ہو، اس کی مکمل بھلائی اور خیر خواہی کے ارادے کو نصیحت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[3]

وعظ و نصیحت کا مقصود چونکہ دوسروں کی اصلاح ہوتا ہے، لہٰذا اگر دیکھا جائے تو عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دَعْوَتِ اسلامی کی کامیابی کا ایک بہت بڑا ذریعہ وعظ و نصیحت پر مشتمل پر اثر بیانات بھی ہیں، یہ بیانات کرنے والے مبلغین اگرچہ بہت زیادہ ہیں، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ان سب کے سرخیل و سردار عظیم مبلغ اسلام، سچے عاشق رسول و پابندِ سنت، باعمل و باکردار، صاحبِ فراست و معاملہ فہم، حاضر جواب و حاضر دماغ، عصری تقاضوں سے ہم آہنگ جہاں دیدہ شخصیت دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

نگرانِ شوریٰ کے بیانات تنظیمی طور پر کس قدر اہمیت کے حامل ہیں، ان کے متعلق بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کے یہ ارشادات پڑھ لیجئے:

☆ نگرانِ شوریٰ کے بیانات انقلابی ہوتے ہیں۔[4] ☆ نگرانِ شوری کے کئی انقلابی بیانات ہیں،

---

1. تفسیر خازن، پ11، سورہ یونس، تحت الآیۃ:57، 2/448
2. اردو لغت کبیر، 20/73 ماخوذاً
3. کتاب الشفا، 2/28
4. ۷ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ بمطابق 29 نومبر 2014ء بعد عشاء مدنی مذاکرہ

ان کو عام کیجئے اِن شاءَ اللہ اس کے فوائد اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔[1] ☆ اللہ پاک کی رحمت سے نگرانِ شوریٰ کے بیانات سے کئی اسلامی بھائیوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوا ہے۔[2]

نگرانِ شوریٰ کے بیانات کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر تقریباً 2009 یا 2010 میں دعوتِ اسلامی کی کے شعبہ اسلامک ریسرچ سنٹر کے نگران اور مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی مُدَّ ظِلُّہُ العَالی کے حکم پر بیاناتِ دعوتِ اسلامی کے نام سے ایک شعبہ قائم ہوا جس کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی تمام تدریسی و دیگر مصروفیات کو چھوڑ کر یہ ذمہ داری اٹھائی اور صرف تین چار سالوں میں ہی تقریباً 19 کتب و رسائل دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آ گئے۔ پھر دیگر مصروفیات کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکا تو اسلامک ریسرچ سنٹر کے چند ذمہ داران بالخصوص مولانا سید عمران اختر شاہ صاحب نے اس علمی ذخیرے میں چند رسائل کا مزید اضافہ کیا اور پھر یہ کام جزوی طور پر تعطل کا شکار ہو گیا۔ بہر حال اب پھر اگست 2024 کو یہ اہم کام دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ ہوا تو سابقہ کاموں کو مجلد شکل میں لانے کی ذمہ داری اس بار بھی مجھے عطا فرمائی گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی دیگر مصروفیات کو عارضی طور پر موقوف کر کے تمام شائع شدہ کتب و رسائل کا جائزہ لے کر فوری کام کا آغاز کر دیا۔ نگرانِ شوریٰ کے بیانات کا ایک مجموعہ چونکہ **رسائل دعوتِ اسلامی** کے نام سے اور دوسرا **اسلامی شادی** کے نام پہلے ہی شائع ہو چکا ہے، لہٰذا اب ان تمام کتب و رسائل کو کل سات جلدوں میں لانے کا فیصلہ ہوا، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

جلد نمبر 1:

☆ فیضانِ مرشد ☆ احساسِ ذمہ داری ☆ جنت کی تیاری
☆ وقفِ مدینہ ☆ مدنی کاموں کی تقسیم ☆ مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے
☆ مدنی مشورے کی اہمیت ☆ تعارف دعوتِ اسلامی

---

1 ۴ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ بمطابق 28 اکتوبر 2014ء کے مدنی مذاکرہ
2 ۱۶ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۵ھ بمطابق 11 اکتوبر 2014ء عشاء بعد مدنی مذاکرہ

جلد نمبر2:

☆علم و علما کی شان ☆جامع شرائط پیر ☆پیر پر اعتراض کرنا منع ہے

☆کامل مرید ☆پیارے مرشد ☆علما پر اعتراض منع ہے

☆یہ وقت بھی گزر جائے گا

جلد نمبر3:

☆موت کا تصور ☆شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟ ☆غیرت مند شوہر

☆بیوی کو کیسا ہونا چاہئے؟ ☆بیٹی کی پرورش ☆بیٹے کی وصیت ☆صدقے کا انعام

جلد نمبر4:

☆صحابی کی انفرادی کوشش ☆سیرت ابو درداء ☆عشق رسول

☆گستاخان رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے ☆اللہ والوں کا انداز تجارت

جلد نمبر5:

☆سود اور اس کا علاج ☆برائیوں کی ماں ☆گناہوں کی نحوست

☆فیصلہ کرنے کے مدنی پھول

جلد نمبر6:

☆مقصد حیات ☆ایک زمانہ ایسا آئے گا ☆ہمیں کیا ہو گیا ہے

☆ایک آنکھ والا آدمی ☆جنت کا راستہ

جلد نمبر7:

☆اسلامی شادی

شیر عطار نگرانِ شوریٰ پر اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے صدقے نور کی برسات ہو اور آپ کے فیوضات سے دنیا یونہی فیض یاب ہو۔ اٰمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

ابو الابصار ابرار اختر القادری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ خواتین (دعوتِ اسلامی)

Go To Index

وقت کی قدر و منزلت کا احساس پیدا کرنے والا ایک پر اثر تحریری بیان



مقصدِ حیات







پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مَقْصَدِ حَیات[1]

درودِ پاک کی فضیلت

رَحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو، تمہارا درود پڑھنا قیامت کے روز تمہارے لیے نُور ہو گا۔''[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی

جنگل میں ایک بارہ سنگھا (Stag) پیاس سے بے تاب ہو کر پانی کے تالاب پر

مدینہ

1 مبلغِ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی نے یہ بیان ۱۲ شوال المکرم ۱۴۲۹ھ بمطابق 13 اکتوبر 2008ء کو تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ (کراچی) میں میڈیکل کے طالب علم اسلامی بھائیوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ بمطابق 07 جنوری 2013ء کو ضروری ترمیم و اضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی **مجلس المدینۃ العلمیہ**)

2 کنز العمال، کتاب الصحبۃ، الباب الرابع، حق المجالس والجلوس، الجزء التاسع، ۵/ ۶۰، حدیث: ۲۵۴۱۰

آیا اور پانی پیتے ہوئے جب اسے پانی میں اپنے خوبصورت سینگوں (Horns) کا عکس نظر آیا تو فخر و اِنبِساط سے وہ پھولا نہ سمایا مگر جب اس کی نِگاہیں اپنی پَتلی اور سُوکھی ہوئی ٹانگوں پر پڑیں تو اس کی ساری خُوشی کافور (خَتْم) ہو گئی اور وہ حسرت سے سوچنے لگا کہ اے کاش! اس کی ٹانگیں بھی اس کے سینگوں کی طرح خوبصورت اور موٹی ہوتیں تو کتنا اچھا ہوتا۔ ابھی وہ انہی خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ اسے شکاری کتوں (Hounds) کے بھونکنے کی آواز سنائی دی، خطرہ محسوس کرتے ہی وہ بھاگ کھڑا ہوا اور چھپنے کے لیے جنگل کی راہ لی۔ شکاری کتوں نے بھی اسے دیکھ لیا لہٰذا وہ بھی اس کے پیچھے بھاگے، بارہ سنگھا اس تیزی سے بھاگا کہ اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور سیدھا جنگل میں جا گھسا مگر اس کی بد قسمتی (Bad luck) کہ جن سینگوں پر تھوڑی دیر قبل فخر کر رہا تھا وہ ایک جھاڑی میں پھنس گئے۔ اس نے سینگوں کو جھاڑی سے نکالنے کی کافی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور آخر کار شکاری کتے اس کے سر پر جا پہنچے اور یوں وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

کوئی چیز بے مقصد نہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں: پہلی یہ کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی (All that glitters is not gold) اور دوسری یہ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دُنیا میں ہر شے کو ایک خاص حکمت کے تحت پیدا فرمایا ہے، وہ بارہ

سنگھا اپنی جِن ٹانگوں کو پَتلی و بد صُورَت دیکھ کر افسوس کر رہا تھا وہی اس کی زِندَگی بچانے کے کام آئیں اور جن سینگوں پر اسے ناز تھا وہ اس کی جان کے خاتمے کا سَبَب بن گئے۔ یاد رکھئے! جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دُنیا میں ہر شے کو اپنی حکمت کے تحت ایک خاص مقصد کے لیے پیدا فرمایا ہے تو ہمیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ ہر نعمت کی قدر کرنی چاہئے اور کبھی بھی کسی نعمت کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے خواہ وہ ایک پتھر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ مذکورہ بارہ سنگھے کی طرح جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ کسی نعمت کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے یا اس کی قدر نہیں کرتا وہ ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے اور بعد میں پچھتاتا ہے مگر اب پچھتائے کیا ہَوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت (It is useless to cry over spilt milk)۔ چنانچہ،

اَنمول ہیرے

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 26 صَفحات پر مشتمل رسالے **انمول ہیرے** صَفْحَہ 2 پر پندرھویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ایک بادشاہ اپنے مَصاحبوں کے ساتھ کسی باغ کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اس نے

دیکھا باغ میں سے کوئی شخص سنگریزے (یعنی چھوٹے چھوٹے پتھر) پھینک رہا ہے، ایک سنگریزہ خود اس کو بھی آکر لگا۔ اس نے خُدّام کو دوڑایا کہ جاکر سنگریزے پھینکنے والے کو پکڑ کر میرے پاس حاضِر کرو۔ چُنانچہ خُدّام نے ایک گنوار کو حاضِر کر دیا۔ بادشاہ نے کہا: یہ سنگریزے تم نے کہاں سے حاصل کئے؟ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا: میں ویرانے میں سیر کر رہا تھا کہ میری نظر ان خوبصورت سنگریزوں پر پڑی، میں نے ان کو جھولی میں بھر لیا، اس کے بعد پھرتا پھراتا اس باغ میں آنکلا اور پھل توڑنے کے لئے یہ سنگریزے استعمال کر لئے۔ بادشاہ نے کہا: تم ان سنگریزوں کی قیمت جانتے ہو؟ اس نے عَرض کی: نہیں۔ بادشاہ بولا: یہ پتھر کے ٹکڑے دراصل اَنْمول ہیرے تھے، جنہیں تم نادانی کے سبب ضائع کر چکے۔ اس پر وہ شَخْص افسوس کرنے لگا۔ مگر اب اس کا افسوس کرنا بے کار تھا کہ وہ انمول ہیرے اس کے ہاتھ سے نِکل چُکے تھے۔[1]

زِنْدَگی کے لمحات انمول ہیرے ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ حِکایَت ہمیں اپنی زِنْدَگی کے قیمتی لمحات کی قَدْر دانی کا سَبَق دے رہی ہے کہ گزرتے وَقْت کا ہر لمحہ ایک قیمتی ہیرا ہے، اگر

مدینہ

1 انمول ہیرے، ص ۲

اسے یُونہی بے کار ضائع کر دیا تو سِوائے حسرت و ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا جس طرح اس دیہاتی شخص کا حال ان انمول ہیروں کو ضائع کر کے ہوا۔ یقیناً جو لوگ اپنی زِندَگی کے ان انمول ہیروں کی قدر کرتے ہیں انہیں کل بروزِ قیامت بارگاہِ رب العزت میں پیش ہوتے ہوئے کوئی شرمساری نہ ہو گی۔ چنانچہ،

چالیس برس تک پہلو زمین سے نہ لگایا

حضرت سیدنا ابو بکر بن عَیَّاش رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ اپنی حیاتِ مُستَعار کے قیمتی لمحات فُضولیات میں برباد کرنے کے بجائے گھر کے بالا خانے (اوپر کی منزل کے کمرے) میں 60 سال تک روزانہ دن اور رات میں ایک ایک قرآنِ کریم پڑھا کرتے، جب کمزوری و ضعف کی وجہ سے بالا خانے پر بار بار اترنا چڑھنا دُشوار ہو گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اُترنا ہی چھوڑ دیا یہاں تک کہ اپنی آخِرَت سَنْوارنے اور رَبّ کو راضی کرنے کے لیے عِبادَت و رِیاضَت میں اس قدر مشغول ہوئے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے 40 برس تک زمین پر پہلو نہ لگایا یعنی مسلسل عِبادَت کے باعِث آرام کو ترک فرما دیا اور جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کا اس جہانِ فانی سے کُوچ کا وَقْت قریب آیا تو آپ کے صاحبزادے اِبراہیم بن ابو بکر رونے لگے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اُن سے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے خیال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے باپ کے وہ 40 سال ضائع فرمادے گا جن میں

اُس نے ہر شب میں ایک قرآن کریم پڑھا ہے؟[1]

وَقْت کی قدر کیجئے

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ! **پیارے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے! جو لوگ دنیا میں اپنے وقت کی قدر کرتے ہیں اور منزلِ حقیقی تک پہنچنے کے لیے وافر مقدار میں زادِ راہ اکٹھا کر لیتے ہیں تو اس جہانِ فانی سے کوچ کرتے وقت انہیں کوئی افسوس نہیں ہوتا بلکہ وہ تو بخوشی خود آگے بڑھ کر موت کو بھی اس لیے گلے سے لگاتے ہیں کہ فانی لذتوں سے جان چھڑا کر ابدی نعمتوں کے سائے میں جلد از جلد جا پہنچیں۔ لہٰذا آپ کا تعلق زِندَگی کے کسی بھی شعبے سے ہو یہ بات بخوبی جان لیجئے کہ جس مقصد (Aim) کے تحت آپ نے یہ شعبہ اختیار کیا ہے وہ اُسی صُورَت میں حاصِل ہو گا جب آپ اپنے اوقاتِ کار کا دُرُست اِسْتِعمال کرتے ہوئے بھرپُور مِحنَت اور لگن کے ساتھ کوشاں رہیں گے۔ اس لیے کہ جو اپنے مقصد کو جس قدر زیادہ اہمیت دے گا اور اس کے حصول کے لیے کوشش کرے گا اس کی کامیابی کے اِمْکانات اتنے ہی زیادہ روشن ہوں گے اور جو اس کے برعکس اپنے اَوقات کو فُضُولیات میں برباد کرے گا ناکامی ونامُرادی اس کا مُقَدَّر ٹھہرے گی۔

مدینہ

[1] صفۃ الصفوۃ، ومن الطبقۃ السابقہ، ابو بکر بن عیاش، الجزء الثالث، ۲/ ۰۹ ملتقطاً

وقت کی قدر کسی سے ڈھکی چھپی نہیں بلکہ ہر کوئی اس کی اہمیت کو جانتا ہے مثلاً کوئی طالبِ عِلْم چھٹیاں کرتا یا پڑھائی میں سُستی کا مُظاہرہ کرتا ہے تو اسے ضرور کہا جاتا ہے: ''یہاں وَقْت کیوں ضائع کر رہے ہو؟ کوئی کام کاج ہی کرلو، ہو سکتا ہے وہاں کامیاب ہو جاؤ۔'' اسے یہ مشورہ اس لئے دیا جاتا ہے کہ سب جانتے ہیں کہ یوں وَقْت برباد کرکے وہ کبھی عِلْم حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ جو طالبِ عِلْم وقت برباد کرتا ہے اس کا مقصود علم حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ وہ تو وقت گزاری کے لیے تعلیمی اداروں میں آتا جاتا ہے اور اپنی زِنْدَگی کے انمول لمحات کو بے مقصد کاموں میں برباد کرتا رہتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جب دنیا میں کوئی بھی حقیر سی شے خواہ وہ پتھر ہی کیوں نہ ہو، بے مقصد پیدا نہیں کی تو کیا انسان کو کسی مقصد کے بغیر ہی پیدا کر دیا ہو گا؟ جیسا کہ پارہ 18 سورۃُ المومنون آیت نمبر 115 میں ارشاد ہوتا ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴿۱۱۵﴾ (پ۱۸، المومنون:۱۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی **خزائنُ العرفان** میں اس آیتِ مقدّسہ کے تحت فرماتے ہیں: اور (کیا

تمہیں) آخِرت میں جزا کیلئے اُٹھنا نہیں بلکہ تمہیں عِبادَت کیلئے پیدا کیا کہ تم پر عِبادَت لازِم کریں اور آخِرَت میں تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ تو تمہیں تمہارے اَعْمال کی جَزا دیں۔ [1]

ہمارا مقصدِ حَیات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں عبادت واطاعت کے ذریعے اپنی رضا حاصِل کرنے کے لیے زِنْدَگی کی اَنْمول نعمت سے نوازا ہے، پس جس شخص کی زِنْدَگی میں بندگی نہ ہو بھلا وہ بھی بندہ ہے؟ کیونکہ بے بندگی رِضائے خداوندی کے حصول میں سوائے شرمندگی کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ چنانچہ موت وحَیات کی پیدائش کا سَبَب پارہ29 سورۃُ الملک کی آیت نمبر2 میں کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ (پ۲۹، الملک:۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جس نے موت اور زِنْدَگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ

---

[1] خزائن العرفان، پ۱۸، المومنون، تحت الآیۃ ۱۱۵

اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں (کس کا کام اچھا ہے سے مُراد یہ ہے) کہ کون زیادہ مُطِیع اور مخلص ہے۔ [1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا دُنیا ایک امتحان گاہ ہے جس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں آخرت میں ہونے والے امتحان کی تیاری کے لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ بروزِ قیامت یہ معلوم ہو سکے کہ ہم میں سے کون اطاعتِ خداوندی کا پیکر بنا رہا اور کس کا شمار نافرمانوں میں رہا۔ ہمیں اس امتحان کی تیاری کے لیے پیدائش سے لے کر موت تک کا جو مخصوص وَقْت دیا گیا ہے ہمیں اِسی دورانیے (Duration) میں اپنی اجتماعی اور اِنْفِرادِی زِنْدَگی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احکامات کی پاسداری کرتے ہوئے بسر کرنی ہے اور یہی ہمارا **"مقصدِ حیات"** ہے۔

امتحان کی تیاری

پیارے اسلامی بھائیو! کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ اُخروی امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے آپ نے اس مختصر سی دُنیاوی زِنْدَگی میں کیا کوشش فرمائی ہے؟ آیئے ذرا دنیا میں کامیابی کے حُصول کے لیے ہونے والے

[1] خزائن العرفان، پ۲۹، الملک، تحت الآیۃ ۲

کسی بھی امتحان کا اخروی امتحان کے ساتھ باہمی تقابل (Comparison) کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ہم دنیاوی و اخروی امتحان میں سے کس کے لیے زیادہ کوشش کرتے ہیں:

- جس طرح دنیا میں ہر امتحان کے لیے ایک مخصوص نصاب (Curriculum) ہے اسی طرح اُخروی اِمتحان کے لیے بھی ایک مَخصوص نِصاب متعین ہے جسے ہم شریعت کے نام سے جانتے ہیں۔
- جس طرح دنیاوی نِصاب مختلف مَضامین کا مجموعہ ہوتا ہے، مثلاً اردو، حساب، معاشرتی علوم، مطالعہ پاکستان وغیرہ۔ اسی طرح اُخروی نِصاب بھی مختلف چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے، جیسے عبادات و معاملات وغیرہ۔
- جس طرح دنیاوی امتحان میں کامیابی کے لیے ہر فَن اور مضمون میں مہارت حاصل کرنے کے لیے متعلقہ ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں، اسی طرح اُخروی امتحان میں کامیابی کے لیے عُلَمائے کِرام و مشائخِ عظام کی خدمت میں حاضری ضروری ہے۔
- موجودہ دور کو مقابلے (Competition) کا دور کہا جاتا ہے اور اس فضا میں سب سے آگے بڑھ جانے کی آرزُو شرکائے مقابلہ (Participants) کو رات

دن محنت و کوشش پر ابھارتی رہتی ہے۔ مگر اُخروی اِمتحان میں مُقابلے کی کوئی فَضا ہے نہ سب سے آگے بڑھ جانے کی کوئی آرزو، کیونکہ یہ امتحان اجتماعی نہیں بلکہ انفرادی ہو گا اور اس میں کامیابی اپنی جدوجہد اور کوشش کے بَل بُوتے پر ہی ممکن ہو گی۔

- دُنیاوی اِمتحان بعض اوقات تحریری (Written)، تقریری (Oral) یا عملی (Practical) ہوتا ہے مگر اُخروی اِمتحان میں علم و عمل کی جانچ دو طرح ہو گی: (۱) تفتیش ہو گی کہ یہ کام کیا تو کیوں، کیسے اور کس کے لیے کیا اور (۲) نیکیاں اور بُرائیاں میزان پر تولی جائیں گی، اب یہ دنیا میں کی گئی کاوش پر منحصر ہے کہ کونسا پلڑا بھاری ہو گا۔
- دنیاوی امتحان میں ناکام (Fail) ہو جانے کی صورت میں دوبارہ امتحان دینے کے لیے مہلت مل جاتی ہے مگر اخروی امتحان میں ناکامی کی صورت میں دوسری بار مہلت کبھی نہیں ملے گی، لہٰذا جو کرنا ہے ابھی کرنا ہے۔
- دنیامیں ایک امتحان میں ناکامی اگلے امتحان میں کامیابی کے لیے ہمت بندھاتی ہے مگر اخروی امتحان میں ناکامی جہنّم کی آگ کا شکار بنادے گی۔
- دنیاوی امتحان میں اگر کوئی شخص مکمل طور پر ناکام نہ ہو بلکہ اس کے صرف ایک دو مضامین (Subjects) رہ جائیں تو اسے ضمنی امتحان (Supplementary

Examination) دینے کی اِجازَت ہوتی ہے مگر اخروی امتحان چونکہ صرف ایک بار ہی ہو گا لہٰذا ناکامی کی صورت میں جہنّم کی آگ کا شِکار ہونے والے بدقسمت لوگوں کا خاتِمہ ایمان پر ہوا ہو گا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے جنّت کی سَرمَدی نعمتیں پانے میں کامیاب ضرور ہوں گے مگر اپنی نافرمانیوں کا خَمیازہ بھگتنے کے بعد اور اگر خاتِمہ ہی ایمان پر نہ ہوا تو ہمیشہ کیلئے جہنّم میں جھونک دیئے جائیں گے۔

- بندہ آرام و چَین پانے کے لیے ایک دُنیاوی امتحان میں کامیاب ہوتا ہے تو دوسرے امتحان کے لیے تیاری شروع کر دیتا ہے اور یوں مزید امتحانات کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ جاری رہتا ہے مگر اخروی امتحان صرف ایک بار ہو گا، پھر کوئی امتحان نہ ہو گا۔
- دنیاوی امتحان میں کامیابی پر انعام کے حقدار صرف وہی لوگ قرار پاتے ہیں جنہوں نے امتیازی نمبر حاصل کئے ہوں اور وہ بھی مخصوص تعداد میں ہوتے ہیں، مگر اُخروی امتحان میں کامیاب ہونے والا ہر فرد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تیار کردہ ابدی نعمتوں کا حقدار قرار پائے گا، یہاں تعداد نہ دیکھی جائے گی کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔

ہمارا طرزِ عمل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ تقابل (Comparison) کی روشنی میں آیئے ذرا یہ جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم میں اکثر لوگ دنیاوی واخروی امتحان میں سے کس میں کامیابی کو ترجیح دیتے ہیں۔

- جس طرح دنیاوی تعلیم کے حصول کے لیے صبح سویرے نرم وگداز بستروں کو چھوڑ کر تابناک مستقبل کے حصول کے لیے گھروں سے نکل پڑتے ہیں تو کیا ہم اخروی کامیابی کے حصول کی خاطر فَجْر کے وَقْت نرم نرم بستروں کو چھوڑ کر نمازِ باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں حاضری دیتے ہیں؟
- دنیا کے ہر میدان میں ہماری کوشش ہوتی ہے کہ صفِ اوّل میں نظر آئیں تو کیا بارگاہِ خداوندی میں حاضری (یعنی نمازِ باجماعت) کے وقت بھی مسجد کی پہلی صف میں نظر آنے کی کوشش کرتے ہیں؟
- اپنے تعلیمی معاملات (Educational Matter) میں ترقّی کے لئے ہم اکثر راتوں کو جاگ کر مطالعہ کرتے رہتے ہیں اور دیگر کاموں میں بھی صلاحیتیں بڑھانے کے لیے صبح وشام کی پروانہیں کرتے تو کیا امورِ آخرت میں بہتری وترقّی کے لئے بھی کبھی راتوں کو اُٹھ کر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہونے کی کوشش

کرتے ہیں؟

☜ دنیاوی راحت و آرام کے حصول کے لیے بسا اوقات گھر سے سینکڑوں ہزاروں میل دور جانے میں بھی کبھی کوئی شرم محسوس نہیں کرتے مگر راہِ خدا میں 3 دن، 12 دن اور 30 دن کے مَدَنی قافِلوں میں سَفَر کرنے کا کہا جائے تو ہمیں ہزاروں مصروفیات یاد آجاتی ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہزاروں مصروفیات کے باوُجُود دنیا کے لیے جیسے بھی ممکن ہو ہم وَقْت نکال ہی لیتے ہیں تو کیا جس مقصد کے لیے ہمیں پیدا کیا گیا ہے اس کے لیے تھوڑا سا وقت بھی نہیں نکال سکتے؟ اس سلسلے میں ہمارا طرزِ عمل کیسا ہے اس پر خود ہی غور فرمالیجئے۔ کیونکہ ہمارا مقصدِ حیات تو رضائے خداوندی کا حصول ہے مگر افسوس! صد افسوس! ہم اس سے غافل ہو کر دنیاوی ترجیحات میں مگن ہو چکے ہیں۔ ہمارے مذہب کا نام اسلام ہے اور ہم مسلمان ہیں، اگر ان الفاظ کے معانی پر ہی غور کرلیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ہمیں تو احکامِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کا حکم دیا گیا ہے مگر شاید ہم دَھن (Wealth) کی دُھن (Ambition) میں نہ صرف اپنے مقصدِ حیات کو بھول کر رحمتِ خداوندی سے دور ہو چکے ہیں بلکہ خود اپنے آپ سے بھی غافل ہو چکے

ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝۱۹ (پ۲۸، الحشر:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں۔

معلوم ہوا جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غفلت کے مرتکب ہوتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں اس آزمائش میں مبتلا فرمادیتا ہے کہ وہ اپنی ذات سے بھی غافل ہو جاتے ہیں اور یوں اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سے ناراض ہو کر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْؕ (پ۱۰، التوبۃ:۶۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رحمتِ خداوندی سے دوری کا سبب ہمارا یادِ خداوندی سے غافل ہونا ہے، لہٰذا ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں کیوں پیدا کیا گیا۔ چنانچہ پارہ 27 سورۃُ الذّٰریٰت کی آیت نمبر 56 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نے جن اور

اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ آدمی اتنے ہی (اسی) لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (پ۲۷، الذّٰریٰت:۵۶)

مقصدِ حیات کی تکمیل کا ذریعہ

پیارے اسلامی بھائیو! یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فرمانبردار بندے کیسے بن سکتے ہیں؟ تو اس کا جواب ہمیں پارہ 21، سورۃُ الاحزاب کی 21 ویں آیتِ مبارکہ میں کچھ یوں ملتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ۲۱، الاحزاب:۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہیں **رسول اللہ** کی پیروی بہتر ہے۔

معلوم ہوا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنتوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ اس کا فرمانِ عالیشان ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (پ۵، النساء:۸۰) ترجمۂ کنز الایمان: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اُس نے **اللہ** کا حکم مانا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! ہمیں اپنے **مقصدِ حیات** یعنی رضائے خداوندی کے حصول کے لیے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ پر عمل کرنا ہے جس کی ترغیب مذکورہ آیتِ مبارکہ میں ہمیں خود ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے دی ہے۔ چنانچہ جس نے اپنی زِندگی میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احکام پر عمل کر کے **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو راضی نہ کیا یقیناً بروزِ قِیامت وہ حسرت و ندامت کا شکار ہو گا۔ جیسا کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ”کسی کو بھی حَسْرَت وندَامت کے بغیر موت نہ آئے گی، اگر گناہگار ہو گا تو اس کی حسرت اس وجہ سے ہو گی کہ اچھے اعمال کیوں نہ کئے؟ اور اگر نیکوکار ہو گا تو افسوس کرے گا کہ زِیادہ نیک اعمال کیوں نہ کئے؟“[1]

اِمامِ اَجَلّ حضرتِ سَیِّدُنا شیخ ابو طالب مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اہلِ سلامتی و نَجات کے دو گروہ بنائے ہیں، جن میں سے بعض بعض سے اعلیٰ و افضل ہیں، جبکہ ہلاکت و بربادی والے افراد کا صرف ایک ہی درجہ ہے۔ البتہ! ان میں سے بھی بعض بعض سے پستی میں ہیں۔ لہٰذا بروزِ قِیامت جن لوگوں کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ہو گا وہ اس حسرت میں مبتلا ہوں گے کہ وہ دائیں ہاتھ والوں میں کیونکر نہ ہوئے؟ اور دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیئے جانے

---

[1] تفسیر قرطبی، التغابن، تحت الآیۃ ۹، الجزء الثامن عشر، ۹/ ۱۰۵

والے اس حسرت میں مبتلا ہوں گے کہ وہ مقربین میں سے کیونکر نہیں ہیں؟ اور مقربین اس حسرت میں مبتلا ہوں گے کہ وہ شہدا میں کیوں شامل نہیں ہیں؟ اور شہدا چاہتے ہوں گے کہ کاش وہ مقامِ صدیقین پر فائز ہوتے۔ **الغرض** یہ دن حسرت کا ہو گا جس سے غافلین کو ڈرایا گیا ہے، پس جو لوگ آج یہاں مردہ ہیں کل وہاں ان کی حالت کیسی ہو گی؟ کیونکہ ان کے پاس تو کوئی نیکی نہ ہو گی۔[1]

منقول ہے کہ بندے پر دن اور رات کی تمام ساعتیں پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان ساعتوں کو صف در صف چوبیس خزانے (الماریاں) خیال کرتا ہے اور پاتا ہے کہ ہر خزانے (الماری) میں نعمت و لذت اور عطا و جزا ہے، جب وہ دنیا کی ساعتوں میں اپنی نیکیاں ان خزانوں (الماریوں) میں بطورِ امانت رکھے گا تو کل بروزِ قیامت انہیں پاکر خوش ہو گا اور ان پر رشک کرے گا، مگر جب دنیا کی کوئی ساعت گزر جائے اور اس ساعت میں اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر نہ کیا تو آخرت میں اس ساعت کے خزانے کو خالی پائے گا کہ اس میں کوئی عطا ہو گی نہ کوئی جزا۔ پس اسے بہت بُرا لگے گا اور اس پر حسرت کرے گا کہ وہ ساعت اس سے کیسے فوت ہو گئی کہ اس نے اس میں کوئی شے ذخیرہ نہ کی؟ تاکہ اس کی جزا بھی ذخیرہ شدہ پاتا اور

مدینہ

1 قوت القلوب، الفصل الثامن والعشرون، ۱ / ۱۸۹

پھر اس کے دل میں رضا و سکون ڈال دیا جاتا۔[1]

عمر ایک امانت ہے

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھیے! انسان کی عمر اس کے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی امانت ہے جس کے متعلق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے سے اس کی موت کے وقت پوچھے گا، اگر اس نے اس کی حِفاظَت میں کوتاہی سے کام لیا تو گویا اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی امانت ضائع کر دی اور اس کے عہد کو چھوڑ دیا اور اگر اپنے اوقات کا خیال رکھا یعنی اس کی کوئی بھی ساعت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کے بغیر نہ گزری تو اس نے نہ صرف امانت کی حفاظت کی بلکہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عہد میں بھی ہے۔ پس اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے وعدہ پورا کرنے کی بنا پر پورا بدلہ ملے گا۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْۚ (پ۱، البقرۃ:۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔[2]

غفلت کی نیند اور زِندگی کی بربادی

ایک شخص نے کسی حکیم سے عرض کی: مجھے کوئی ایسی دوا بتایئے جس کے

---

1. قوت القلوب، الفصل الثامن والعشرون، ۱ / ۱۸۷
2. قوت القلوب، الفصل التاسع والعشرون، ۱ / ۱۹۴

استعمال سے میں دن کے وقت بھی محوِ آرام رہوں یعنی سوتا رہوں۔ تو اس عقل مند حکیم نے اس شخص کو کچھ یوں جواب دیا: ارے نادان! تو کتنا کم عقل ہے! تیری زِنْدَگی کا آدھا حصہ تو پہلے ہی (رات کو غفلت میں) سوتے ہوئے گزر رہا ہے حالانکہ نیند موت کا دوسرا نام ہے اور اب تو خود اپنے ہاتھوں سے اپنی زِنْدَگی کے (چار حصوں میں سے) تین چوتھائی حصے کو موت (نیند) کی نذر کر کے (چار حصوں میں سے) صرف ایک حصہ زِنْدَگی گزارنا چاہتا ہے۔ تو اس بندے نے پوچھا: میں سمجھا نہیں! وہ کیسے؟ تو حکیم صاحب نے بتایا: فرض کرو! تیری عمر 40 سال ہو تو آدھی عمر 20 سال ہو گی جو رات کے وقت غفلت کی نیند سو کر تو پہلے ہی برباد کر رہا ہے اور جب دن کو بھی مزید سویا رہے گا تو مزید 10 سال کم ہو جائیں گے اور تیرے پاس آخرت کے لیے زادِ راہ اکٹھا کرنے کے لیے صرف 10 سال باقی بچیں گے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ نادان شخص کی طرح ہم بھی اپنی زِنْدَگی کے قیمتی لمحات کو رِضائے رَبُّ الْاَنام کے حُصُول میں گزارنے کے بجائے غفلت میں یا گناہوں میں گزار دیتے ہیں، اگر کبھی ضائع ہونے والے زِنْدَگی کے ان قیمتی لمحات کا حِساب لگانا چاہیں تو شاید ہمارے لیے ممکن نہ ہو۔ البتہ! کوشش

مدینہ

1 قوت القلوب، الفصل السابع والعشرون، ۱/ ۱۷۵

ضرور کرتے رہنا چاہئے۔ اس لیے کہ وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک ایسی نعمت ہے جو ہر انسان کو یکساں ملتی ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ غریب کے لیے دن رات میں 24 گھنٹے ہیں تو امیر کے لیے 27۔ بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہم میں سے ہر ایک کو دن رات کی صورت میں ڈبل بارہ (یعنی 24) گھنٹوں میں 1440 منٹ یا 86400 سیکنڈ عطا فرمائے ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ کون ان اوقات کی قدر کرتا ہے اور کون برباد؟ کیونکہ آخر اس زِندَگی کے سفر کا اختتام ہونے ہی والا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرمایا کرتے تھے کہ اے ابنِ آدم! تو مختلف مرحلوں کا مجموعہ ہے، جب بھی تیرے پاس سے دن یا رات گزرتے ہیں تو تیرا ایک مرحلہ ختم ہو جاتا ہے اور جب تیرے تمام مراحل ختم ہو جائیں گے تو تو اپنی منزل یعنی جنّت یا جہنّم تک پہنچ جائے گا۔[1]

سورۂ عصر کی روشنی میں وقت کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم پر لازِم ہے کہ وَقْت کی قدر کرتے ہوئے اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت و فرمانبرداری اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کے اتباع میں گزاریں اور ہر لمحہ آخِرَت کی تیاری کے

مدینہ

1 قوت القلوب، الفصل الثامن والعشرون، ۱ / ۱۸۷

لئے کوشش کرتے رہیں۔ اس لیے کہ ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عاجِز بندے اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اَدْنیٰ غُلام ہیں۔ یقیناً زِنْدَگی بے حد مختصر ہے، ہم لمحہ بہ لمحہ موت کے قریب ہوتے جارہے ہیں۔ عَنْقَریب ہمیں اندھیری قَبْر میں اُتار دیا جائے گا۔ نَجات تمام جَہانوں کے پالنے والے خُدائے اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن جلَّ جلالُہ کی اَطاعت اور مؤمنین پر رَحْم و کرم فرمانے والے رَسُولِ کَرِیْم، رَءُوفٌ رَّحِیْم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کے اِتباع میں ہے۔ چنانچہ،

وَقْت کی قدر کیا ہے؟ آیئے اس کو قرآنِ مجید کی مشہور و معروف سورۂ عصر اور اس کی تفسیر سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

(پ۳۰، العصر: ۱تا۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اس زمانۂ محبوب کی قسم! بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صَبْر کی وصیت کی۔

پیارے اسلامی بھائیو! سورۂ عَصْر میں وَقْت کی اہمیت بتائی گئی ہے کہ وَقْت سے بڑھ کر قیمتی اور عزیز کوئی دوسرا سرمایہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ،

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں کہ اس (یعنی انسان) کی عُمر جو اس کا راسُ المال ہے اور اصل پُونجی (سرمایہ) ہے وہ ہر دم گھٹ رہی ہے۔ اور مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: صوفیا فرماتے ہیں کہ غافِل کے ہر سانس پر عمر گھٹ رہی ہے، اس کا ہر سانس برباد ہو رہا ہے جیسے سُوراخ والے گھڑے کا ہر قطرہ بہہ کر برباد ہو رہا ہے اور گھڑا خالی ہو رہا ہے اور مؤمن صالح کا ہر سانس خَزانۂ الٰہی میں جمع ہو کر بڑھ رہا ہے، جیسے قَرْع انبیق (وہ چیز جس کے ذریعے عَرَق نکالا جائے) سے عرق کے قطرے ٹپک کر بوتلوں میں جمع ہو کر بیماروں کے لیے شِفا اور پَنْساری کے لیے نَفْع کا باعِث ہے۔[1]

عُمر اور بَرف میں مُشَابَہَت

امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی تفسیرِ رازی میں ایک بزرگ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ میں نے سورۂ عصر کا مفہوم ایک بَرْف فَروش سے سمجھا جو بازار میں یہ آوازیں لگا رہا تھا: **اس شخص پر رَحْم کرو جس کا سرمایہ گھلا جا رہا ہے۔ اس شخص پر رحم کرو جس کا سرمایہ گھلا جا رہا ہے۔** اس کی یہ بات سن کر میں نے کہا: یہ

مدینہ

[1] خزائن العرفان و نورُ العرفان، پ۳۰، العصر، تحت الآیۃ ۲

ہے ”وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾“ کا مطلب۔ عمر کی جو مدّت انسان کو دی گئی ہے وہ برف کے پگھلنے کی طرح تیزی سے ختم ہو رہی ہے، اگر یہ اس کو ضائع کر دے گا یا غلط کاموں میں مگن ہو کر گزار دے گا تو یقیناً یہ خسارہ اٹھانے والوں میں شمار ہو گا۔[1]

زِنْدَگی کا سفر جاری ہے یا موت کا؟

پیارے اسلامی بھائیو! جس طرح کشتی سوار کو لیے منزل کی جانِب رَواں دَواں ہوتی ہے۔ اسی طرح زِنْدَگی بھی بندے کو ہر لمحہ اس کی منزل یعنی قبر کے قریب لیے جا رہی ہے لیکن وہ اس بات سے غافل ہے۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1124 صَفحات پر مشتمل کتاب **احیاء العلوم** جلد اوّل صَفْحَہ 981 پر ہے: حجۃ الاسلام حضرت سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے زمین کو اپنے بندوں کے تابع اس لیے نہیں کیا کہ وہ بلند و بالا مکانوں (کو دائمی ٹھکانا سمجھ کر اس) میں سکونت پذیر ہو جائیں بلکہ اس لیے تابع بنایا ہے کہ وہ اسے (مسافر کی طرح) قیام گاہ جان کر اس سے اتنا زادِ راہ لیں جو وطنِ اصلی (یعنی آخرت) کے سفر میں ان کے کام آئے، اس کے

مدینہ

[1] تفسیر رازی، پ ۳۰، العصر، تحت الآیۃ ۱، الجزء الثانی والثلاثون، ۱۱ / ۲۷۸

جالوں اور ہلاکتوں سے بچتے ہوئے اپنے لیے عمل و فضل کے تحفے ذخیرہ کریں اور یقین کرلیں کہ زِندَگی انہیں اس طرح لیے جاتی ہے جیسے کشتی مسافروں کو۔ لوگ دنیا میں مسافر ہیں، ان کی پہلی منزل جھولا اور آخری قبر ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تمام مذاہب کے لوگ اس بات کو مانتے ہیں کہ موت آنی ہے مگر کب آنی ہے، یہ کسی کو معلوم نہیں۔ بہر حال موت کا وَقْت مُقَرَّر ہے اور ہم سب آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہے ہیں، ہر گزرنے والا لمحہ گویا ہمیں موت کے قریب کر رہا ہے۔ زِندَگی کا یہ سفر کب اور کس موڑ پر پورا ہوتا ہے یہ کوئی نہیں جانتا لیکن یہ سب کو معلوم ہے کہ اس کا اختتام موت پر ہو گا۔ ہم زِندَگی کے آغاز کا حساب تو یاد رکھتے ہیں مگر اختتام کی کوئی فکر نہیں کرتے کہ کیا معلوم زِندَگی کا یہ سورج کب موت کی اندھیری وادیوں میں ڈوب جائے۔ ہم یہ تو کہتے ہیں کہ فلاں اتنے سال کا ہو گیا ہے لیکن کبھی یہ نہیں سوچتے کہ اس کی عمر بڑھ نہیں رہی بلکہ کم ہوتی جارہی ہے۔ مثلاً ایک شخص کی عمر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں 70 سال مقرر ہوئی یعنی 70 سال کی عمر میں اسے موت آئے گی تو جب وہ 40 سال کا ہوتا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ 40 سال کا ہو گیا ہے مگر کبھی یہ نہیں سوچتے

مدینہ

1 احیاء العلوم (مترجم)، ۱/ ۹۸۱

کہ اس کی عمر کے خاتمہ میں صرف 30 سال باقی رہ گئے ہیں۔ اس لیے کہ ہم ہر شے کو عقل کے ترازو میں تولنے کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ جو شے ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے صرف اسی کو تسلیم کرتے ہیں اور جو چیز آنکھوں سے اَوجھل ہوتی ہے اس پر یقین مشکل ہی سے آتا ہے۔ کیونکہ ہماری سوچوں کے مَحْور تبدیل ہو چکے ہیں، ہم دُنیا اور اس کی فانی زِنْدَگی کی لذتوں پر تو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں مگر آخرت اور اس کی نعمتوں سے اس لیے منہ موڑے ہوئے ہیں کہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ موت سے غفلت نے نہ صرف ہمارے ایمان بالغیب کو کمزور کر دیا ہے بلکہ ہمیں اپنے مقصدِ حیات سے بھی دور کر دیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارا شمار خسارہ پانے والوں میں نہ کیا جائے؟ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ (پ۳۰، العصر: ۲)

کیا تمام انسان نقصان میں ہیں؟

پیارے اسلامی بھائیو! کیا سارے آدمی نقصان میں ہیں؟ اس سوال کا جواب سورۂ عصر کی تیسری آیتِ مبارکہ میں کچھ یوں دیا گیا ہے:

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صَبْر کی وصیت کی۔ (پ۳۰، العصر: ۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہم مسلمان ہیں، ہمارا اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے تمام رسولوں پر، اس کی کتابوں، فرشتوں اور قِیامَت کے دن پر ایمان ہے مگر یاد رکھئے! صِرْف ایمان لانا ہی کافی نہیں بلکہ ایمان کی حِفاظَت کی فِکْر بھی اِنْتِہائی ضَرُوری ہے کہ بسا اوقات گُناہوں کی نحوست کے سَبَب ایمان سَلْب کرلیا جاتا ہے اور اگر خُدانَخْواستہ ایمان ہی سَلْب ہوگیا تو سب کیا کَرایا اَکارَت جائے گا۔ لہٰذا ایمان کے ساتھ ساتھ فرائض وواجبات کی ادائیگی اور گناہ ومَعْصِیَت سے اِجْتِناب بھی ضَرُوری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۂ عصر کی تیسری آیتِ مبارکہ اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق یعنی ایمان و عملِ صالح کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو ان تکلیفوں اور مشقّتوں پر صبر کی وصیت کی جو راہِ خدا میں نیکی کی دعوت دیتے ہوئے پیش آئیں تو ایسے لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے کس طرح محروم ہو

سکتے ہیں بلکہ یہ تو نفع پانے والے ہیں نقصان اٹھانے والے نہیں کیونکہ ان کی زِنْدَگی کے انمول لمحات راہِ خدا میں گزرے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سورۂ عصر ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ہم اپنی زِنْدَگی اور وَقْت کی اہمیت کو سمجھیں اور زِنْدَگی یوں گزاریں کہ ہمارے پاس ایمان ہو، عملِ صَالِح ہو، نیکی کی دعوت ہو اور نیکی کی دعوت کی راہ میں آنے والی مشقتوں اور تکلیفوں پر صبر بھی ہو تو یقیناً ہمارا شمار بھی ان لوگوں میں ہو گا جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے محروم نہیں ہوں گے۔

فرد سے معاشرہ بنتا ہے

ہم معاشرے کے بگاڑ کی باتیں تو ضرور کرتے ہیں مگر کبھی اپنی یا اپنے مُعاشَرے کی اِصلاح کے لیے کوشش نہیں کرتے۔ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو یہ ذِہن بنالینا چاہئے کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔'' اگر ہم میں سے ہر ایک اس مَدَنی مقصد کے حصول کے لیے اپنے وَقْت کی اہمیت اور اپنے مقصدِ حیات کو سمجھ کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اِطاعت و

مدینہ

[1] ماخوذ از کنز الایمان و خزائن العرفان، پ ۳۰، العصر، تحت الآیۃ ۳

عِبادَت اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری کرنے لگے تو یہ سارا معاشرہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ اِس کو اس مثال سے سمجھئے کہ ایک شخص مُطالعہ میں مصروف تھا، پاس ہی اس کا بچہ کھیل رہا تھا، جو بار بار اسے تنگ کرتا اور یوں اس کے مطالعے میں خلل پیدا ہوتا، اس نے کافی مرتبہ اسے سمجھایا مگر بچہ آخر بچہ تھا، تھوڑی دیر تک ضبط سے کام لیتا اور پھر کھیلنے لگتا۔ باپ بچے کے اسطرح بار بار تنگ کرنے سے یہاں تک زِچ (پریشان) ہوا کہ اس کے سر میں درد شروع ہو گیا۔ آخر اس کے دماغ میں ایک ترکیب آئی اور اس نے قریب ہی موجود کسی صوبے یا کسی ملک کے نقشے کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا اور اپنے بیٹے کو دیتے ہوئے کہا: بیٹا! دوسرے کمرے میں جا کر یہ نقشہ درست کر لاؤ۔ بچہ چلا گیا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا: چلو یہ جتنی دیر تک نقشہ بناتا رہے گا میں مطالعہ کر لوں گا۔ کیونکہ یہ ایک مشکل کام تھا اور اس میں بچے کو کافی وقت لگ سکتا تھا۔ بچہ چلا گیا اور باپ نے اطمینان سے مطالعہ کرنا شروع کر دیا، ابھی تھوڑا سا وقت گزرا تھا کہ بچے نے آکر کہا: ابو! نقشہ صحیح ہو گیا۔ باپ کو حیرت ہوئی کہ اتنے گھنٹوں کا کام منٹوں میں کیسے کر کے آگیا۔ دیکھا تو واقعی نقشہ صحیح تھا۔ باپ نے پوچھا: ”بیٹا! یہ نقشہ اتنی جلدی کیسے صحیح کر دیا؟“ تو بیٹے نے بتایا: ابا جان! جب آپ نے نقشہ

پھاڑا تھا تو میں نے دیکھا اس کے پیچھے ایک آدمی کی تصویر بھی تھی، لہٰذا میں نے نقشہ صحیح کرنے کے بجائے آدمی کی تصویر صحیح کر دی نقشہ خود ہی صحیح ہو گیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم مُعاشَرے کے نقشے کو صحیح کرنے کی اکثر کوشش کرتے ہیں جس میں ہمیں خاطر خواہ کامیابی کبھی نہیں ہوئی، ہاں! اگر مذکورہ مدنی منے کی طرح مُعاشَرے کے نقشے کو صحیح کرنے کے بجائے صرف ایک فرد کی اصلاح کی کوشش کی جائے اور وہ صحیح ہو جائے تو مُعاشَرہ خود ہی دُرُست ہو جائے گا کیونکہ فرد سے مُعاشَرہ بنتا ہے نہ کہ مُعَاشَرے سے فرد۔ جب فرد صحیح ہو گا تو مُعَاشَرہ بھی خود بخود صحیح ہو جائے گا اور اگر فرد ہی صحیح نہ ہو تو مُعَاشَرہ کیسے صحیح ہو گا؟

ہائے افسوس! بُرائی بُرائی نہ رہی

آجکل یہ مثال تو دی جاتی ہے کہ ایک گندی مچھلی پورے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے لیکن کوئی یہ نہیں سوچتا کہ وہ تالاب کی گندی مچھلی کہیں میں تو نہیں کہ جس کی وجہ سے مُعَاشَرے کا یہ تالاب گندہ ہو رہا ہے۔ پھر ہمارا یہ طرزِ عمل بھی بڑا عجیب ہے کہ ہم چند بُرائیوں کو تو بُرائی سمجھتے ہیں مگر کثیر بُرائیاں ایسی بھی ہیں جنہیں بُرا کہنا تو دَرَکنار بُرا سمجھتے بھی نہیں۔ مثلاً شراب پینے یا جوا کھیلنے والے

اور بدکاری کرنے والے کو تو بُرا کہتے ہیں مگر سوچئے:

- کیا نماز نہ پڑھنے والا بُرا نہیں؟ اگر بے نمازی بھی بُرا نہیں تو پھر بُرا کون ہے؟ حالانکہ مروی ہے: جو جان بوجھ کر ایک وَقْت کی نماز قضا کر دے اس کا نام جہنّم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ جہنّم میں داخل ہو گا۔[1]
- کیا غیبت کرنے والا بُرا نہیں؟ حالانکہ حدیث پاک میں ہے کہ غیبت بدکاری سے سخت ہے۔[2]
- کیا جھوٹا آدمی بھی بُرا نہیں ہے؟ حالانکہ قرآنِ کریم میں ایسے شخص پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لعنت فرمائی ہے۔

افسوس! اِن بُرائیوں کو کوئی بُرا کہنے کو تیار نہیں جبکہ یہ بھی حَرام اور جہنّم میں لے جانے والے کام ہیں مگر ہم نے تو اپنے ذِہنوں میں صرف اُن چند حَرام کاموں کے مُتَعَلِّق یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ یہ غَلَط ہیں اور ان ہی کی مذمَّت کرتے ہیں اور ان برائیوں کو تو بُرا کہتے ہیں جو دوسروں میں پائی جاتی ہیں لیکن خود جن بُرائیوں میں ملوث ہوتے ہیں انہیں بُرا کہنا تو دور کی بات ہے بُرا سمجھتے تک نہیں۔ یہی وجہ ہے

مدینہ

1. حلیۃ الاولیاء، ۷/ ۲۹۹، حدیث: ۱۰۵۹۰
2. مشکاۃ المصابیح، ۳/ ۴۷، حدیث: ۴۸۷۴

کہ مُعاشَرے کی اِصلاح کی گفتگو تو ہر کوئی کرتا نظر آتا ہے، موجودہ حالات پر ساری دُنیا میں تبصرے ہوتے ہیں، مُذاکَرے (Debates)، ٹاک شَوز (Talk Shows) اور کانفرنسز (Conferences) منعقد ہوتی ہیں، دانشوروں (Scholars) کو بُلا کر ان سے تقریریں کروائی جاتی ہیں، مگر یہ سب کے سب نقشے کو دُرُست کرنے کے لیے گھنٹوں تقریریں اور بحث ومباحثہ میں لگے رہتے ہیں اور نتیجہ کیا ہوتا ہے! وہی ''ڈھاک کے تین پات'' یعنی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ اتنے گھنٹے ''نقشہ'' دُرُست کرنے کی کوشِش کرنے سے بہتر تھا کہ چند مِنٹوں کے اندر اپنی شخصیت کو دُرُست کرنے پر توجُّہ دیتے تو یقیناً نقشہ خود ہی دُرُست ہو جاتا۔

اپنی اصلاح کے لیے کیا کرنا چاہئے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنی اصلاح کے لیے ہمیں اپنے مقصد اور وَقْت کی اہمیت کو سمجھنا ہو گا، خصوصاً جوانی کے پُر بَہار اَیّام میں جب اُمنگیں پُرجوش، عَزْم و حَوصلہ جَواں اور اَعْضاء میں قُوت ہوتی ہے، وَقْت کی قدر کرتے ہوئے عبادت وریاضت کی عادت بنالیجئے، آج صِحَّت کی نِعْمَت حاصِل ہے اس سے فائدہ اٹھالیجئے کہ بڑھاپے میں ہمتیں جواب دے جاتی ہیں اور بسا اوقات آدمی بیکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ چنانچہ،

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خان نوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:

ریاضت کے یہی دن ہیں بڑھاپے میں کہاں ہمت
جو کچھ کرنا ہے اب کرلو ابھی نُوری جَواں تم ہو

زِنْدَگی یقیناً بے حد مختصر ہے، جو وقت مل گیا سو مل گیا، آئندہ وقت ملنے کی اُمّید دھوکہ ہے۔ کیا معلوم آئندہ لمحے ہم موت سے ہم آغوش ہو چکے ہوں۔ چنانچہ دو عالم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: اِغْتَنِمْ خَمْساً قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغَنَاءَكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔ یعنی پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو (1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (2) صحت کو بیماری سے پہلے (3) مالداری کو تنگدستی سے پہلے (4) فرصت کو مشغولیت سے پہلے اور (5) زندگی کو موت سے پہلے۔[1]

غافِل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے مُنادی
قُدرَت نے گھڑی عُمر کی اِک اور گھٹادی

مدینہ

[1] المستدرک، کتاب الرقاق، ما نعمتان مغبون فیھما۔۔ الخ، ۵/ ۴۳۵، حدیث: ۷۹۱۶

بڑھاپے میں عِبادَت کی مثال

ایک شخص نے اپنے خادم سے کہا کہ آج دن کے اُجالے میں یہ کام ہر صورت میں مکمل ہو جانا چاہئے خواہ دیگر کام کرو یا نہ کرو، نیز جس قدر اچھا کام کرو گے انعام کے حقدار ہو گے اور اگر کام درست انداز میں یا بالکل نہ کیا تو انعام سے محرومی کے ساتھ ساتھ سزا کے بھی مستحق ٹھہرو گے۔ خادِم نے مالک کے حکم پر سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے کام کے مکمل ہو جانے کی یقین دہانی کروائی مگر غفلت کی بناء پر یا دِیگر کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے اس ضروری کام کو بھول گیا۔ عصر کے بعد جب سورج غروب ہونے والا تھا تو اچانک اسے یاد آیا کہ مالک نے تو سورج ڈھلنے سے پہلے پہلے فلاں کام مکمل کرنے کا حکم دیا تھا، یاد آتے ہی اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے کہ جو کام پورے دن کا تھا اب دن کے اس تھوڑے سے حصے میں کیسے مکمل ہو سکتا ہے، بہر حال وہ ہر طرف سے غافل ہو کر اس کام میں مصروف ہو گیا اور جی جان سے کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح یہ کام مکمل کر لے اور شدت سے یہ خواہش کرنے لگا کہ اے کاش! تھوڑی دیر سورج مزید ٹھہر جائے اور اسے کام مکمل کرنے کا موقع مل جائے یا اس کا مالک اسے مزید ایک دن کا موقع دیدے تو یقیناً وہ اس کام کو مکمل کر لے گا اور دیگر کاموں کی طرف بالکل آنکھ اٹھا کر بھی نہ

دیکھے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی غفلت پر افسوس کرتا جاتا کہ ہائے افسوس! وہ کیسے یہ بھول گیا حالانکہ اس کے مالک نے کام کی درست طریقے سے بجاآوری پر انعامات کا وعدہ کیا تھا اب ایک تو ان انعامات سے محروم ہونا پڑے گا دوسرے مالک کی ناراضی کی صورت میں سزا بھی مل سکتی ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! بڑھاپے یعنی عمر کے آخری حصے میں خوابِ غفلت سے بیدار ہونے والے شخص کی مثال بھی مذکورہ خادِم جیسی ہے، ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں زِنْدَگی اور موت کے درمیان کا وقت عطا فرمایا تاکہ ہم عبادت کے ذریعے رضائے خداوندی حاصل کر کے اخروی انعامات کے حقدار قرار پائیں مگر ہم میں سے اکثر لوگ جوانی دیوانی ہوتی ہے، کا نعرہ لگا کر ایامِ زِنْدَگی غفلت میں گزار دیتے ہیں، پھر جب زِنْدَگی کا سورج غروب ہونے پر آتا ہے تو گزرے وقت پر افسوس کرتے ہیں اور باقی عمر یادِ خداوندی میں مگن ہو جاتے ہیں، افسوس! صد افسوس! جب دنیا کے قابل نہیں رہتے یا دنیا ہمیں دھتکار دیتی ہے تو رب قدوس کا در یاد آتا ہے اور پھر ہر طرف سے منہ موڑ کر زِنْدَگی کے آخری لمحات میں اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ اے کاش! اس جوانی کو گناہوں اور فُضُولیات میں برباد کرنے کے بجائے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عِبادَت واطاعَت اور اِتّباعِ سنّت میں گزارنے کا ہمارا مَدَنی ذِہْن بن جائے اور ہمیں

ہمارے مالک نے دُنیاوی زِندَگی میں جس کام کے لیے پیدا فرمایا ہے اسے بجالانے میں کوئی کوتاہی نہ کریں ورنہ مذکورہ خادِم کی طرح پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور جب ہماری موت کا وقت آئے تو کہیں یہ نہ کہنے لگیں کہ اے کاش! ہمیں مزید کچھ مہلت مل جائے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ(۱۰) وَ لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَاؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ(۱۱)

(پ۲۸، المنافقون: ۱۰، ۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آجائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

جوانی میں عبادت کی فضیلت

قیامت کے روز جب ہر شے سورج کی تپش و گرمی سے بِلْبِلا رہی ہو گی تو اللہ

عَزَّوَجَلَّ اپنے جن بندوں سے خوش ہو کر انہیں اپنے سایۂ عرش میں جگہ عطا فرمائے گا ان میں وہ خوش قسمت لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے اپنی جوانی برباد نہ کی ہو گی۔ چنانچہ مروی ہے کہ قِیامَت کے دِن جن خوش نصیبوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا ان میں وہ شخص بھی ہو گا جس نے اپنی جوانی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں گزاری ہو گی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنے عرش کے نیچے جگہ دے گا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قِیامَت کے دِن جب زمین تانبے کی ہو گی اور سورج آگ برسا رہا ہو گا ایسے میں وہ شخص کس قدر خوش نصیب ہو گا جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ آج اگر کسی کو جلتی دُھوپ میں درخت کا سایہ مل جائے تو وہ کس قدر سکون و اطمینان محسوس کرتا ہے اور اسے کتنی خوشی ہوتی ہے یہ ہر ذی شعور بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اُس محشر کی تپتی دھوپ والے دن "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عرش کا سایہ" حاصل کرنے کے لئے وَقْت کی قدر و منزلت کو سمجھتے ہوئے اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارنا ہو گا۔

---

1 بُخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد۔۔الخ، ۱/ ۲۳۶، حدیث: ۶۶۰ ملخصًا

کَل کی تباہی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان ہر گز نہیں چاہتا کہ ہم اچھے اعمال کر کے جنّت میں چلے جائیں، وہ ہر طرح سے ہمیں راہِ حق سے روکنے کی کوشش کرتا ہے، جب کسی کے سامنے ''نیکی کی دعوت'' پیش کی جائے تو اَوّلاً شیطان سننے ہی نہیں دیتا اگر سن ہی لی تو عمل نہیں کرنے دیتا اور بالفرض اگر عمل کا ذِہن بن بھی گیا تو کہتا ہے جلدی کیا ہے ؟ کل سے شروع کر لینا، یوں بندہ اس کے وسوسے میں مبتلا ہو کر نیک اعمال کل پر ڈالتا رہتا ہے اور پھر اسی طرح کَل کَل کرتے زِنْدَگی کی شام ہو جاتی ہے مگر ''کل'' نہیں آتی۔

حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ نصیحت نِشان ہے: شیطان بسا اوقات تم سے علم میں سبقت لے جاتا ہے صحابہ کرام نے عرض کی: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! وہ علم میں ہم سے کیسے بڑھ سکتا ہے؟ تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ کہتا ہے علم حاصل کرو مگر اس پر اس وقت تک عمل مت کرو جب تک کہ عالم نہ بن جاؤ، علم کے حصول میں یہی کہتا رہتا ہے اور عمل کے سلسلے میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہتا ہے یہاں تک کہ بندہ اس

حال میں مر جاتا ہے کہ اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا ہوتا۔[1]

نیک کام میں دیر کس بات کی

پیارے اسلامی بھائیو! آج کا کام کل پر مت ڈالئے! معلوم نہیں زِنْدَگی کا سورج کس وقت غروب جائے کیونکہ جب بھی کسی سے نیک کام کرنے کا کہا جاتا ہے تو عام طور پر یہی جواب ملتا ہے: ''کل سے کروں گا۔'' مشہور مقولہ ہے: (Tomorrow never come, do your work today) یعنی کل کبھی نہیں آئے گا آج ہی اپنا کام کر لو۔ یہ بات سبھی جانتے ہیں مگر افسوس پھر بھی یہ ''کل'' ہمارے اور نیک اعمال کے درمیان حائل ہے، ہمیں اپنی زِنْدَگی سے اس کَل کے سلسلے کو ختم کرکے **''جو کام کرنا ہے آج اور ابھی کرنا ہے''** کو اپنا مقصد بنانا ہو گا۔ آج کا کام کل پر مت چھوڑیئے، کل کوئی دوسرا کام ہو گا اور اس کل کل میں آج کا کام بھی نہ ہو پائے گا۔ لہٰذا **کل** کے بجائے **آج** اور **آج** کے بجائے **ابھی** کا ذِہن بنایئے۔ نیکی کے کاموں میں تاخیر کبھی نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ دل کے خیالات بدلتے رہتے ہیں، نیکی کے کام کرنے کا جس وَقْت ارادہ ہو اسی وَقْت کرلینا چاہیے کہ نہ جانے اگلے پل قلب کی کیفیت کیا ہو؟ یہ کر پائیں گے یا نہیں؟

---

1 قوت القلوب، الفصل الحادی والثلاثون، ۱/ ۲۲۸

زِندَگی وَفا کرے گی یا نہیں؟ جیسا کہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں کہ سیّد نا امام ابن الامام کریم ابن الکرام حضرت امام محمد باقر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَافِر نے ایک قُبائے نفیس بنوائی، طَہارَت خانے میں تشریف لے گئے، وہاں خیال آیا کہ اسے راہِ خُدا میں دیجئے، فوراً خادِم کو آواز دی "قریبِ دیوار حاضِر ہُوا، حضور نے قُبائے مُعَلّٰی اُتار کر دی کہ فلاں محتاج کو دے آ۔ جب باہَر رونق افروز ہُوئے خادِم نے عرض کی: اس دَرجہ تعجیل کی وجہ کیا تھی؟ فرمایا: کیا معلوم تھا باہَر آتے آتے نِیَّت میں فرق آجاتا۔[1]

مومن کے دو خوف

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا کہ مومن دو خوفوں کے درمیان ہوتا ہے: ایک اس مدت پر جو گزر گئی اور وہ نہیں جانتا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے بارے میں کیا معاملہ فرمائے گا، دوسری وہ مدت جو باقی ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کیا فیصلہ فرمائے گا۔ پس انسان کو (۱) اپنی ذات سے اپنی ذات کے لئے، (۲) اپنی دُنیا سے اپنی آخرت کے لئے، (۳) اپنی زِندَگی سے موت کے لئے اور (۴) اپنی جوانی

مدینہ

1 فتاویٰ رضویہ، ۱۰/ ۸۴

سے بڑھاپے کے لئے زادِ راہ تیار کرنا چاہئے کیونکہ دُنیا کو تمہارے لئے اور تمہیں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! موت کے بعد معافی مانگنے کی کوئی جگہ نہیں اور دُنیا کے بعد جنت یا دوزخ کے علاوہ کوئی گھر نہیں۔[1] لہٰذا سمجھ دار کو چاہئے کہ آخرت کی خاطر دُنیا کو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو اور موت سے پہلے زِندَگی کو کام میں لائے۔

سانس کی مالا

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جلدی کرو! جلدی کرو! تمہاری زِندَگی کیا ہے؟ یہی سانس تو ہیں کہ اگر رُک جائیں تو تمہارے ان اعمال کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے جن سے تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قُرب حاصل کرتے ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنا جائزہ لیا اور اپنے گناہوں پر چند آنسو بہائے۔ یہ کہنے کے بعد آپ رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے پارہ 16 سورۂ مریم کی آیت نمبر 84 تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ ترجمۂ کنز الایمان: ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں۔ (پ۱۶، مریم: ۸۴)

---

[1] لباب الاحیاء، الباب السادس والعشرون فی ذم الدنیا، ص ۲۳۱

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام **محمد بن محمد غزالی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی فرماتے ہیں: یہاں گنتی سے سانسوں کی گنتی مُراد ہے۔[1]

”دِن“ کا اِعلان

حضرتِ سیِّدُنا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی **شُعَبُ الایمان** میں نقل کرتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: روزانہ صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اُس وَقْت ”دِن“ یہ اِعلان کرتا ہے: اگر آج کوئی اچھا کام کرنا ہے تو کرلو کہ آج کے بعد میں کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔[2]

ایک نفیس جوہر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر سانس ایک نفیس جوہر ہے جس کا بدل کوئی چیز نہیں۔ چنانچہ زِندَگی کی ان قیمتی و نایاب سانسوں کے متعلق منہاج القاصدین میں علامہ ابن جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: بندے کو چاہئے کہ نمازِ فجر کے بعد کچھ دیر اپنے دل کو ہر قسم کی سوچ سے خالی کر کے اپنے نفس سے کچھ یوں مخاطب ہو: ”اے نفس! میرا کُل سرمایہ صرف یہی زِندَگی ہے، اگر یہ ختم

---

1. اِحیاءُ الْعُلُوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ۵/ ۲۰۵
2. شُعَبُ الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ النصف من الشعبان، ۳/ ۳۸۶، حدیث ۳۸۴۰ ملخصاً

ہو گیا تو نہ یہ کاروبارِ حیات چل پائے گا اور نہ منافع کے حُصُول (یعنی ثوابِ آخرت کے حُصُول) کی کوئی اُمّید باقی رہے گی، یہ ایک نیا دن ہے جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے (اپنی رِضا کے حُصُول کے لیے) مزید مہلت عطا فرمائی ہے اور میری موت کو مُؤخر فرما کر مجھ پر اِحسان فرمایا ہے، اگر وہ مجھے دُنیا سے اُٹھالیتا تو میں تمنا کرتا: اے کاش! مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تا کہ میں کوئی نیک عمل کر لوں۔ لہٰذا اے نفس! یہی سمجھ کہ تو فوت ہو چکا تھا اور اب تجھے واپس بھیجا گیا ہے، اس دن کو ضائع کرنے سے بچنا اور یہ بھی جان لے کہ دِن رات میں 24 گھنٹے ہیں اور بندے کے لیے ہر روز چوبیس الماریاں قطار در قطار رکھی جاتی ہیں (یعنی ہر گھنٹے کے مقابل ایک الماری)، قیامت کے دن جب ان میں سے ایک الماری کو کھولا جائے گا اور بندہ اُس گھنٹے میں اپنی کی گئی نیکیوں کے سبب دیکھے گا کہ یہ الماری نیکیوں کے نور سے بھری ہوئی ہے تو اس کو اتنی خوشی ہو گی کہ اگر وہ دوزخیوں پر تقسیم کر دی جائے تو حیرانی کی وجہ سے ان کو آگ کی تکلیف کا احساس نہ رہے گا اور پھر جب دوسری الماری کھولی جائے گی تو اس کی بدبو سے دماغ پھٹنے لگے گا اور ہر طرف اندھیرا چھا جائے گا کیونکہ یہ الماری اس گھنٹے کے مقابل ہو گی جس میں بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں مبتلا رہا ہو گا۔ اس لمحہ بندے کو اس قدر گھبراہٹ اور ذِلّت محسوس ہو

گی کہ اگر وہ تمام جنتیوں پر تقسیم کر دی جائے تو ان کی نعمتیں مکدر ہو جائیں (یعنی ان نعمتوں کی لذتیں ختم ہو جائیں)۔ پھر جب ایک خالی الماری کھولی جائے گی کہ وہ اس کے کھلنے سے خوش ہو گا نہ غمزدہ۔ کیونکہ یہ وہ گھنٹہ ہو گا جس میں وہ سویا رہا یا یادِ خداوندی سے غافل رہا یا اس نے اس لمحہ کوئی نیک کام نہ کیا تو اس الماری کے خالی ہونے پر افسوس کرے گا اور اسے اس شخص کی طرح دُکھ ہو گا جو بہت سا نفع حاصل کرنے پر قادر تھا مگر موقع ضائع کر کے اس سے محروم ہو گیا۔"

مزید فرماتے ہیں کہ ہر بندے کو چاہئے کہ روزانہ اسی طرح اپنے نفس کو اپنے وقت کی اہمیت کا احساس دلاتا رہے اور یہ کہتا رہے کہ "آج کے دن کو شِش کر کے ہر الماری کو نیک اعمال سے بھر لے، کسی ایک کو بھی خالی نہ چھوڑنا، سستی کا مظاہرہ کرنا نہ تھکن کا احساس کرنا، ورنہ ان اعلیٰ درجات کو کبھی نہ پاسکے گا جو دوسرے لوگوں نے اپنی کوشِش سے حاصل کئے ہیں۔"[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس نصیحت آموز فرمان میں کتنی عبرت ہے! ذرا غور تو کیجئے کہ جو وَقْت گزر گیا وہ لوٹ کر نہیں آئے گا، ہاں! جو سانس ہم نے لے لیا وہ ہمارے نامۂ اعمال میں جمع ضرور ہو گیا، اب یہ ہم پر ہے کہ وہ لمحہ ہم نے نیکی

مدینہ

1 منہاج القاصدین، باب فی المحاسبہ والمراقبہ، المقام الاول المشارطہ، ص ۳۷۵

میں استعمال کیا یا بدی میں یا یوں ہی غفلت میں گزار دیا۔ لہٰذا جو وَقْت ہمارے ہاتھ میں ہے اس سے استفادہ (Utilize) کیجئے اور یاد رکھئے کہ پورے دن میں ڈبل بارہ گھنٹوں کا وَقْت امیر، غریب، ڈاکٹر، مریض، چھوٹے، بڑے، مرد و عورت سب کو یکساں ملتا ہے، لہٰذا قیامت کے حساب اور حسرت سے پہلے پہلے دنیا ہی میں اپنی زِنْدَگی کے انمول لمحات کی قدر کیجئے اور زِنْدَگی کو گناہوں کی خرافات سے بچاتے ہوئے عبادات اور ضروری معاملات کے درمیان جَدْوَلْ (Timetable) بنا کر اس طرح تقسیم کیجئے کہ فُضُولیات کے لئے وَقْت ہی نہ بچے۔

آج عمل کا دن ہے

حضرت سَیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں:

فَاِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِي دَارِ الْعَمَلِ وَ لَا حِسَابَ

وَ اَنْتُمْ غَدًا فِيْ دَارِ الْحِسَابِ وَ لَا عَمَلَ

یعنی آج تم دارُ العمل (عمل کرنے کی جگہ) میں ہو جہاں حساب نہیں اور کل تم دارُ الحساب میں ہو گے جہاں عمل نہیں۔ (1)

مدینہ

1 شعب الایمان، باب فی الزھد و قصر الامل، ۷ / ۳۷۰، حدیث: ۱۰۶۱۶

اپنے نفس کا محاسبہ کرو

امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قِیامَت کا حِساب ہونے سے پہلے اپنے نفس کا مُحاسَبہ کرلو اور اعمال کا وَزن ہونے سے پہلے ان کو تول لو اور بڑی پیشی کے لیے تیاری کرلو۔[1]

وَقْت کا ضِیاع اور اس کی تلافی کی چند صورتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر آپ اپنے ضائع ہو جانے والے اوقات پر نادم ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح ان اوقات کی تلافی ہو جائے اور بروزِ قِیامَت بارگاہِ خداوندی میں شرمسار نہ ہونا پڑے تو اپنے موجودہ وقت کی قدر کیجئے کیونکہ وقت کی تلافی(Reparation of time)کے متعلق عموماً لوگ سمجھتے ہیں کہ موجودہ حالت و کیفیت(Circumstances) میں جو کام کرنا ان کے ذِمّہ لازم ہے وہ اسے بجالانے کے قابل نہیں اور یوں یہ تمنا کرنے لگتے ہیں کہ اے کاش! وہ اس سے بہتر حالت و کیفیت میں ہوتے تو ضرور یہ کام کر گزرتے۔ پس اسی تمنا و خواہش میں اُس وقت جو کام کرنا اُن پر لازِم ہوتا ہے وہ نہیں کر پاتے اور بعض اوقات جب ایک وقت میں کوئی کام نہیں کر پاتے تو اس کی تلافی کے لیے کسی

مدینہ

[1] منہاج القاصدین، باب فی المحاسبہ والمراقبہ، المقام الاول المشارطہ، ص۳۷۶

مناسب وقت کا انتظار کرنے لگتے ہیں اور اس طرح اس مناسب وقت کے انتظار میں مزید عمر کے کئی قیمتی لمحات ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ جان لیجئے کہ وقت کی تلافی یہ نہیں کہ بہتر کیفیت و حالت کی تمنا کی جائے یا مناسب وقت کا انتظار کیا جائے بلکہ وقت کی تلافی سے مراد یہ ہے کہ بندے کے دل میں ہر لمحہ یہ ڈر اور خوف رہے کہ نیک کام کرنے سے پہلے کہیں وقت ہی ختم نہ ہو جائے۔ لہٰذا ضائع ہو جانے والے اوقات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو دن رات کا ہر لمحہ یادِ خداوندی میں بسر کیجئے اور ہر صورت میں دل کی پراگندگی سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے فوراً درج ذیل کام کرنا شروع کر دیجئے:

- سب سے پہلے فرائض و واجبات (نماز، روزہ وغیرہ) کی ادائیگی کی پابندی کیجئے اور سابقہ فوت شدہ فرائض و واجبات کی تلافی قضا و استغفار کر کے کیجئے۔
- تمام حرام کاموں سے بچنے کی نیت کیجئے اور اس نیت پر عمل کے ساتھ ساتھ سابقہ گناہوں کی تلافی کے لیے کثرت سے توبہ و استغفار بھی کیجئے۔
- بے حَیائی و بے پردگی کے خلاف اعلانِ جنگ کرتے ہوئے آنکھوں کا قفلِ مدینہ لگا لیجئے۔
- غیبت و چغلی اور جھوٹ جیسی بری باتیں سننے سے کانوں کی حفاظت کیجئے اور

خود کو ان جیسی گھٹیا باتیں کرنے سے بچانے کے لیے زبان کے قفلِ مدینہ کا عادی بنالیجئے۔

- ہاتھ پاؤں کو اپنے قابو میں رکھیے اور کبھی بھی انہیں کسی بھی برے فعل کی جانب نہ بڑھنے دیجئے۔
- حرام لقمے سے بچئے نیز مختلف بیماریوں اور آفتوں سے بچنے کے لیے حلال کھانے کی زیادتی سے بھی پرہیز کیجئے اور اس سلسلے میں بھوک بڑھانے اور خوراک میں کمی کرنے کیلئے پیٹ کے قفلِ مدینہ پر عمل کیجئے۔
- نیکی کا حکم دیجئے اور بُرائی سے منع کیجئے۔
- ہر کام میں اچھی اچھی نیتوں کی عادت اپنایئے اور خود کو بری نیت سے بچایئے۔
- جانے و انجانے میں ہونے والے گناہوں کی بخشش کے لیے روزانہ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو کر توبہ کیجئے۔
- دل کو بدگمانی سے آزاد کر کے حسنِ ظن کا معمول بنانے کی کوشش کیجئے۔
- ہر نیک معاملے میں ثابت قدمی و استقامت اختیار کیجئے اور نیکی و تقویٰ کے ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔

اِمامِ اَجَلّ حضرت سَیِّدُنا شیخ ابو طالب مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی مذکورہ نیک اعمال میں سے اکثر ذِکْر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: بندے کو چاہئے کہ مذکورہ تمام امور پر فوراً عمل کرنے لگے، ٹال مٹول سے کام لے نہ کسی کا انتظار کرے اور نہ ہی کسی دوسرے وقت کی توقع رکھے، نہ اس کام کو ایک وقت سے دوسرے وقت تک مؤخر کرے اور نہ ہی ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ اس پر عمل پیرا ہونے کا انتظار کرے۔ اس لیے کہ اسی طرح فوت شدہ اوقات کا تدارک اور ان کی تلافی ہو سکتی ہے۔ اسے جو وقت میسر ہے اس کے فوت ہو جانے کے ڈر کی وجہ سے اسے ہی غنیمت جانے، ورنہ ٹال مٹول اور امیدیں ہی رہ جائیں گی یا پھر انتظار و تراخی رہ جائیں گے جو شیطان کے لشکر ہیں اور جن سے وہ راہِ خدا میں سفر کرنے والوں کی راہیں بند کر دیتا ہے۔[1]

جو وَقْت بِیت گیا سو بِیت گیا

پیارے اسلامی بھائیو! جو وقت بِیت گیا سو بِیت گیا اب وہ قِیامَت تک نہ پایا جائے گا۔ جب بندے کو یہ یقین ہو جائے کہ گزرا وقت ہاتھ نہیں آتا تو

مدینہ

1 ماخوذ از قوت القلوب، الفصل الثامن والعشرون، ص ۱۹۱

وہ یہ بھی جان لیتا ہے کہ اس کی ساری عمر گویا کہ ایک دن ہے اور پورا دن گویا کہ ایک ساعت ہے اور یہ کل ساعتیں گویا کہ موجودہ وقت ہے۔ پس بندے کو چاہئے کہ وہ اپنے موجودہ وقت یعنی حال سے سفر آخرت پر روانہ ہونے کے لیے ایسا زادِ راہ ساتھ لے جو اسے اختتامِ سفر پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کے قریب کر دے۔ لہٰذا ہر لمحہ وہ ایسے کاموں کی جستجو میں رہے جن کے افضل ہونے کے مُتَعَلِّق اس کا عِلْم اس کی رہنمائی کرے اور اس کے پَروَردگار عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بھی وہ کام اچھے ہوں۔ نیز ان کاموں کا شُمار ان نیک اعمال سے ہو کہ اگر اچانک بندے کو موت آجائے اور اس کا خاتِمہ اسی حالَت پر ہو تو اس عَمَل کی ادائیگی کرتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوتے ہوئے اسے شَرْمِندَگی محسوس نہ ہو۔

خُود اِحْتِسَابی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنا روزمرہ کا ایک جَدْوَل بنا کر اس کے مطابق اپنا محاسبہ کیا کریں تاکہ خود احتسابی کے عادی ہو سکیں، مگر یاد رکھیے! خود احتسابی کے لیے یکسوئی اور ضمیر کی عدالت کا ہونا لازِم ہے، یعنی ہمارے ضمیر کی عدالت یہ فیصلہ کرے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کچھ لمحے کے لیے سر جھکا کر اپنی گزشتہ زِندَگی کا احتساب (Accountability) کریں کہ کہاں

سے چلے تھے اور آج کہاں ہیں؟ نفع (Profit) میں یا نقصان (Loss) میں جارہے ہیں۔ اگر نفع میں ہوں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیجئے، نفع سے مُراد یہ ہے کہ زِندَگی نیکی اور اچھائی کے کاموں میں گزری ہو یعنی نماز ،روزے کی پابندی کی ہو، ریاکاری، جھُوٹ، غیبت، چُغلی، حَسَد، تکبُّر، وعدہ خِلافی، والدین کی نافرمانی و دِل آزاری سے بچنے کے ساتھ ساتھ دیگر احکاماتِ خداوندی بجالاتے ہوئے زِندَگی بَسَر کی ہو تو نفع میں ہیں۔ لیکن اگر اس کے برعکس زِندَگی کے لمحات گناہوں اور فُضولیات میں گزرے ہوں تو سمجھ جایئے کہ ہم اس کاروبارِ حیات میں نقصان اٹھا رہے ہیں، لہٰذا فوراً سنبھل جایئے اور توبہ کرکے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے والے کاموں میں لگ جایئے۔

پیارے اسلامی بھائیو! دل میں جب بھی کوئی خیال پیدا ہو تو اس پر عمل کرنے کے بجائے ذرا تَوَقُّف فرما کر (یعنی ذرا رک کر) سوچئے کہ یہ خیال رِضائے خداوندی کے حُصول کا سَبَب بن سکتا ہے یا نہیں، اگر یہ قُربِ خداوندی کا باعث بن سکتا ہو تو اس سے پہلے کہ یہ فوت ہو جائے اس پر فوراً عمل کر گزریئے، ورنہ اسے دِل کی تختی سے فوراً مٹا ڈالئے کہیں وہ پختہ نہ ہو جائے، بلکہ کوشش کیجئے کہ جب بھی آپ کے دل میں کوئی ایسا خیال آئے جو یادِ خداوندی سے دور کرنے والا

ہو تو یہ خیالِ غیر فوراً خیالِ یار سے بدل دیجئے تاکہ وہ آپ کو نہ بدل سکے۔ اِمامِ اَجَلّ حضرتِ سَیِّدُنا شیخ ابو طالب مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ جو مختلف روایات میں مروی ہے کہ بعض نیک کام عمر میں زیادتی و برکت کا سبب بنتے ہیں تو جان لیجئے کہ عمر میں برکت سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنی چھوٹی سی عمر میں رِضائے ربُّ الانام کے حصول کی خاطر نیک کام کر کے وہ مقام و مرتبہ پانے میں کامیاب ہو جائیں جو دوسرے لوگ طویل عمر میں اپنی غفلت کے سَبَب نہ پا سکے۔ اس طرح 12 ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ علم و عمل کے اس بلند مقام پر فائز ہو سکتے ہیں جس مقام پر کوئی دوسرا شخص دین سے دوری کی بنا پر 20 سالوں میں بھی نہ پہنچ پائے۔[1]

خود احتسابی اور دعوتِ اسلامی

پیارے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی نے نفس و شیطان کے دھوکا و فریب سے باخبر رہنے اور خود احتسابی (Self Accountability) کا ایک بڑا ہی آسان طریقہ (Method) متعارف کروایا جسے **مَدَنی انعامات** پر عمل کرتے ہوئے **فکرِ مدینہ** کا نام

مدینہ

1 قوت القلوب، الفصل الخامس والعشرون، ۱ / ۱۵۵

دیا گیا ہے، یہ **مَدَنی انعامات** کیا ہیں؟ تو اس سوال کا جواب زیادہ مشکل نہیں کیونکہ مَدَنی انعامات پر عمل سے مراد نفس کا مُحاسَبہ کرنا اور روزانہ یہ دیکھنا ہے کہ آج کیا کیا؟ نیکی کے کام کرکے قُربِ خداوندی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے یا نہیں؟ اور اگر کبھی کوئی شخص مُحاسَبہ کرتے ہوئے اپنے نامۂ اعمال میں نیکیوں کی کمی اور گناہوں کی زیادتی پائے تو اسے چاہئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اور گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے نیکیوں میں کثرت کی کوشش کرے کہ گناہ کے بعد نیکی کرنا گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ،

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ (پ۱۲، ھود:۱۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **مَدَنی انعامات** پر عمل کی ترغیب دِلاتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو مرنے سے قبل موت کی تیاری کرلیتے ہیں۔“ زِندگی برف کی طرح پگھلتی جارہی ہے، موت اپنی تمام تر سختیوں سمیت پیچھا کئے چلی آرہی ہے، عنقریب ہمیں مرنا، اندھیری قبر میں اترنا، اور اپنی کرنی کا پھل بھگتنا پڑے گا۔ یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو

مرنے سے قبل آخِرَت کی تیّاری کر لیتے ہیں۔

موت سے غافل نہ ہو اے بے خبر!

تجھ کو جانا ہے یہاں سب چھوڑ کر

مزید فرماتے ہیں: کاش! دیگر فرائض و سُنَن کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں ان مدنی انعامات کو بھی اپنی زِنْدَگی کا **دَسْتُورُ الْعَمَل** بنالیں۔

کچھ نیکیاں کمالے جلد آخرت بنالے

کوئی نہیں بھروسا اے بھائی زِنْدَگی کا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہو سکتا ہے آپ میں سے کسی کو یہ مَدَنی انعامات مشکل معلوم ہوں مگر ہمت نہ ہاریں، حدیثِ پاک میں ہے: **اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اَحْمَزُهَا** یعنی افضل ترین عبادت وہ ہے جس میں زحمت زیادہ ہو۔[1] اور حضرتِ سیدنا ابراہیم بن اَدہم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکرَم فرماتے ہیں: ”دنیا میں جو عمل جتنا دُشوار ہو گا بروزِ قیامت میزانِ عَمَل میں وہ اتنا ہی وَزْن دار ہو گا۔“[2] لہٰذا جب

مدینہ

1 کشف الخفاء، حرف الھمزہ مع الفاء، ۱/ ۱۴۱، حدیث: ۴۵۹

2 تذکرۃ الاولیاء، ذکر ابراہیم بن ادہم، الجزء الاول، ص ۹۵

آپ کوئی عمل شروع کر دیں گے تو وہ آپ کیلئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آسان ہو جائے گا۔ غالباً آپ کو تَجْرِبہ ہو گا کہ سخت سَرْدِی کے وَقْت وُضُو کیلئے بیٹھتے ہیں تو سَرْدِی سے دانت بجتے ہیں پھر ہمت کر کے جب وُضُو شروع کر دیتے ہیں تو ابتداءً ٹھنڈک زیادہ محسوس ہوتی ہے اور پھر بَتَدْرِیْج کم ہو جاتی ہے۔ ہر مشکل کام کا یہی اُصول ہے مثلاً کسی کو کوئی مُہلِک بیماری لگ جائے تو وہ بے چین ہو جاتا ہے پھر رفتہ رفتہ جب عادی ہو جاتا ہے تو قوّتِ برداشت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

لہٰذا فوراً سے پیشتر آپ مَدَنی انعامات کا رسالہ مکتبۃُ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ہدیۃً حاصل فرمالیجئے اور مدنی انعام نمبر 15: **کیا آج آپ نے یکسوئی کے ساتھ کم از کم 12 منٹ فکر مدینہ (یعنی اپنے اعمال کا محاسبہ) کرتے ہوئے جن جن مَدَنی انعامات پر عمل ہوا رسالہ میں ان کی خانہ پُری فرمائی؟** کے مطابق عمل شروع کر دیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بَتَدْرِیْج عمل میں اضافے کے ساتھ دل میں گناہوں سے نفرت محسوس فرمائیں گے۔ چنانچہ مروی ہے کہ آخرت کے معاملے میں گھڑی بھر کے لئے غور و فکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔[1]

مدینہ

1 الجامع الصغیر، حرف الفاء، ص۳۶۵، حدیث: ۵۸۹۷

فکرِ مدینہ پر اِستِقامت کا آسان طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر آپ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ استقامت کے ساتھ روزانہ **فِکرِ مدینہ** کی سعادت حاصل ہو تو اس کے لیے آپ ایک وقت مقرر فرمالیجئے، مثلاً آپ کی دکان ہے یا آفس جاتے ہیں اور رِزْق میں برکت کی نِیَّت سے وہاں قرآنِ پاک کی تِلاوت کی سَعادَت کے ساتھ اَوْرادووَظائف پڑھتے ہیں تو ان معمولات میں **فِکرِ مدینہ** جیسے بابرکت کام کو بھی شامل کرلیجئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ رِزْق میں برکت کے ساتھ **فِکرِ مدینہ** کرنے میں ایسی اِستِقامت حاصِل ہو گی کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔ (کسی بھی نماز کے بعد یا سونے سے قبل کا وقت بھی مقرر کیا جاسکتا ہے) تمام اسلامی بھائی نِیَّت فرمالیجئے کہ وَقْت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے خود احتسابی (Self Accountability) کے لیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وقتِ مقررہ پر پابندی کے ساتھ **فِکرِ مدینہ** ضرور کریں گے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Go To Index



اخیرِ زمانہ میں پیدا ہونے والے فتنوں اور ان سے
نجات کے بارے میں ایک فکر انگیز بیان

ایک زمانہ ایسا آئے گا

پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

ایک زمانہ ایسا آئے گا (1)

درود شریف کی فضیلت

نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پاک پڑھنا قیامت کے روز تمہارے لئے نور ہو گا۔ (2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مَدَنی منّے کا خوف

آدھی رات کو ایک چھوٹا بچّہ اچانک بے چین ہو کر اُٹھ بیٹھا اور اس کی آنکھوں سے نیند غائب ہو گئی۔ قریب ہی لیٹے ہوئے باپ نے جب اس کی یہ اضطرابی کیفیت

---

❶... مبلغ دعوتِ اسلامی و نگران مرکزی مجلس شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی نے یہ بیان ۲۲ شوّال المکرّم ۱۴۳۳ھ بمطابق 9 ستمبر 2012ء کو دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ (کراچی) میں فرمایا۔ ضروری ترمیم و اضافے کے بعد 04 ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۳۴ھ بمطابق 11 ستمبر 2013ء کو تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی مجلس المدینۃ العلمیۃ)

❷... جامع الصغیر، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰

محسوس کی تو فکر مندانہ لہجے میں پوچھنے لگا: بیٹا! کیا بات ہے؟ کہیں درد ہو رہا ہے تو بتاؤ۔ بچے نے کہا: ابّا جان! ایسی تو کوئی بات نہیں البتہ کل جُمعرات ہے اور استاد صاحِب پورے ہفتے کے اَسباق کا امتِحان لیں گے لہٰذا مجھے یہ خوف کھائے جارہا ہے کہ اگر استاد صاحب نے کسی غلطی پر پکڑ کرلی تو غصے میں آکر اچھی طرح پٹائی کریں گے۔ بچے کی بات سن کر فکرِ آخرت کی وجہ سے باپ کے منہ سے بے اختیار ایک زور دار چیخ نکل گئی اور وہ اپنے نفس کو مخاطب کرکے روتے ہوئے کہنے لگا: ہائے افسوس! میری تو ساری زندگی ہی سرکشی اور اپنے رب کی نافرمانی میں گزر گئی، مجھے تو اس بچے کے مقابلے میں کہیں زیادہ اس دن کا ڈر اور خوف لاحق ہونا چاہئے جس دن پوری زندگی کا حساب دینے کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت میں ہمارے لئے درس و عبرت کے بے شمار مدنی پھول ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک اگر اس واقعے کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی اور اس بچے کی حالت کا جائزہ لے تو شاید درج ذیل نتائج برآمد ہوں:

- بچے کو تو چند دنوں کے امتحان کی فکر ہے مگر ہم زندگی بھر کے امتحان سے غافل!
- اسے تو استاد کی سزا کا خوف ہے مگر ہم عذابِ الٰہی سے بے خوف۔
- اسے تو ایک آدھ خطا کی فکر ہے مگر ہم خطاؤں کی بہتات کے باوجود بے فکر۔

---

1 ... درۃ الناصحین، المجلس الخامس والستون فی بیان البکاء، ص ۲۵۵، بتغیر قلیل

- اسے تو دنیاوی امتحان کی فکر رات بھر بے چین رکھے مگر ہم امتحانِ آخرت کا عقیدہ رکھنے کے باوجود غفلت کی چادر تانے بے سُدھ پڑے خوابِ خرگوش کے مزے لوٹیں۔

غور کیجئے! کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم دنیا کی محبت میں کھو کر آخرت کو بھلا بیٹھے ہوں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم حصولِ مال کے جنجال میں پھنس کر حساب و کتاب کو بھلا بیٹھے ہوں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم مخلوق کی محبت میں خود رفتہ ہو کر یادِ الٰہی سے غافل ہو چکے ہوں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم گناہوں میں بدمست ہو کر توبہ کو بھلا بیٹھے ہوں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم عالی شان مکانات کی تعمیرات میں مصروف ہو کر آخرت کی سب سے پہلی منزل قبر کو بھلا بیٹھے ہوں؟

پانچ سے محبت اور پانچ سے غفلت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب نیکی کی دعوت کے صفحہ 59 پر لکھتے ہیں: غفلت سے بیدار کرنے والے نیکی کی دعوت پر مَبنی پانچ مَدَنی پھول ملاحظہ ہوں، فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ”سَیَاْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ یُحِبُّوْنَ خَمْسًا وَ یَنْسَوْنَ خَمْسًا “عنقریب میری امّت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ پانچ سے محبت رکھیں گے اور پانچ کو بھول جائیں گے۔

1. یُحِبُّوْنَ الدُّنْیَا وَیَنْسَوْنَ الْاٰخِرَۃَ دنیا سے محبت رکھیں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے۔
2. وَیُحِبُّوْنَ الْمَالَ وَ یَنْسَوْنَ الْحِسَابَ مال سے محبت رکھیں گے اور حسابِ (آخرت) کو بھول جائیں گے۔
3. وَیُحِبُّوْنَ الْخَلْقَ وَیَنْسَوْنَ الْخَالِقَ مخلوق سے محبت رکھیں گے اور خالق کو بھول جائیں گے۔
4. وَیُحِبُّوْنَ الذُّنُوْبَ وَیَنْسَوْنَ التَّوْبَۃَ گناہوں سے محبت رکھیں گے اور توبہ کو بھول جائیں گے۔
5. وَیُحِبُّوْنَ الْقُصُوْرَ وَیَنْسَوْنَ الْمَقْبَرَۃَ مَحَلّات سے محبت رکھیں گے اور قبرستان کو بھول جائیں گے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دورِ حاضر قیامت کی نشانیوں اور اس سے پہلے رونما ہونے والے بے شمار فتنوں سے لبریز ہے۔ ہر نیا دن نئی علامتِ قیامت اور نت نئے فتنے کے ساتھ نمودار ہوتا ہے۔ یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ جس امت کے حقیقی خیر خواہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی حیاتِ ظاہری میں دورِ فتن کی ہولناکیوں کے بارے میں فکر مند رہا کرتے تھے کہ آزمائشوں، پریشانیوں اور فتنوں کے اس ہولناک زمانہ میں میری امت کہیں راہِ حق سے برگشتہ (مُنحرِف) نہ ہو جائے آج اسی امت کے افراد اُن فتنوں میں پڑ کر اپنے ہی ہاتھوں دین و دیانت، حق و امانت اور باہمی محبت و شرافت کا بے دریغ قتلِ عام کر رہے ہیں۔ لہٰذا

---

1 ... مُکَاشَفَۃُ الْقُلُوب، الباب العاشر فی العشق، ص ۳۴

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں تک رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وہ ارشاداتِ عالیہ پہنچائے جائیں جن میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "ایک زمانہ ایسا آئے گا" "قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے" "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی" یا اس جیسے دیگر الفاظ ارشاد فرما کر اپنے علمِ غیب کے ذریعے 14 سو سال پہلے ہی اس موجودہ اور آئندہ دور کے فتنوں کی پیشن گوئی فرماتے ہوئے ہمیں ان کی بھڑکتی آگ سے اُٹھنے والے شراروں (شُعلوں) سے اپنا دامن بچانے کی ترغیب دلائی۔ آیئے برکت و عبرت حاصل کرنے کے لئے چند احادیث مبارکہ اور ان کی شرح و وضاحت میں علماء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ارشادات ملاحظہ فرمایئے۔

﴿1﴾ گھر والوں کے ہاتھوں ہلاکت

سیّدُ المرسلین جنابِ صادق و امین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس شخص کے سوا کسی دین والے کا دین محفوظ نہ رہے گا جو اپنے دین کو لے کر (یعنی اس کی حفاظت کی خاطر) ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ اور ایک سوراخ (غار) سے دوسرے سوراخ کی طرف بھاگے۔ اس وقت معیشت کا حصول اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناراض کیے بغیر نہ ہوگا۔ جب یہ صورتِ حال ہوگی تو آدمی اپنے بیوی بچوں کے ہاتھوں ہلاکت میں پڑ جائے گا، اگر بیوی بچے نہ ہوں گے تو والدین کے

ہاتھوں اس کی ہلاکت ہوگی اور اگر والدین بھی نہ ہوں تو اس کی ہلاکت رشتے داروں یا پڑوسیوں کے ہاتھوں ہوگی۔" صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: "یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! یہ کیسے ہوگا؟" آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "وہ اسے تنگیِ معیشت پر عار (شرم) دلائیں گے، اس وقت وہ اپنے آپ کو ہلاکت کی جگہوں میں لے جائے گا۔"[1]

اس حدیث پاک پر خصوصاً وہ اسلامی بہنیں غور کریں جو اپنے شوہروں کو ان کی آمدنی پر طرح طرح کے طعنے دیتے ہوئے اس طرح کی جلی کٹی باتیں سناتی ہیں: "فُلاں نے اتنا بڑا مکان بنالیا، فُلاں کتنا خوشحال ہوگیا ہے، تم بھی تو کچھ کرو، تمہاری تنخواہ تو انتہائی نامعقول ہے اس میں تو گھر کے اخراجات ہی پورے نہیں ہوتے وغیرہ وغیرہ۔" نیز شوہر ملازمت و کاروبار سے جیسے ہی تھکا ہارا گھر آتا ہے اپنی فرمائشوں اور بچوں کی شکایتوں کے انبار لگا کر اس کو مالی حالات سے بیزار اور ذہنی اذیت میں گرفتار کر دیتیں ہیں۔ **نتیجۃً** بے چارہ شوہر ان کے طعنوں سے بچنے اور ان کی بے جا فرمائشیں پوری کرنے کے لئے حلال و حرام کی پروا کئے بغیر حُصولِ مال کے وبال میں پھنس کر بادلِ نخواستہ (نہ چاہتے ہوئے بھی) ناجائز ذرائع اختیار کر بیٹھتا ہے۔ جیسا کہ آئندہ زمانے میں سر اُٹھانے والے فتنوں کے بارے میں ایک حدیث شریف یہ بھی ہے۔

---

1 ... الزھد الکبیر للبیھقی، الجزء الثانی، فصل فی ترک الدنیا... الخ، ص ۱۸۳، حدیث: ۴۳۹

﴿2﴾ حلال و حرام کے معاملے میں بے پروائی

حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کو اس بات کی کوئی پروانہ ہوگی کہ اس نے (مال) کہاں سے حاصل کیا حرام سے یا حلال سے۔“[1]

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ”یعنی آخر زمانہ میں لوگ دین سے بے پرواہو جائیں گے، پیٹ کی فکر میں ہر طرح پھنس جائیں گے، آمدنی بڑھانے، مال جمع کرنے کی فکر کریں گے، ہر حرام و حلال لینے پر دلیر ہو جائیں گے جیسا کہ آج کل عام ہے۔“[2]

مالِ حرام کا وبال

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زرقِ حلال کھانے اور لقمۂ حرام سے خود کو اور اپنے بیوی بچوں کو بچانے کے لئے علمِ دین سیکھنا اور حلال و حرام کا فرق جاننا نہایت ضروری ہے۔ یاد رکھئے! اگر ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں یا قرابت داروں کی بے جا خواہشات پوری کرنے اور ان کے طعنوں سے بچنے کے لئے حرام و حلال کی پروا کئے بغیر مال و دولت جمع کرتے رہے اور علمِ دین سیکھ کر سنّتوں کے مطابق ان کی تربیت نہ کی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کل بروزِ قیامت یہی بیوی بچے آپ کے خلاف

---

1 ... بخاری، کتاب البیوع، باب من لم یبالی من حیث... الخ، ۲/۷، حدیث: ۲۰۵۹

2 ... مراٰۃ المناجیح، ۴/۲۲۹

بارگاہِ الٰہی میں مقدمہ کردیں جیسا کہ

بارگاہِ الٰہی میں دعویٰ

حضرتِ سَیِّدُنا فقیہ ابواللَّیث سَمرقندی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نَقل کرتے ہیں: مروی ہے کہ مرد سے تعلق رکھنے والوں میں پہلے اُس کی زَوجہ اور اُس کی اولاد ہے، یہ سب (یعنی بیوی، بچّے قیامت میں) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کریں کہ اے ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اِس شخص سے ہمارا حق دِلا، کیونکہ اِس نے کبھی ہمیں دینی اُمور کی تعلیم نہیں دی اور یہ ہمیں حرام کھلاتا تھا جس کا ہمیں علم نہ تھا پھر اس شخص کو حرام کمانے پر اس قدر مارا جائے گا کہ اس کا گوشت جھڑ جائے گا پھر اس کو میزان (ترازو) کے پاس لایا جائے گا، فرشتے پہاڑ کے برابر اس کی نیکیاں لائیں گے تو اس کے عیال (بال بچّوں) میں سے ایک شخص آگے بڑھ کر کہے گا: ”میری نیکیاں کم ہیں“ تو وہ اُس کی نیکیوں میں سے لے لے گا، پھر دوسرا آکر کہے گا: ”تُو نے مجھے سُود کھلایا تھا“ اور اُس کی نیکیوں میں سے لے لے گا، اِس طرح اُس کے گھر والے اس کی سب نیکیاں لے جائیں گے اور وہ اپنے اہل وعیال کی طرف حسرت ویاس (رنج ومایوسی) سے دیکھ کر کہے گا: ”اب میری گردن پر وہ گناہ و مظالم رہ گئے جو میں نے تمہارے لئے کئے تھے۔“ (اُس وَقت) فرشتے کہیں گے: ”یہ وہ (بدنصیب) شخص ہے جس کی نیکیاں اِس کے گھر والے لے گئے اور یہ اُن کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔“[1]

---

1 ... قرۃ العُیون، الباب الثامن فی عقوبۃ قاتل... الخ، ص۴۰۱

غور کیجئے! اس شخص کی بد نصیبی کا کیا عالم ہو گا جس کی تمام نیکیاں اس کے اہلِ خانہ حاصل کر کے نجات پا جائیں اور وہ خود قلّاش (کنگال) رہ جائے۔ لہٰذا موقع غنیمت جانتے ہوئے خوابِ غفلت سے بیدار ہو جایئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرماں برداری والے کاموں میں لگ جایئے کہیں ایسا نہ ہو کہ نیکیاں کرنا ہمارے لئے دُشوار سے دشوار ہوتا جائے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ایسے وقت کی نشاندہی بھی فرمائی ہے جس میں سنت پر عمل کرنا، دین پر قائم رہنا اور اس راہ میں آنے والی تکالیف پر صبر کرنا بہت مشکل ہو گا چنانچہ اس ضمن میں 2 فرامینِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنئے اور اپنے آپ کو قرآن و سُنّت کا پابند بنانے کی کوشش کیجئے۔

﴿3﴾ سنتیں اپنانا انگارہ تھامنے کی طرح ہو گا

1. رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اَلْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ اِخْتِلَافِ اُمَّتِيْ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ“ یعنی فسادِ امت کے وقت میری سنت کو تھامنے والا آگ کا انگارہ تھامنے والے کی طرح ہو گا۔ (1)
2. اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلَى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ“ یعنی

(1)... نوادر الاصول، الاصل الثالث عشر، الجزء الاول، ص۶۸، حدیث: ۸۷

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان میں اپنے دین پر صبر کرنے والا انگارہ پکڑنے والے کی طرح ہو گا۔ (1)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان مذکورہ حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”یہ زمانہ قریبِ قیامت ہو گا جس کی ابتدا آج ہو چکی ہے۔ فی زمانہ دین دار بن کر رہنا مشکل ہے۔ آج داڑھی رکھنا، نماز کی پابندی کرنا دوبھر ہو گیا ہے۔ سود سے بچنا تو قریباً ناممکن ہی ہے۔“ مزید فرماتے ہیں: ”جیسے ہاتھ میں انگارہ رکھنا بہت ہی بڑے صابر کا کام ہے یوں ہی اس وقت مخلص، کامل مسلمان بننا سخت مشکل ہو جاوے گا۔“ (2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دین پر چلنے والوں کے لئے آزمائش

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مفتی صاحب کی بیان کردہ شرح میں ہمارے لئے بہت کچھ عبرت کا سامان ہے اور یہ انہوں نے اپنے دور کے بارے میں تقریباً پچپن 55 سال قبل فرمایا اور اب تو اس سے کئی گنا بڑھ کر بے باکی اور بے راہ روی کا دور دورہ ہے، یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ فی زمانہ جو اسلامی بہنیں برقعہ پہنتی، شرعی پردہ کرتی اور شریعت وسنت کے مطابق زندگی گزارنا چاہتی ہیں ان کیلئے

---

1 ... ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی النھی عن سب الریاح، ۴/ ۱۱۵، حدیث: ۲۲۶۷

2 ... مراٰۃ المناجیح، ۷/ ۱۷۲

نیز جو اسلامی بھائی سنتوں بھرا لباس اپناتے، اپنے سر پر سبز سبز عمامے کا تاج سجاتے اور سنتوں کا پیکر بن کر شریعت و سنت کی پابندی کرنا چاہتے ہیں اور دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائضِ منصبی کو ادا کرتے ہوئے رزقِ حلال کمانا چاہتے ہیں ان کیلئے بھی سخت آزمائش ہے۔ ایک طرف تو مُعاشرے کے افراد ان بے چاروں کو طرح طرح سے ستاتے، ان کا دل دکھاتے اور ان کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں اور دوسری طرف اعمالِ صالحہ کی بجا آوری میں نفس و شیطان رخنہ اندازی کرتے ہیں۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی نے اپنے ایک کلام میں ان حالات کی کچھ اس طرح عکاسی فرمائی ہے:

تری سنّت پہ چلتا ہوں تو طعنے لوگ دیتے ہیں شہنشاہِ مدینہ! نفس بھی مجھ کو ستاتا ہے

(وسائلِ بخشش، ص۱۳۹)

خود انصاف کیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ اگر کسی مذہبی اور دین پر عمل کرنے والے شخص سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے خوب اچھالا جاتا ہے اور اس طرح اسلام اور شریعت و سنت پر چلنے والوں کو بدنام کیا جاتا ہے جس سے لوگوں کے دل میں ان کے متعلق نفرت پیدا ہوتی ہے **نتیجۃً** عوامُ النّاس ان سے **مُتَنَفِّر** ہوتے، ان کو نظرِ حقارت سے دیکھتے اور اپنی دنیا و آخرت کی بربادی کا سامان کرتے ہیں۔ ایسے نامساعد حالات میں دین پر

کاربند اور صلوۃ و سنّت کے پابند اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو مزید محتاط ہونا چاہئے۔ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے مدنی پھولوں میں ہے: ”معمولی سی بے احتیاطی بھی کبھی کبھی بہت بڑے نقصان کا باعث بنتی ہے اگر آپ واقعی مدنی کام کرنا چاہتے ہیں تو جب تک شریعت حکم نہ دے ہر گز کسی سنی کو اپنا مخالف مت بنائیے۔ آپ کی ایک ایک حرکت کو لوگ بغور دیکھتے ہوں گے لہٰذا کوئی ایسا کام مت کیجئے کہ دعوتِ اسلامی پر انگلی اُٹھے“۔ بہر حال احتیاط کے باوجود مشکلات ہوں، لوگ طعنے دیں یا گھر والے سُنّتوں کے مطابق زندگی گزارنے میں رُکاوٹیں ڈالیں تو گھبرانا نہیں چاہئے کہ جس کام میں دشواریاں زیادہ ہوں اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے چنانچہ اس ضمن میں 2 احادیث مبارکہ سُنئے اور خوشی سے سر دُھنئے۔

1. کشف الخفاء میں ہے: ”اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اَحْمَزُهَا“ یعنی افضل ترین عبادت وہ ہے جس میں زَحمت زیادہ ہو۔ (1)

2. سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ”جو فسادِ اُمّت کے وقت میری سنّت کو مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔“ (2)

مُفَسِّرِ شہیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی

---

1 ... کشف الخفاء، حرف الھمزۃ مع الفاء، ۱/ ۱۴۱

2 ... الزھد الکبیر للبیھقی، الجزء الاول، ص ۱۱۸، حدیث: ۲۰۷

شرح میں فرماتے ہیں: ”کیونکہ شہید تو ایک بار تلوار کا زخم کھا کر پار ہو جاتا ہے مگر یہ **اللہ**(عَزَّوَجَلَّ) کا بندہ عمر بھر لوگوں کے طعنے اور زبانوں کے گھاؤ کھاتا رہتا ہے۔ **اللہ** اور رسول کی خاطر سب کچھ برداشت کرتا ہے۔ اس کا جہاد، جہاد اکبر ہے، جیسے اس زمانہ میں داڑھی رکھنا، سود سے بچنا وغیرہ۔“ (1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿4﴾ ظاہر میں دوست، باطن میں دشمن

آئندہ زمانے میں سر اُٹھانے والے فتنوں کے بارے میں ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبیِ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ظاہر میں دوست ہوں گے اور باطن میں دشمن“، عرض کی گئی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کیونکر ہو گا؟“ ارشاد فرمایا: ”(اپنی دنیا کو بہتر بنانے کے لئے) ایک دوسرے کی طرف رغبت (طمع ولالچ) اور ایک دوسرے سے ڈرنے کی وجہ سے ہو گا۔“ (2)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”قریبِ قیامت ایسے لوگ ہونگے جو اپنی نیکیاں علانیہ پسند

---

1 ... مراٰۃ المناجیح، ۱/ ۱۷۳

2 ... مسند احمد، ۸/ ۲۴۴، حدیث: ۲۲۱۱۶

کریں گے تاکہ لوگ ان کی واہ واہ کریں۔ تنہائی میں یا تو اعمال کریں گے ہی نہیں یا کریں گے تو معمولی طریقے سے۔(مزید فرماتے ہیں کہ)ان لوگوں کے دلوں میں **اللہ** کا خوف، **اللہ** سے امید نہ ہوگی یا کم ہوگی، لوگوں کا خوف، لوگوں سے امید ان پر غالب ہوگی۔ اس فرمانِ عالی میں علما، عابدین، زاہدین، سخی، مجاہد وغیرہ سب ہی داخل ہیں۔ ہر عمل اخلاص سے قبول ہوتا ہے۔ **اشعۃُ اللّمعات** میں ہے کہ اس میں وہ بھی داخل ہیں جو لوگوں سے ظاہری محبت کریں اور وہ بھی غرض کے لئے جب غرض نکل جاوے دوستی بھی ختم ہو جاوے۔" (1)

میرے لئے کیا عمل کیا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مسلمان کا ہر کام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ہونا چاہئے، حتی کہ اگر کسی سے دوستی رکھے تو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر اور دشمنی رکھے تو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے۔ مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں زاہد (پرہیز گار) سے کہہ دو کہ تمہارا زہد اور دنیا سے بے رغبتی اپنے نفس کی راحت ہے اور سب سے جدا ہو کر مجھ سے تعلق رکھنا یہ تمہاری عزت ہے، جو کچھ تم پر میرا حق ہے اُس کے مقابل کیا عمل کیا۔ عرض کی: "اے ربّ! وہ کون سا عمل ہے؟" ارشاد فرمایا: "کیا تم نے میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی اور

---

1 ... مراٰۃ المناجیح، ۷/ ۱۴۰

میرے بارے میں کسی ولی سے دوستی کی؟“ (1)

لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ دوستی اور دشمنی، محبت اور عداوت نیز ہر قسم کے باہمی تعلقات میں رضائے الٰہی کو پیشِ نظر رکھیں جو خوش نصیب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ایک دوسرے سے دوستی رکھتے ہیں انہیں مبارک ہو کہ ایسے لوگ بحکمِ حدیث نہ صرف کامل الایمان ہیں بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو بروزِ قیامت ایک ساتھ جمع فرمادے گا نیز وہ خوش بخت عرش کے گرد یاقوت کی کرسیوں پر ہونگے اور جنت میں یاقوت کے ستونوں پر مشتمل زبرجد کے بالاخانے ان کے ٹھکانے ہونگے چنانچہ اس ضمن میں 4 فرامینِ مصطفٰی سُنئے اور خوشی سے سر دُھنئے۔

رضائے الٰہی کے لئے محبت کرنے والوں کی جزا

1. جو کسی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے محبت رکھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے دشمنی رکھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے دے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے منع کرے، اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔ (2)
2. دو شخصوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے باہم محبت کی اور ایک مشرق میں ہے، دوسرا مغرب میں، قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ دونوں کو جمع کردے گا اور فرمائے

---

1 ...حلیۃ الاولیاء، طبقات اھل المشرق، ذکر جماعۃ من اھل البغدادیین، ۱۰/۳۳۷، حدیث: ۱۵۳۸۴

2 ...ابو داود، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، ۴/۲۹۰، حدیث: ۴۶۸۱

گا: ”یہی وہ (شخص) ہے جس سے تونے میرے لئے محبت کی تھی۔“[1]

3. اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے محبت رکھنے والے عرش کے ارد گرد یاقوت کی کرسی پر ہوں گے۔[2]

4. جنت میں یاقوت کے ستون ہیں ان پر زبرجد کے بالاخانے ہیں، وہ ایسے روشن ہیں جیسے چمکدار ستارے۔ لوگوں نے عرض کی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان میں کون رہے گا؟“ فرمایا: ”وہ لوگ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں، ایک جگہ بیٹھتے ہیں، آپس میں ملتے ہیں۔“[3]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کل بروزِ قیامت انہیں کیسے کیسے انعامات عطا فرمائے گا مگر افسوس! فی زمانہ ہمارے مُعاشرے میں مفاد پرستی اس قدر عام ہو چکی ہے کہ دُنیوی معاملات تو ایک طرف اب تو دینی معاملات میں بھی لوگ اپنی غرض اور اپنا مفاد تلاش کرتے پھرتے ہیں مثلاً سلام ہی کو لے لیجئے جو نہ صرف ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنت ہے بلکہ ابُو البشر حضرت سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بھی سنت ہے۔[4] مگر بد قسمتی سے آج کل لوگوں کی

---

1 ... شعب الایمان، باب فی مقاربۃ اھل الدین، فصل فی المصافحۃ... الخ، ۶/۴۹۲، حدیث: ۹۰۲۲

2 ... المعجم الکبیر، ۴/۱۵۰، حدیث: ۳۹۷۳

3 ... شعب الایمان، باب فی مقاربۃ اھل الدین، فصل فی المصافحۃ... الخ، ۶/۴۸۷، حدیث: ۹۰۰۲

4 ... مراٰۃ المناجیح، ۶/۳۱۳

اکثریت اس سُنت سے غافل نظر آرہی ہے عام مشاہدہ ہے کہ جس سے جان پہچان نہ ہو اسے تو سلام کرنا گوارہ ہی نہیں کیا جاتا حتی کہ اگر کچھ لوگ ایک جگہ موجود ہوں تو نووارِد (نیا آنے والا) اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو نظر انداز کر کے خاص خاص لوگوں کو یا صرف اور صرف اس شخص کو سلام کرتا ہے جسے وہ جانتا ہے اور وہ بھی مروتاً یا پھر کسی نہ کسی مفاد کے پیشِ نظر اور کیوں نہ ہو کہ اس بات کی نشاندہی تو غیب دان آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پہلے ہی فرما چکے تھے۔ جیسا کہ

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس سے ایک شخص جلدی میں گزرا اور کہا: "اے ابو عبد الرحمن! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔" تو آپ نے ارشاد فرمایا: "صَدَقَ اللّٰہُ وَبَلَّغَ رَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم" (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہنچایا) حضرتِ سَیِّدُنا طارق بن شہاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: "ایک شخص نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے اس کے جواب میں صَدَقَ اللّٰہُ وَبَلَّغَ رَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرمایا؟" تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: "میں نے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت سے قبل خاص خاص لوگوں کو سلام کیا جائے گا، تجارت پھیل جائے گی حتی کہ (حصولِ دنیا کی خاطر) بیوی تجارت میں اپنے شوہر کی مدد کرنے لگے گی اور آدمی اپنا مال لے کر زمین کے اطراف میں جائے گا اور جب واپس آئے گا تو کہے گا مجھے کچھ بھی نفع نہ ہوا۔" [1]

---

[1] ...مستدرک، کتاب الفتن والملاحم، بین یدی الساعۃ... الخ، ۵/۶۳۵، حدیث: ۸۴۲۷، ملتقطاً

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ حدیث پاک میں بطورِ خاص تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ خاص خاص لوگوں کو سلام کیا جائے گا، تجارت میں بیوی، شوہر کی مدد کرے گی اور تجارت میں نفع نہ ہو گا۔

﴿5﴾ خاص خاص لوگوں کو سلام کیا جائے گا

یاد رکھئے! اسلام میں سلام کی بڑی اہمیت ہے بلکہ سلام اسلام کے بہترین اعمال میں سے ایک عمل ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادت مبارکہ تھی کہ کسی سے ملاقات ہوتی تو سلام میں پہل فرماتے۔ [1] لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس پیاری پیاری سُنت پر عمل کرتے ہوئے ہر مسلمان کو سلام کیا کریں خواہ ہم اسے جانتے ہوں یا نہیں۔ سلام عام کرنے والے خوش نصیبوں کو مبارک ہو کہ ان کے لئے جنت میں عظیمُ الشّان محلات تیار کئے گئے ہیں، سلام عام کرنا نہ صرف سلامتی کے ساتھ دخولِ جنت کا ذریعہ بلکہ گناہوں کا کفارہ بھی ہے۔ آیئے سلام کی عادت بنانے کے لئے اس کی فضیلت و اہمیت کے مُتَعَلِّق 4 فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنتے ہیں۔

سلام عام کیجئے اور اجر کمایئے

1. حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ ایک

[1] ... شعب الایمان، باب فی حب النبی، فصل فی خَلْق الرسول وخُلُقه، ۲/ ۱۵۵، حدیث: ۱۴۳۰

آدمی نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا: ''اسلام کی کون سی چیز سب سے بہتر ہے؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کہ تم کھانا کھلاؤ (مسکینوں کو) اور سلام کرو ہر شخص کو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں۔'' (1)

2. حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جس کے سبب میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔'' ارشاد فرمایا: ''سلام کو عام کرو، کھانا کھلایا کرو، صلہ رحمی کرو اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نماز پڑھا کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' (2)

3. حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کھانا کھلانا اور سلام کو عام کرنا اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نماز پڑھنا گناہوں کے کفارے ہیں۔'' (3)

4. حضرتِ سَیِّدُنا ابومالک اَشْعَری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ المُبلِّغین،

---

❶ ... بخاری، کتاب الایمان، باب اطعام الطعام من الاسلام، ۱/۱۶، حدیث: ۱۲

❷ ... الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب افشاء السلام ... الخ، ذکر ایجاب دخول الجنة، ۱/۳۶۳، حدیث: ۵۰۸

❸ ... مستدرک، کتاب الاطعمة، فضیلة اطعام الطعام، ۵/۱۷۸، حدیث: ۷۲۵۵

رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”بے شک جنت میں کچھ ایسے بالا خانے ہیں جن میں آر پار نظر آتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ ان لوگوں کیلئے تیار کئے ہیں جو محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں، سلام کو عام کرتے ہیں اور رات میں جب لوگ سو جائیں تو نماز پڑھتے ہیں۔“ (1)

﴿6﴾ تجارت میں بیوی شوہر کی مدد کرے گی

اس میں کوئی شک نہیں کہ زرقِ حلال کمانا عبادت ہے مگر اس کے حُصُول کے لئے تجارت و ملازمت یا محنت مزدوری کرنا عورت کے بجائے بنیادی طور پر مرد کی ذمہ داریوں میں شامل ہے جہاں تک عورت کی ذمہ داریوں کا تعلق ہے تو وہ اپنے شوہر کی خدمت، اس کی ناموس کی حفاظت، بچوں کی پرورش اور گھریلو کام کاج کی ذمہ دار ہے کیونکہ شریعتِ مطہرہ نے عورت کو چادر اور چار دیواری کا حکم دیا ہے۔ یقیناً اسلام نے جن چیزوں کے بجالانے کا حکم دیا ہے ان میں ہمارا بھلا ہے اور جن چیزوں سے روکا ہے انہیں کرنے میں ہمارا ہی نقصان ہے۔

چادر اور چار دیواری کی تعلیم کس نے دی؟

بعض آزاد مَنْش مرد و عورت کہتے ہیں کہ عُلَمائے کرام عورَتوں کو چار دیواری میں بِٹھا دینا چاہتے ہیں۔ یاد رکھئے! اِس میں عُلَمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اپنا کوئی ذاتی مَفاد

(1) ... الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر و الاحسان، باب افشاء السلام... الخ، ذکر وصف الغرف... الخ، ۱/۳۶۳، حدیث: ۵۰۹

نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا کے کسی عالمِ دین کا نہیں، ربُّ الْعٰلمین عَزَّوَجَلَّ کا حکم ہے۔ جیسا کہ پارہ 22 سورۃ الْاحزاب کی آیت نمبر 33 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیَّت کی بے پردَگی۔

(پ۲۲، الاحزاب: ۳۳)

خَلیفۂ اعلیٰ حضرت صَدرُ الْافاضل حضرتِ علامہ مولانا سَیِّد محمد نعیم الدِّین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس آیتِ کریمہ کے تَحت فرماتے ہیں: ”اگلی جاہِلیَّت سے مراد قبلِ اسلام کا زَمانہ ہے، اُس زَمانہ میں عورتیں اِتراتی نکلتی تھیں، اپنی زینت و محاسن (یعنی بناؤ سنگھار وغیرہ) کا اظہار کرتی تھیں کہ غیر مرد دیکھیں۔ لباس ایسے پہنتی تھیں، جن سے جسم کے اَعضاء اچھی طرح نہ ڈھکیں۔“

افسوس! موجودہ دَور میں بھی زمانۂ جاہِلیَّت والی بے پردَگی پائی جارہی ہے۔ یقیناً جیسے اُس زمانہ میں پردہ ضَروری تھا ویسا ہی اب بھی ہے لہٰذا عورت کو چاہئے کہ حکمِ الٰہی پر عمل کرتے ہوئے اپنے آپ کو چادر اور چار دیواری کا پابند بنائے نیز بلا ضرورت نہ تو گلی کوچوں، بازاروں اور تفریح گاہوں کی زینت بنے اور نہ ہی تجارت و ملازمت کا بِیڑا اپنے سر اُٹھائے۔ البتہ بِاَمرِ مجبوری شریعت کی حُدود میں رہتے ہوئے عورت کسبِ حلال کے ذرائع اختیار کر سکتی ہے۔ جیسا کہ پندرھویں صدی کی عظیم علمی و رُوحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال**

محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنی کتاب **"پردے کے بارے میں سوال جواب"** میں بصورتِ سُوال جواب اس مسئلے کی وضاحت فرمائی ہے آیئے اسے ملاحظہ کیجئے۔

عورت کے لئے مُلازمت کی شرائط

سُوال: کیا عورت مُلازَمت کر سکتی ہے؟

جواب: پانچ شرطوں کے ساتھ اجازت ہے۔ چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: "یہاں پانچ شرطیں ہیں (1) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ سَتر کا کوئی حصّہ چمکے (2) کپڑے تنگ وچُست نہ ہوں جو بدن کی ھَیْئت (یعنی سینے کا اُبھار یا پنڈلی وغیرہ کی گولائی وغیرہ) ظاہِر کریں (3) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصّہ ظاہِر نہ ہوتا ہو (4) کبھی نامَحرَم کے ساتھ خَفیف (یعنی معمولی سی) دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو (5) اُس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مَظِنَّۂ فِتنہ (فتنے کا گمان) نہ ہو۔ یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو حَرَج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو (مُلازَمت وغیرہ) حرام"۔ [1]

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: "جہالت و بے باکی کا

---

[1] ... فتاوی رضویہ، ۲۲/۲۴۸

دَور ہے مذکورہ پانچ شرائط پر عمل فی زمانہ مشکل ترین ہے آج کل دفاتر وغیرہ میں مرد وعورت مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِکٹّھے کام کرتے ہیں اور یوں ان دونوں کیلئے بے پردگی، بے تکلُّفی اور بدنِگاہی سے بچنا قریب بہ ناممکن ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہئے کہ گھر اور دفتر وغیرہ میں نوکری کے بجائے کوئی گھریلو کسب اختیار کرے"۔ (1)

﴿7﴾ تجارت میں نفع نہ ہوگا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل تجارت میں بددیانتی، دروغ گوئی، ناپ تول میں کمی، سود خوری رشوت ستانی اور طرح طرح کے ناجائز ذرائع سے مال حاصل کیا جاتا ہے بظاہر تو خوب مال آتا نظر آرہا ہوتا ہے مگر یاد رکھئے! دھوکے اور بددیانتی سے حاصل کئے ہوئے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ حضرت سَیِّد محمد بن عبدالرسول برزنجی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "یہ (تجارت میں نفع نہ ہونا) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تاجروں میں غش (دھوکے) اور جھوٹ کے غلبے کی وجہ سے تجارت میں برکت نہ ہوگی۔" (2)

﴿8﴾ قتل کی وجہ معلوم نہ ہوگی

شاید انہی برائیوں کی وجہ سے ہمارے درمیان محبتیں ختم ہوتی جارہی ہیں اور

---

1 ... پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۱۶۰

2 ... الاشاعۃ لاشراط الساعۃ، الباب الثانی فی الامارات المتوسطۃ... الخ، ص ۱۱۲

نفرتیں پھیلتی جارہی ہیں چند ٹکوں کی خاطر پہلے پہل آپس میں نوک جھونک ہوتی ہے پھر ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے بالآخر نتیجہ کسی نہ کسی فریق کے قتل کی صورت بر آمد ہوتا ہے بلکہ آج کل تو خونریزی اس قدر کثرت سے ہورہی ہے کہ جس کے ہاتھ خون سے رنگین ہوں خود اسے ہی معلوم نہیں ہوتا کہ قتل کی اصل وجہ کیا تھی، ذرا غور تو کریں! کہیں یہ وہی زمانہ تو نہیں جس کے بارے میں سرکارنامدار، باذنِ پروردگار، غیبوں پر خبردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صدیوں پہلے یہ ارشاد فرمایا تھا: ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ضرور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا لَا یَدْرِی الْقَاتِلُ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ قَتَلَ وَلَا یَدْرِی الْمَقْتُوْلُ عَلٰی اَیِّ شَیْءٍ قُتِلَ کہ نہ تو قاتل ہی کو معلوم ہوگا کہ اس نے قتل کس وجہ سے کیا اور نہ ہی مقتول کو معلوم ہوگا کہ اسے قتل کس وجہ سے کیا گیا۔“ (1)

یاد رکھئے! انسانی جان کا قتل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے قرآنِ پاک میں کئی مقامات پر قتل کی ممانعت و مذمت بیان کی گئی ہے آیئے اس ضمن میں 4 فرامینِ باری تعالیٰ ملاحظہ کیجئے

(1) **مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا** (پ۵، النساء: ۹۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے۔

(1) ... مسلم، کتاب الفتن... الخ، باب لاتقوم الساعة... الخ، ص ۱۵۵۵، حدیث: ۲۹۰۸

(2) وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ (پ۸، الانعام: ۱۵۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو۔

(3) وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ﴿۹۳﴾ (پ۵، النساء: ۹۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کیلئے تیار رکھا بڑا عذاب۔

(4) مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ (پ۶، المائدۃ: ۳۲)

ترجمۂ کنز الایمان: جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔

اسی طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی مسلمان کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حرمت اور اسے قتل کرنے یا اذیت پہنچانے کی مذمت بیان کی گئی ہے آیئے اس ضمن میں 6 فرامینِ مصطفیٰ ملاحظہ کیجئے۔

کامل مسلمان کی پہچان

1. اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ یَدِهٖ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور

ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ (1)

بُرا ہونے کو یہی کافی ہے!

2. اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ! مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو وہ اس پر ظلم ڈھائے نہ اسے ذلیل و رسوا کرے اور نہ ہی حقیر جانے پھر تین مرتبہ مبارک سینے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "تقوی یہاں ہوتا ہے (پھر فرمایا) کسی شخص کے برے ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ مسلمان کا خون، مال اور اس کی آبرو سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔" (2)

قیامت کے دن سب سے پہلا فیصلہ

3. اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔ (3)

انسانی جان کی اہمیت

4. لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک دنیا کا

---

1 ... بخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون... الخ، ۱/۱۵، حدیث: ۱۰

2 ... مسلم، کتاب البر والصلة... الخ، باب تحریم ظلم... الخ، ص ۱۳۸۶، حدیث: ۲۵۶۴

3 ... مسلم، کتاب القسامة... الخ، باب المجازاة بالدماء... الخ، ص ۹۲۰، حدیث: ۱۶۷۸

زائل ہو جانا ایک مسلمان کے قتل سے آسان ہے۔ (1)

ہتھیار اُٹھانے والا ہم میں سے نہیں!

5. مَن حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا جس نے ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔ (2)

گمراہ مت ہو جانا!

6. اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ خبردار میرے بعد گمراہ ہو کر نہ لوٹ جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔ (3)

ایک روایت میں ضُلَّالًا کے بجائے کُفَّارًا آیا ہے، یعنی تمہارے اعمال کافروں کی طرح نہ ہو جائیں کہ مسلمانوں کو قتل کرنے لگو۔ یعنی میرے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی ایمان و تقوی پر ثابت رہنا، کسی پر ظلم نہ کرنا، مسلمانوں سے جنگ نہ کرنا اور ان کے اموال باطل طریقے سے مت لینا کیونکہ یہ گمراہی اور حق سے پھرنے والے کام ہیں۔ (4)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کے

---

1 ... ترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاء فی تشدید قتل المؤمن، ۳/۹۸، حدیث: ۱۴۰۰

2 ... بخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالی: ومن احیاھا، ۴/۳۵۹، حدیث: ۶۸۷۴

3 ... بخاری، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع، ۳/۱۴۱، حدیث: ۴۴۰۶

4 ... شرح الطیبی، کتاب المناسک، باب خطبۃ یوم النحر... الخ، ۵/۳۶۱، تحت الحدیث: ۲۶۵۹

تحت فرماتے ہیں: ”یعنی میرے بعد تم لوگ گمراہ یا کفار جیسے ظالم نہ بن جانا کہ بعض مسلمان بعض کو ظلماً قتل کرنے لگیں۔ یہ خطاب صرف صحابہ کرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) سے نہیں بلکہ تا قیامت ساری امت سے ہے۔“ (1)

لہٰذا جو لوگ مسلمان ہو کر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی جان و مال عزت و آبرو کے دشمن اور ان کے خون کے پیاسے ہیں انہیں مذکورہ آیاتِ کریمہ اور احادیثِ مبارکہ سے عبرت حاصل کرتے ہوئے صدقِ دل سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرنی چاہئے فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷۰﴾ (پ۱۹، الفرقان: ۷۰)

ترجمۂ کنز الایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿9﴾ زہد و تقوی روایتی اور بناوٹی ہو گا

آئندہ زمانے میں سر اُٹھانے والے فتنوں کے بارے میں ایک حدیث شریف میں یہ مضمون بھی موجود ہے کہ زہد و تقوی روایتی اور بناوٹی ہو کر رہ جائے گا۔ چنانچہ سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی

1 ... مراٰۃ المناجیح، ۴/ ۱۷۳

یَکُوْنَ الزُّھْدُ رِوَایَۃً وَالْوَرَعُ تَصَنُّعًا“یعنی قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ زہد روایتی اور تقوی بناوٹی طور پر رہ جائے گا۔ (1)

علّامہ عبد الرؤف مناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: ”قصہ گو اور وعظ گو کی طرح لوگ صالحین کے زہد و تقوی کی روایتیں ایک دوسرے کو سناسنا کر روئیں گے اور ایسی زبانی کلامی باتیں کریں گے جو ان کے دل میں نہ ہو نگی۔“ (2)

ریاکاری کسے کہتے ہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی فی زمانہ خود نمائی و ریاکاری (دکھلاوے) کے پیشِ نظر لوگوں پر اپنی عبادت، زہد و تقوی اور خوفِ خدا کا سکّہ بٹھانے کے لئے مصنوعی زہد و تقوی اختیار کرنے والوں کی کمی نہیں۔ یاد رکھئے! **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے علاوہ کسی اور اِرادے سے عبادت کرنا ریاکاری ہے۔** (3) مثلاً لوگوں پر اپنی عبادت گزاری کی دھاک بٹھانا مقصود ہو کہ لوگ اس کی تعریف کریں، اسے عزت دیں اور اس کی خدمت میں مال پیش کریں۔

حضرت سَیِّدُنا ابو سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

---

1 ... حلیۃ الاولیاء، طبقۃ اھل المدینۃ، حسان بن ابی سنان، ۳/۱۴۱

2 ... فیض القدیر، ۶/۵۴۳، تحت الحدیث: ۹۸۵۶

3 ... الزواجر، الباب الاول... الخ، الکبیرۃ الثانیۃ الشرک الاصغر وھو الریاء، ۱/۸۶

کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں تو ایک مُنادِی یہ ندا کرے گا کہ جس نے اپنے کسی عمل میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک کیا وہ اپنا ثواب غیرُ اللہ سے لے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ شُرَکاء کے شرک سے پاک ہے۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! محشر کی رسوائی سے خود کو بچانے اور ریاکاری کی آفت سے پیچھا چھڑانے کے لئے ریاکاری کی علامات جاننا انتہائی ضروری ہے مگر افسوس! آج ہماری اکثریت اس سے غافل نظر آتی ہے۔ آیئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 170 صَفحات پر مشتمل کتاب **ریاکاری** سے خود پسندی وریاکاری کی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

کلام کے ذریعے ریاکاری کی صورتیں

1. نپے تُلے الفاظ میں اس نیت سے دینی باتیں کرنا کہ لوگوں پر اس کی وسیع دینی معلومات اور فصاحت وبلاغت کا سکّہ بیٹھ جائے کہ میں ایسا قادرُ الکلام ہوں کہ کوئی مجھ سے بڑھ کر اچھے طریقے سے اپنا مُدَّعا بیان کر ہی نہیں سکتا۔ ایسے لوگ اپنے اندازِ گفتگو کے ذریعے نمایاں مقام حاصل کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔
2. مصنف کا کتاب کے مقدمے (یعنی شروع) میں اِس قسم کے الفاظ لکھنا کہ ”میں

---

1 ... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الکھف، ۵/ ۱۰۵، حدیث: ۳۱۶۵

نے اتنی بڑی مثلاً 1000 صفحات کی کتاب محض 10 دن میں لکھی ہے۔" تاکہ پڑھنے والوں پر اس کے ہمہ وقت دینی کاموں میں مصروف رہنے کی دھاک بیٹھ جائے۔

3. بیان کرنے والے کا بیان کے آغاز میں اِس طرح کے کلمات کہنا کہ سُننے والے اُسے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں قربانیاں دینے والا تصور کرتے ہوئے خود کو اس کا احسان مند سمجھیں۔

4. دورانِ گفتگو بات بات پر اپنے دینی کارنامے بیان کرنا تاکہ سُننے والے اسے دین کا بہت بڑا خادِم تصور کریں اور اس کی عظمتوں کے قائل ہو جائیں۔

5. کسی کو اپنے کثیر فضائل بتا کر یہ کہنا کہ "آپ کسی اور کو مت بتانا۔" تاکہ سامنے والا متأثر ہو جائے کہ بہت مخلص شخص ہے کہ کسی پر اپنا نیک عمل ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔

6. کسی کو نیکی کی دعوت اِس نیت سے دی کہ لوگ اسے مسلمانوں کا عظیم خیر خواہ تصور کریں یا کسی کو برائی سے اس لئے منع کیا کہ لوگ اس سے متأثر ہو جائیں کہ بڑا غیرت مند شخص ہے جو برائی دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا۔

7. حج کرنے والے کا بلا ضرورت اپنا حاجی ہونا اس نیت سے ظاہر کرنا کہ لوگ اس کی تعظیم کریں۔

8. عاجِزی یا ہمدردی کے ایسے الفاظ بولنا جن کی دل تائید نہ کرتا ہو، مثلاً میں تو بہت کمینہ ہوں، میں تو آپ کے دَر کا کُتا ہوں (اور جب کوئی اسے ان الفاظ سے مخاطب کرنے کی ہمت کر بیٹھے تو یہ آپے سے باہر ہو جائے)

9. اپنی نیکیوں کا بلاضرورت اِظہار اِس نیت سے کرنا تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت و مرتبے میں اضافہ ہو جائے۔

10. مناظرانہ اندازِ گفتگو اِس نیت سے اختیار کرنا کہ سننے والے اس کی فقاہت اور ذہانت کے قائل ہو جائیں۔

عمل کے ذریعے ریاکاری کی صورتیں

1. گفتگو یا بیان کرنے یا سننے یا نعت شریف پڑھنے یا سننے کے دوران اِس نیت سے آبدیدہ ہو جانا کہ دیکھنے والے اسے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ رکھنے والا، بہت بڑا عاشقِ رسول سمجھیں۔

2. لوگوں کی موجودگی میں یا کسی محفل میں مسلسل ہونٹ ہلاتے رہنا تاکہ لوگ اسے کثرت سے **ذِکرُ اللہ** عَزَّوَجَلَّ کرنے والا یا دُرُودِ پاک پڑھنے والا سمجھیں۔

3. فقط اِس لئے زبانی بیان کرنا کہ لوگ اسے بہت بڑا عالِم تصور کریں یا دیکھ کر بیان کرنے سے اِس لئے کترانا کہ سننے والے کہیں اسے جاہل نہ سمجھیں۔

4. باہر عفو و درگزر اور عاجزی کا پیکر بنے رہنا اور گھر میں ایسا شیر بَبر کہ ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دے۔

5. لوگوں کے سامنے خوش اَخلاقی کا اشتہار ہو اور گھر والے اس کی بد اَخلاقی سے بیزار ہوں۔

6. لوگوں کے سامنے خشوع و خضوع سے تمام آداب بجالاتے ہوئے نماز پڑھے اور تنہائی میں ایسی کہ فرائض و واجبات پورے ہونا مشکوک ہو جائے۔

7. جلوَت میں (یعنی لوگوں کے سامنے) تو کھانے، پینے، بیٹھنے اور دیگر سنتوں پر خوب عمل کرنا، مگر خلوَت (یعنی تنہائی) میں سستی کرنا۔ [1]

خبر دار! خبر دار! خبر دار! کسی بھی مسلمان کو (بالخصوص جن کا ذکر ہوا) ریاکار گمان نہ کیجئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ”لاکھوں مسائل واحکام فرقِ نیت سے متبدل ہو جاتے (بدل جاتے) ہیں۔“ [2] لہٰذا سامنے والے کی نیت جانے بغیر اس کے قول و فعل کی وجہ سے اسے ریاکار سمجھنا یا کہنا ہمیں غیبت، بد گمانی اور بہتان تراشی جیسی آفتوں میں مبتلا کر سکتا ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ قول و فعل کے ذریعے ہونے والی ریاکاری کی صورتوں کو دوسروں میں کھوجنے کے بجائے اپنے آپ میں تلاش کریں اور اگر دل میں اِس مرضِ رِیا کی علامات محسوس کریں تو بعدِ توبہ علاج میں دیر نہ کریں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ جب ہم اپنے باطِن کو پاکیزہ کرنے کی

---

1 ... ریاکاری، ص ۳۰ تا ۳۴، ملتقطاً

2 ... فتاوٰی رضویہ، ۸/ ۹۸

کوشش کریں گے تو ہمارا ظاہر بھی سُتھرا ہو جائے گا۔

باطن اچھا کیجئے ظاہر بھی اچھا ہو جائے گا

شَہَنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ”جو اپنے باطن کی اِصلاح کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے ظاہِر کی (بھی) اِصلاح فرمادے گا۔“ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مخلص بندے ریاکاری کے خوف سے اپنی نیکیاں کس طرح چھپاتے ہیں اس کو اس حکایت سے سمجھئے۔ چنانچہ

مثالِ بے مثال

حضرت سیّدنا داؤد طائی رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہ مسلسل چالیس سال تک روزے رکھتے رہے مگر آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہ کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ اپنے گھر والوں تک کو خبر نہ ہونے دی۔ کام پر جاتے ہوئے دوپہر کا کھانا ساتھ لے لیتے اور راستے میں کسی کو دے دیتے، مغرب کے بعد گھر آکر کھانا کھالیا کرتے۔ (2)

مخلص کا عمل ظاہر کر دیا جاتا ہے

حُضُورِ پاک، صاحِبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ

---

1 ... جامع الصغیر، ص۵۰۸، حدیث: ۸۳۳۹

2 ... معدنِ اخلاق، حصّہ اول، ص ۱۸۲

عالیشان ہے: ”اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی سخت چٹان میں کوئی عمل کرے جس کا نہ تو کوئی دروازہ ہو اور نہ ہی رَوشندان تب بھی اُس کا عمل ظاہِر ہو جائے گا جو بھی عمل ہو۔“ (1)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اِس حدیثِ پاک کے تَحت لکھتے ہیں: اِس فرمانِ عالی کا مقصد یہ ہے کہ تم رِیا کر کے اپنے ثواب کیوں برباد کرتے ہو! تم اِخلاص سے نیکیاں کرو، خُفیہ (یعنی چُھپ کر) کرو۔ **اللہ** تعالیٰ تمہاری نیکیاں خود بخود لوگوں کو بتادے گا لوگوں کے دل تمہیں نیک ماننے لگیں گے۔ یہ نہایت ہی مُجَرَّب (یعنی آزمایا ہوا) ہے، بعض لوگ خُفیہ (یعنی چھپ کر) تہجُّد پڑھتے ہیں لوگ خواہ مخواہ انہیں تہجُّد خواں کہنے لگتے ہیں۔ تہجُّد بلکہ ہر نیکی کا نور چہرے پر نُمودار ہو جاتا ہے جس کا دن رات مُشاہدہ ہو رہا ہے، لوگ حُضُورِ غوثِ پاک (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ اور) خواجہ اجمیری (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) کو ولی کہتے ہیں، کیونکہ ربّ تعالیٰ کہلوا رہا ہے۔ (2)

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں ریاکاری سے بچنے اور اخلاص کے ساتھ اعمال صالحہ کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فی زمانہ پائی جانے والی ایک برائی یہ بھی ہے کہ مساجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کی جاتی ہیں حالانکہ اس کے متعلق حدیثِ پاک میں سخت وعید آئی ہے۔ جیسا کہ

---

1 ... مسند احمد، ۴/۵۷، حدیث: ۱۱۲۳۰

2 ... مراٰۃ المناجیح، ۷/ ۱۴۵

﴿10﴾ مساجد میں دنیاوی باتیں ہوں گی

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”ایک زمانہ ایسا آئے گا یَکُوْنُ حَدِیْثُھُمْ فِیْ مَسَاجِدِھِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْیَاھُمْ کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی، فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ فَلَیْسَ لِلّٰہِ فِیْھِمْ حَاجَۃٌ تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ان سے کچھ کام نہیں۔“ (1)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ”یعنی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ان پر کرم نہ کرے گا، ورنہ ربّ کو کسی بندے کی ضرورت نہیں، وہ ضرورتوں سے پاک ہے۔“ (2)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدقسمتی سے مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا عام ہوتا جارہا ہے، افسوس! علمِ دین سے دوری کے باعث آج کل مسجد میں بیٹھ کر انتہائی بے باکی اور غیر سنجیدگی سے نہ صرف دنیاوی باتیں کی جاتی ہیں بلکہ جانے انجانے میں بہت سارے ایسے کام کئے جاتے ہیں جو آدابِ مسجد کے خلاف ہیں۔ غور تو کیجئے! مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے والے کتنے بد نصیب ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسروں کو ان کی ہم نشینی و صحبت اختیار کرنے سے منع فرمادیا۔

---

1 ... شعب الایمان، باب فی الصلوات، فصل المشی الی المساجد، ۳/۸۶، حدیث: ۲۹۶۲

2 ... مِرآۃ المناجیح، ۱/۴۵۷

یاد رکھئے! مسجد کے اندر دوڑنے، زور زور سے چیخنے، کھانسنے یا ڈکارنے، بلا ضرورت جماہی لینے اور اس کی آواز بلند کرنے نیز بغیر نیتِ اعتکاف کھانے وغیرہ سے مسجد کا تقدس پامال ہوتا ہے آیئے مسجد کے ادب و احترام کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے مسجد سے مُتَعَلِّق 12 آداب و احکام سُنتے ہیں۔

مسجد کے آداب

1. جب مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پھر اُلٹا اور واپسی پر اس کا عکس۔
2. بغیر نیتِ اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں۔
3. بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہِ رمضان مبارک میں لوگ نمازیوں کے لئے افطاری بھیجتے ہیں۔ وہ بلا نیتِ اعتکاف وہیں بے تکلُّف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔
4. وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرشِ مسجد پر نہ گرے۔
5. مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔
6. مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے، اسی طرح کھانسی۔ (حدیث میں ہے:) "اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ الْعُطْسَةَ الشَّدِيْدَةَ فِي الْمَسْجِدِ" اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے۔ [1]

---

1 ... شعب الایمان، باب فی تشمیت العاطس، فصل فی خفض الصوت بالعطاس، ۷/۳۲، حدیث ۹۳۵۶

7. اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہیے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگرچہ غیرِ مسجد میں ہو خصوصاً مجلس میں یا کسی معظَّم کے سامنے کہ بے تہذیبی ہے۔ حدیث میں ہے: ایک شخص نے دربارِ اقدس (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں ڈکار لی (تو) فرمایا: ”کُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ فَاِنَّ اَكْثَرَهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا اَطْوَلُهُمْ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرتے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے۔ (1)

8. جماہی میں آواز نکلنا تو کہیں نہ چاہیے اگرچہ غیر مسجد میں تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے۔ جماہی جب آئے حتی الامکان منہ بند رکھو، منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے۔ یوں نہ رُکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبالو اور یوں بھی نہ رُکے تو حتی الامکان (منہ) کم کھولو اور اُلٹا ہاتھ اُلٹی طرف سے منہ پر رکھ لو یونہی نماز میں بھی مگر حالتِ قیام میں سیدھا ہاتھ اُلٹی طرف سے رکھو کہ اُلٹا ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھ اپنی مسنون جگہ سے بدلیں گے اور سیدھا رکھنے میں صرف یہ ہی بضرورت بدلا، اُلٹا اپنی محلِ سُنّت پر ثابت رہا۔ جماہی روکنے کا ایک مجرّب طریقہ یہ ہے کہ جب جماہی آنے کو ہو فوراً تصور کرے کہ حضراتِ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو کبھی نہ آئی۔

---

(1) ... ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ... الخ، باب-۳۷، ۴/۲۱۷، حدیث: ۲۴۸۶

9. مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے۔ہاں!اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو تو قریب جاکر آہستہ سے کہنا چاہیے نہ یہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے، راہگیر سے جو سڑک پر کھڑا ہوا ہے چلّا کر باتیں کر رہے ہیں یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اس کا جواب بلند آواز سے دے رہے ہیں۔

10. تمسخر ویسے ہی ممنوع اور مسجد میں سخت ناجائز یا ہنسنا منع ہے۔قبر میں تاریکی لاتا ہے۔ [1] ہاں!موقع سے تبسم میں حرج نہیں۔فرشِ مسجد میں کوئی شے پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھ دی جائے۔موسمِ گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

11. مسجد میں حَدَث (یعنی ہوا خارج کرنا) منع ہے۔ضرورت ہو تو باہر چلا جائے لہٰذا معتکف کو چاہیے کہ ایامِ اعتکاف میں تھوڑا کھائے پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اِخْراجِ رِیح کی حاجت نہ ہو۔وہ اس کے لئے باہر نہ جاسکے گا۔

12. قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے۔مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ خلافِ آدابِ دربار ہے۔حضرت سری سقطی قُدِّسَ سِرُّہٗ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے،

---

[1] ... فردوس الاخبار، ۲/۴۱، حدیث: ۳۷۰۶

پاؤں پھیلا لیا گوشہ مسجد سے ہاتف نے آواز دی: ”بادشاہوں کے حضور میں یونہی بیٹھتے ہیں؟“ معاً پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقتِ انتقال ہی پھیلے۔ (1)

نجات کے 5 طریقے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا سوچئے! میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم پر کس قدر مہربان ہیں کہ موجودہ دور میں پائے جانے والے ایک ایک فتنے کی نہ صرف سالوں پہلے پیشگی ہی خبر دے دی بلکہ امت کو ان سے بچانے کے لئے وقتاً فوقتاً ان سے نجات کے مختلف طریقے بھی ارشاد فرما دیئے۔ آیئے ہم بھی اپنے آپ کو تمام بری خصلتوں بالخصوص احادیثِ مبارکہ میں بیان کردہ فتنوں سے بچانے کے لئے نجات کے 5 طریقے سُنتے ہیں۔

(1،2،3) پہلے تولو پھر بولو

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 616 صَفحات پر مشتمل کتاب **نیکی کی دعوت** صَفحہ 277 پر ہے: حضرتِ سیِّدُنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! نَجات کیا ہے؟“ فرمایا: ”اپنی زَبان کو روک رکھو (یعنی اپنی زَبان وہاں کھولو جہاں فائدہ ہو، نقصان نہ ہو) اور تمہارا گھر تمہیں کفایت کرے (یعنی بِلاضَرورت گھر سے نہ نکلو) اور اپنے گناہوں پر رونا اختیار کرو۔“ (2)

---

1 ... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ۳۱۶ تا ۳۲۳ ملتقطاً

2 ... ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، ۴/ ۱۸۲، حدیث: ۲۴۱۴

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ فضول گوئی سے بچنا، بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلنا اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونا، الغرض ہر عضو کا قفل مدینہ لگانا بھی نجات کا ذریعہ ہے۔

اللہ ہمیں کر دے عطا قُفلِ مدینہ ہر ایک مسلماں لے لگا قفلِ مدینہ
بولوں نہ فُضول اور رہیں نیچی نگاہیں آنکھوں کا زباں کا دے خدا قفلِ مدینہ

(4) اچھے ٹھکانے کی تلاش

فتنوں سے بچنے کا ایک مؤثر طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسے ٹھکانے کو تلاش کیا جائے جس کی پناہ میں آ کر فتنوں اور برائیوں سے الگ تھلگ رہنا ممکن ہو۔ جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”عنقریب ایسے فتنے ہونگے کہ ان میں بیٹھ رہنے والا بہتر ہو گا کھڑے ہونے والے سے اور ان میں کھڑا ہونے والا بہتر ہو گا چلنے والے سے اور ان میں چلنے والا بہتر ہو گا دوڑنے والے سے، جو ان کی طرف جھانکے گا وہ اسے اچک لیں گے، تو جو کوئی پناہ یا ٹھکانا پائے تو اس کی پناہ لے لے۔“ (1)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کی شرح

(1) ... بخاری، کتاب الفتن، باب تکون فتنة... الخ، ۴/۴۳۵، حدیث: ۷۰۸۱

میں فرماتے ہیں: ”اس فرمانِ عالی میں بیٹھنا، کھڑا ہونا، چلنا، دوڑنا بطور تشبیہ واستعارہ ارشاد ہوا ہے، بیٹھنے سے مراد ہے ان فتنوں سے الگ تھلگ رہنا، ان سے بالکل واسطہ نہ رکھنا، یہ ذریعہ ہو گا فتنوں سے حفاظت کا کہ وہ نہ فتنوں کو دیکھے گا نہ ان کا اثر لے گا، اور کھڑے ہونے سے مراد ہے دور سے انہیں دیکھنا، ان پر خبردار و مطلع ہونا، چلنے سے مراد ہے ان میں مشغول ہونا مگر معمولی طور پر اور دوڑنے سے مراد ہے ان میں خوب مشغول ہونا۔“ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی جو شخص گناہوں سے بھرپور ماحول میں رہتا ہو ہر وقت گناہ ہوتے دیکھتا ہو وہ بھی ایک نہ ایک دن برائیوں میں مبتلا ہو سکتا ہے اور اس کے برعکس جس خوش نصیب کو نیکیوں بھرے ماحول کی صورت میں اچھا ٹھکانا میسر آجائے وہ گناہوں سے بچ جاتا ہے کیونکہ صحبت اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے فی زمانہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول گناہوں سے بچنے کا ایک بہترین ٹھکانا ہے کہ جو بھی اخلاص کے ساتھ اس کے دامن میں آتا ہے یہ اسے دامن مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وابستہ کر دیتا ہے، دعوتِ اسلامی کے ماحول میں آنے سے کس طرح گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت اور آخرت کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے اس کی ایک جھلک اس مدنی بہار میں ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ

---

1 ... مراٰۃ المناجیح، ۷/ ۱۹۵

واہ کیا بات ہے مدنی تربیتی کورس کی!

ایک اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے: ہمارے عَلاقے کا ایک نوجوان جو کہ والدین کا اِکلوتا (یعنی ایک ہی) بیٹا تھا، غَلَط صحبت کے سبب چَرَس کا عادی بن گیا، گھر سے باہر رہنا اس کا معمول تھا، والد صاحِب اکثر اُس کو قبرِستان جا کر چرسیوں کے درمیان سے اُٹھا کر گھر لاتے، تمام گھر والے اُس کے سبب پریشان تھے۔ ایک دن ایک اسلامی بھائی نے اُس نوجوان پر اِنفرادی کوشش کرتے ہوئے اُسے مَدَنی تربیتی کورس کرنے کی ترغیب دی، خوش قسمتی سے اُس نے ہامی بھر لی اور تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ میں آگیا۔ گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی! سبھی گھر والے دُعا کر رہے تھے کہ یہ نیک بن جائے مگر اب بھی ڈرے ہوئے تھے کہ کہیں یہ واپَس نہ آجائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ چند دنوں بعد کچھ اِس طرح فون آیا کہ ”تربیتی کورس اور فیضانِ مدینہ میں بَہت مزا آرہا ہے، فیضانِ مدینہ میں ایسا لگتا ہے کہ مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سے براہِ راست فیض آرہا ہے، میں نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرلی ہے، اب میں باجماعت نَمازیں ادا کر رہا ہوں، سنّتیں سیکھ رہا ہوں اور مجھے بَہت سُکون مل رہا ہے۔“ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مَدَنی تربیتی کورس سے واپَسی پر وہ واقعی بالکل بدل چکا تھا۔ اُس کی حیرت انگیز تبدیلی سے سب گھر والے بلکہ سارا محلہ حیران تھا۔ چہرے پر نور برساتی داڑھی اور سر پر سبز عمامہ شریف کا تاج جگمگا رہا تھا۔ اُس نے آتے ہی گھر والوں پر بھی اِنفرادی کوشش شُروع کر دی

جس کی بَرَکت سے والد صاحِب نے چہرے پر داڑھی اور سر پر عمامہ شریف کا تاج سجا لیا اور پابندی سے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اِجتماع میں شرکت فرمانے لگے۔ والدۂ محترمہ **"درسِ نِظامی"** اور بہن **"شریعت کورس"** کرنے کیلئے کمر بَستہ ہو گئیں۔ اُس نوجوان کے والد صاحِب نے مبلّغ دعوتِ اسلامی کو کچھ اِس طرح بتایا کہ میں دعوتِ اسلامی والوں کیلئے بَرَکت کی دُعا کرتا ہوں، خُصوصًا ان کیلئے جنہوں نے میرے بیٹے پَر "اِنفرادی کوشش" کی اور 63 دن کے مَدَنی تربیتی کورس میں ہاتھوں ہاتھ لے گئے کیونکہ ہم اِس کی عادَتوں سے بَہت پریشان تھے، اس کی والدہ تو اتنی بیزار ہو چکی تھی کہ ایک دن جذبات سے مغلوب ہو کر کیڑے مکوڑے مارنے کی دوائی اُٹھالائی کہ یا تو میں کھا کر مر جاؤں گی یا اس کو کھلا کر مار دوں گی۔ اب اس کی والدہ رو رو کر دعائیں دیتی ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی والوں کو سلامت رکھے کہ ان کی کوششوں سے میرا بگڑا ہوا بیٹا نیک بن گیا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(5) ڈوبتے شخص کی دُعا

فتنوں مصیبتوں اور گناہوں سے بچنے کی عملی تدبیروں کے علاوہ ان سے نجات کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان فتنوں سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کی جائے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا ہمام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: "لوگوں پر ضرور ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں صرف وہ شخص

نجات پائے گا جو ڈوبنے والے کی دعا جیسی دعا کرے گا۔" [1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح سمندر میں ڈوبنے والا ہر طرف سے مایوس ہو کر بے چینی و اضطراب کے عالم میں خُشوع و خُضوع اور حُضورِ قلبی کے ساتھ اپنے رب کو پکارتا ہے اور ہمہ تن اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر انتہائی اِخلاص کے ساتھ اپنی نَجات کی دُعا کرتا ہے اسی طرح فتنوں کے دور میں اِخلاص کے ساتھ دُعا کرنا ان سے نجات کے لئے بے حد مفید ہے۔ تعلیمِ امت کے لئے خلق کے رہبر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ صرف خود فتنوں سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگی بلکہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی اس کی تلقین فرمائی آیئے اس ضمن میں 2 احادیثِ مبارکہ سُنئے۔

چار چیزوں سے پناہ

1. حضرتِ سَیِّدُنا ابو نضرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بصرہ کے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ خَلق کے رَہبر، تمام نبیوں کے سَرور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز کے بعد چار چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَةِ الْاَعْوَرِ الْكَذَّابِ یعنی میں عذابِ قبر سے،

[1] ... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الفتن، من کرہ الخروج فی الفتنة... الخ، ۵۹۸/۸، حدیث: ۳۷

عذابِ نار سے، تمام ظاہری و باطنی فتنوں سے اور کانے جھوٹے (دجال) کے فتنے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (1)

2. حضرتِ سَیِّدُنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے ارشاد فرمایا: ''تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ'' جہنم کے عذاب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگو، تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے کہا: ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ'' ہم عذابِ نار سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتے ہیں، پھر فرمایا: ''تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ'' قبر کے عذاب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگو، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے کہا: ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ'' ہم قبر کے عذاب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں، پھر فرمایا: ''تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ'' ظاہری باطنی فتنوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگو، تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے کہا: ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ'' ہم ظاہری باطنی فتنوں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتے ہیں، پھر فرمایا: ''تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ'' دجال کے فتنے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگو، تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے کہا: ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ'' ہم دجال کے فتنے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ

---

1 ... مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عباس، ۱/۶۲۷، حدیث: ۲۶۶۷

مانگتے ہیں۔[1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں استقامت عطا فرمائے اور ہمیں تمام ظاہری باطنی فتنوں سے بچا کر اپنی اور اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرماں برداری میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

فتنہ باز کی مذمت

حضرتِ سیِّدُنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''اَلْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اَيْقَظَهَا'' فتنہ سورہا ہے، اس کے جگانے والے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت۔

(جامع الصغیر، ص ۳۷۰، حدیث: ۵۹۷۵)

---

[1] ...مسلم، کتاب الجنة... الخ، باب عرض مقعد المیت... الخ، ص ۱۵۳۴، حدیث: ۲۸۶۷ مختصراً

Go To Index

بدکاری اور اس سے بچاؤ کے متعلق ایک پُرسوز بیان

ہمیں کیا ہو گیا ہے!



پیش کش: مرکزی مجلس شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ (1)

درود شریف کی فضیلت

تبلیغ و قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 116 صفحات پر مشتمل کتاب **"گھریلو علاج"** کے صفحہ نمبر 3 پر درود شریف کی فضیلت کچھ یوں نَقْل ہے، مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنّت نِشان ہے: "جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار بار درودِ پاک پڑھے گا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنّت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔" (الترغیب والترھیب، ۲/۳۲۸، حدیث:۲۲)

بے باک نوجوان کی توبہ

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان دربارِ مصطفےٰ میں میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیدار کی دولت سے فیض یاب ہو رہے تھے کہ ایک

مدینہ

❶ مبلغ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلس شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی نے یہ بیان ۱۷ ذو القعدۃ الحرام ۱۴۳۰ھ بمطابق 5 نومبر 2009ء کو سوڈانی کلب (دبئی) میں ہونے والے تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ۲۴ ذو الحجۃ الحرام ۱۴۳۳ھ بمطابق 10 نومبر 2012ء کو ضروری ترمیم واضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی مجلس المدینۃ العلمیہ)

خوبصورت نوجوان بارگاہِ ناز میں حاضر ہوا جس نے ابھی حال ہی میں جوانی کی حدود میں قدم رکھا تھا اور کچھ یوں عرض کی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مجھے بدکاری (Adultery) کی اجازت دیجئے۔“ اُس کی اِس بے باکی و جرأت پر تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان حیران و ششدر رہ گئے اور سب کی پیشانیاں شکن آلود ہو گئیں۔ چنانچہ وہ اس نوجوان کو بارگاہِ نبوت کے آداب کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے ڈانٹنے لگے تو مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں اس نوجوان کو کچھ کہنے سے منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا: اسے میرے قریب آنے دو۔ وہ نوجوان معاملے کے حسّاس ہونے کی پروا کئے بغیر آگے بڑھا تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس نوجوان کو اپنے پاس بٹھا کر بڑی نرمی اور محبت و شفقت سے کچھ یوں نیکی کی دعوت پیش کی: اے نوجوان! ذرا یہ تو بتا کہ اگر کوئی شخص تیری ماں کے ساتھ ایسا کرے تو کیا تجھے اچھا لگے گا؟ نوجوان (جوشِ غیرت سے) کچھ یوں عرض گزار ہوا: نہیں نہیں! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میری جان آپ پر قربان میں ہرگز یہ پسند نہیں کروں گا۔ تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر تجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی تیری ماں کے ساتھ ایسا کرے تو دوسرے بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی ماں سے ایسا کرے۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت کیا: کیا تم اپنی بیٹی کے لیے

اسے پسند کرتے ہو؟ بولا: میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر قربان جاؤں میرے آقا! ہر گز نہیں۔ ارشاد فرمایا: دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر پوچھا: کیا اپنی بہن کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ عرض کی: میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر قربان! خدا کی قسم! ہر گز نہیں۔ ارشاد فرمایا: اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پھوپھی اور خالہ کے متعلق یہی سوال اس نوجوان سے پوچھا تو ہر بار اس نے نفی میں ہی جواب دیا اور سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی اسے ایک ہی بات سمجھائی کہ جب تو یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی ان کے ساتھ ایسی نازیبا حرکت کرے تو یاد رکھو جس عورت کے ساتھ تم یہ حرکت کرو گے وہ بھی تو کسی کی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی یا خالہ ہو گی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں بات اس نوجوان کی سمجھ میں آ تو گئی مگر سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس پر مزید کرم فرماتے ہوئے اس کے سینے پر اپنا دستِ اقدس رکھ کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کا گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ چنانچہ اس دُعا کی برکت سے وہ نوجوان تمام عمر اس فعلِ بد سے بیزار رہا۔

(مسند احمد، ۸/ ۲۸۵، حدیث: ۲۲۲۷۴ ماخوذاً)

بے باکی پر اظہارِ ندامت اور توبہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس پیارے اور دلنشین انداز میں اس نوجوان کو یہ بات سمجھائی کہ جس طرح تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص تمہاری اِن مَحْرَم عورتوں (یعنی جن سے نِکاح حَرام ہے) کے ساتھ اس طرح کا فعل کرے، اسی طرح کوئی دوسرا شخص بھی اپنی ان محرم عورتوں کے ساتھ اس طرح کی گھناؤنی حرکت ہر گز پسند نہ کرے گا۔ جب تم اپنے لئے اس بات کو پسند نہیں کرتے تو دوسروں کے لئے اسے کیسے رَوا رکھ سکتے ہو؟ کیونکہ تم جس کے ساتھ یہ فعل کرو گے وہ بھی تو کسی کی ماں، کسی کی بہن، کسی کی بیٹی، کسی کی بیوی، کسی کی خالہ، کسی کی پھوپھی ہو گی۔ سرورِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ اندازِ مُبارَک تاثیر کا تیر بن کر اس کے دِل میں اس طرح پیوست ہو گیا کہ وہ نہ صرف اپنی بے باکی پر نادم ہوا بلکہ ہمیشہ بدکاری سے بھی باز رہا اور پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دُعا کی برکت سے جب تک زندہ رہا کبھی اس فعل کا تصور تک نہ کیا۔

مسلمانوں کی بے حِسی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُسْلِم مُعاشَرے پر نظر ڈالیں تو بد قسمتی سے

مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد دِینی غَیرت و حَمِیَّت سے بے نیازی و بے حِسی کا مُظاہَرہ کرتی نظر آتی ہے اور دین سے دوری کی وجہ سے دیگر گناہوں کے ساتھ ساتھ بدکاری (Adultery) جیسے فعلِ بد میں بھی تیزی سے مبتلا ہو کر ہلاکت و تباہی کا شِکار ہوتی جارہی ہے۔ حالانکہ دینِ اسلام میں اس فعلِ بد کی قَباحَت روزِ روشن کی طرح ہر ایک پر واضح ہے۔ مگر پھر بھی مسلمان ہیں کہ جان بوجھ کر شیطان کا بڑی آسانی سے شِکار بنتے چلے جارہے ہیں۔ یاد رکھیے! شیطان اسے اپنا خاص ساتھی جانتا ہے جو لوگوں میں بدکاری کو عام کرتا ہے۔ چنانچہ،

بدکاری سے شیطان خوش ہوتا ہے

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ ابلیس زمین میں اپنے لشکر پھیلا دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے: ”تم میں سے جس نے کسی مسلمان کو گمراہ کیا میں اس کے سر پر تاج پہناؤں گا۔“ پس ان میں سب سے زیادہ فتنے باز اس کا سب سے زیادہ قریبی ہوتا ہے۔ ایک اس کے پاس آکر کہتا ہے: ”میں فُلاں شخص پر مسلَّط رہا یہاں تک کہ اس نے بیوی کو طلاق دیدی۔“ تو شیطان کہتا ہے: ”تو نے کچھ نہیں کیا، عنقریب وہ کسی دوسری عورت سے شادی کرلے گا۔“ پھر دوسرا آکر کہتا ہے: ”میں فُلاں کے ساتھ لگا رہا یہاں

تک کہ میں نے اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان پھوٹ ڈال دی۔'' شیطان کہتا ہے: ''تو نے بھی کچھ نہیں کیا، عنقریب وہ آپس میں صلح کر لیں گے۔'' پھر تیسرا آکر کہتا ہے: ''میں فلاں کے ساتھ چمٹا رہا یہاں تک کہ اس نے بدکاری کر لی۔'' تو ابلیس ملعون کہتا ہے: ''تو نے بہت اچھا کام کیا۔'' پس وہ اسے اپنے قریب کر کے اس کے سر پر تاج رکھ دیتا ہے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق، ۸ / ۲۴، حدیث:۶۱۵۶)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں شیطان اور اس کے لشکر کے شر سے پناہ عطا فرمائے۔ (آمین)

قرآنِ کریم میں بدکاری کی مَذَمّت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدکاری (Adultery) ایک بہت بڑی بُرائی ہے، قرآن وحدیث میں اس کی سخت مذمّت مروی ہے اور واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اس فعلِ بد کا اِرتِکاب کرنے والے کا ٹھکانا جہنّم ہے۔ چنانچہ،

جہنّم کا سب سے بدبودار دروازہ

جہنّم کے مُتَعَلِّق ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍؕ لِكُلِّ بَابٍ ترجمۂ کنز الایمان : اس کے سات

مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے

(پ۱۴، الحجر: ۴۴) ان میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔

صدرُ الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْہَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ”ابنِ جُرَیج کا قول ہے کہ دوزخ کے سات درکات (طبقات) ہیں۔ جہنّم، لظٰی، حطمہ، سعیر، سقر، جحیم، ہاویہ۔“ مزید فرماتے ہیں کہ ”(جہنّم کے سات حصوں کی طرح) شیطان کی پیروی کرنے والے بھی سات حصّوں میں مُنقَسم ہیں، ان میں سے ہر ایک کے لئے جہنّم کا ایک در کہ (طبقہ) مُعَیّن ہے۔“ (خزائن العرفان، پ۱۴، الحجر، تحت الآیۃ ۴۴)

حضرت سیّدُنا عطا عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْفَتَّاح (لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جہنّم کے ان سات دروازوں میں سے غم، گرمی اور تکلیف کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخت اور بدبُودار دَروازہ ان لوگوں کے لیے ہو گا جو بدکاری کی حُرمت جاننے کے باوجود اس میں مبتلا ہیں۔ (الکبائر، الکبیرۃ العاشرۃ، ص۵۷)

پیارے اسلامی بھائیو! غیر مسلم معاشروں کی طرح اگرچہ ابھی مسلم معاشروں میں یہ وبا اس قدر نہیں پھیلی کہ سرِعام نظر آئے بلکہ اس بُرے فعل کے مرتکب بدنامی کے ڈر سے رات کے اندھیروں میں چھپ کر یہ فعل

کرتے ہیں مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس ربُّ العالمین سے کچھ چھُپ نہیں سکتا اس سے نہیں شرماتے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مسلم معاشروں میں کچھ ایسی باتیں ضرور سرِعام دکھائی دیتی ہیں جو اس بُرے فعل کا سبب بن سکتی ہیں۔ چنانچہ پارہ 15 سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 32 میں ان اسباب سے بچنے کے مُتَعَلِّق ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ، بے شک وہ بے حَیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ۔

(پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۲)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مُفْتِی اَحمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان **نورُ العرفان** میں اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: زِنا (بدکاری) کے اسباب سے بھی بچو، لہٰذا بد نظری، غیر عورت سے خَلْوَت (تنہائی)، عورت کی بے پردگی وغیرہ سب ہی حَرام ہیں۔ بُخار روکنے کیلئے نزلہ روکو، طاعون سے بچنے کیلئے چوہوں کو ہلاک کرو، پردہ کی فرضیت، گانے بجانے کی حُرمت، نِگاہ نیچی رکھنے کا حکم، یہ سب زِنا (بدکاری) سے روکنے کیلئے ہے۔ (نور العرفان، پ۱۵، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ ۳۲)

بدکاری کے اسباب

معلوم ہوا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے نہ صرف بدکاری بلکہ بدکاری کی جانب لے جانے والے اسباب سے بھی بچنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ ان سے بچ کر ہم پاکیزہ اور ستھری زندگی گزارنے میں کامیاب ہو سکیں۔

بدکاری کے بعض اسباب یہ ہیں:

⇐ اجنبی عورتوں سے بے تکلف ہونا اور انہیں چھُونا و مَس کرنا۔

⇐ اَخلاق سوز ناول و کتابیں پڑھنا اور حیاسوز تصاویر اور فلمیں وغیرہ دیکھنا۔

اجنبی عورتوں سے بے تکلُّف ہونا

بدکاری جیسے فعلِ قبیح (بُرے کام) کا ایک سَبَب اجنبی عورتوں سے تعلق و دوستی پیدا کرنا، ان سے تنہائی میں ملاقات کرنا اور ان کے ساتھ گفتگو وغیرہ میں بے تکلفی و دِل لگی کرنا بھی ہے۔

بدقسمتی سے آجکل حالات بڑے ناگُفتہ بہ ہیں مردوں اور عورتوں کا اِختلاط (میل جول) عام ہو چکا ہے، بِالْخُصُوص اس کے نظارے مخلوط تعلیمی اداروں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عام ہیں، مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آج ہماری نوجوان نَسل گرل فرینڈ (Girlfriend) اور بوائے فرینڈ (Boyfriend) کے

مَنْحوس چکّر میں پھنس چکی ہے اور اس چکر میں کس طرح شرم وحَیا کی کشتی غَرْق ہوتی ہے وہ سب پر عَیاں ہے، یاد رکھئے! مرد وزن کے اس طرح بے تکلفانہ اختلاط سے گناہوں کا ایک نہ رُکنے والا سلسلہ شروع ہوتا ہے، پہلے زمانے میں بھی اگرچہ یہ دوستیاں ہوتی تھیں مگر انہیں چھپانے کی کوشِش کی جاتی، مگر اب تو جناب! ہر ہاتھ میں موبائل ہے، رات رات بھر باتیں ہوتی ہیں اور ملنے کے لئے تفریحی پارک اور تعلیمی اداروں کی بلند وبالا دیواریں موجود ہیں، نہ کوئی روکنے والا نہ ٹوکنے والا! اب آپ خود غور فرمائیں ایسی صورت میں کون سی چیز ہے جو اس لڑکے اور لڑکی کو اس برے کام سے روکے گی؟؟؟

ہاں! اُبھارنے والی چیز ضرور موجود ہے

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ تَنْہائی اختیار کرنے سے بچو! اس ذات کی قسم جس کے قَبْضۂ قُدْرَت میں میری جان ہے! جو شَخْص کسی عورت کے ساتھ تَنْہائی اِختیار کرتا ہے تو ان کے درمیان شیطان ہوتا ہے اور کسی شخص کا کائی اور سیاہ بدبودار کیچڑ میں لَت پت خِنْزِیر کو چھونا اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ اس کے کَنْدھے ایسی عورت کے کَنْدھوں کے ساتھ مَسْ (Touch) ہوں جو اس کے لئے حلال نہیں۔" (المعجم الکبیر، ۸/ ۲۰۵، حدیث: ۷۸۳۰)

معلوم ہوا کہ جہاں مَرْد و عورت تنہا ہوتے ہیں وہاں شیطان (Satan) بھی ہوتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ شیطان کا کام **گناہ کی دَعْوَت** دینا ہے۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ اس بے جا اِخْتِلاط سے خود کو بچائیں بلکہ اپنے اَہل و عِیال پر بھی نظر رکھیں اور ان کی اِصلاح کی کوشش کریں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں اپنی اور اس مُعاشرے کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے کیونکہ فحاشی و عُرْیانی (Obscenity & Nudity) کے بڑھتے سیلاب کے آگے اگر بَنْد نہ باندھا گیا تو یہ اپنی مُنہ زور لہروں میں ہم سب کو بہالے جائے گا۔ امریکہ و یورپ کی اندھی نقّالی کے جوشِ جُنوں میں ہم اپنی اِسلامی اَقْدار و تَہْذِیب کو چھوڑ بیٹھے تو کہیں ایسا نہ ہو اُن کی طرح ہم بھی اپنے خاندانی و معاشرتی نظام کو تباہ و برباد کر بیٹھیں اور پھر ذِہْنی سُکُون کو ترسیں، پہلے اگر خواتین گھر سے نکلتی بھی تھیں تو شرم و حَیا کے ساتھ، پردہ کر کے، برقع پہن کر، پھر آہستہ آہستہ برقع گیا اور چادَر آگئی پھر مزید **ترقّی** آئی اور چادَر بھی گئی، دوپٹّہ رہ گیا اور اب **اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ** لباس کے نام پر وہ کچھ پہنا جانے لگا کہ بیان کرتے ہوئے زبان ۔۔۔۔۔ اور لکھتے ہوئے قَلَم لڑکھڑا جائے ۔۔۔۔۔ مگر نہ جانے ہماری شرم و حَیا کہاں چلی گئی ہے؟

دِن لہو میں کھونا تُجھے، شَب صُبح تک سونا تُجھے
شَرمِ نبی خوفِ خدا، یہ بھی نہیں وُہ بھی نہیں

پہلے نَعرہ بُلَند ہوا مرد و عورت شانہ بشانہ چلیں، جس نے گھر کی چار دیواری میں مَحفُوظ عورت کو باہر لا کھڑا کیا اور اب مَغرِب سے چلنے والا یہ جملہ لیڈیز فرسٹ (Ladies First) یعنی "پہلے خواتین" یہاں بھی آپہنچا۔ پہلے کندھے سے کَندھا مِلا کر کھڑا کیا تھا اب ایک قدم آگے پہنچا دیا، جس نے اس کی بے باکی میں مزید اضافہ کر دیا، عورت سمجھی اس جُملے کے ذریعے مجھے عِزت دی جارہی ہے حالانکہ اس جُملے کا مقصد خواتین کو کسی قِسم کی عِزت دینا نہیں بلکہ صِنفِ نازُک کو بے وُقُوف بنا کر اس کے حُسن و جَمال کو اپنے مالی فَوائد کے حُصُول کا ذَرِیعہ بنانا ہے جس کا مُظاہَرہ فیشن شَوز (Fashion Shows)، بِل بورڈز (Billboards) اور اِشتِہارات (Advertisement) کے ذریعے سرِعام ہوتا ہے۔

اسی طرح دفتروں (Offices)، بینکوں (Banks) اور ہسپتالوں (Hospitals) غرض جہاں جائیں بِالخُصُوص اِستِقبالِیہ (Receptions) پر ماڈرن لڑکیوں (Modern Girls) کو ہی رکھا جاتا ہے تاکہ لوگوں کی توجہ حاصل کر کے اپنے کاروبار (Business) کو تَرَقّی دی جائے۔ بات اگر اِستِقبالِیہ وغیرہ پر بیٹھی

ہوئی کسی لڑکی سے بات کرنے کی حد تک مَحدود رہتی تو نِگاہیں جھکا کر بات کی جا سکتی تھی مگر اب تو نوجوان عورتوں سے ہاتھ مِلانے (Shake Hand) تک کو بُرا مَحسُوس نہیں کیا جاتا۔

مرد کا اجنبی عورت کو دیکھنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِستِقبالِیہ پر بیٹھی بے پردہ عورت بدنِگاہی کی دعوت دے رہی ہو یا کہیں راستے میں آتے جاتے دِکھائی دے تو اپنی نِگاہوں کی حفاظت کیجئے کہ ایسی عورت کو بری نیت سے دیکھنا انسان کا نہیں شیطان کا کام ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا **عبدُ اللہ بن** مَسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذی وَقار ہے: عورت عورت ہے (یعنی چھپانے کی چیز ہے) جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الرضاع، باب:۱۸، ۲\۳۹۲، حدیث:۱۱۷۶)

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 400 صَفحات پر مشتمل کتاب **پردے کے بارے میں سوال جواب** صَفحہ 30 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مرد کے غیر عورت کے چہرے کو دیکھنے یا نہ دیکھنے

کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں: (مرد اجنبی عورت کا چہرہ) نہ دیکھے۔ البتّہ ضَرورتاً بعض قُیودات کے ساتھ دیکھ سکتا ہے۔ اِس کی بعض صورَتیں بیان کرتے ہوئے صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ (ضَرورت کے وقت) اُس کے چہرے اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیونکہ اس کی ضَرورت پڑتی ہے کہ کبھی اس کے مُوافِق یا مخالِف شہادت (گواہی) دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اسے نہ دیکھا ہو تو کیونکر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے۔ اس کی طرف دیکھنے میں بھی وُہی شرط ہے کہ شَہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضَرورت ہے کہ (آج کل گلیوں بازاروں میں) بَہُت سی عورَتیں گھر سے باہَر آتی جاتی ہیں لہٰذا اس سے بچنا بھی دشوار ہے۔ بعض عُلَما نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: اَجْنَبِیَّہ عورت کے چہرہ کی طرف اگرچِہ نظر جائز ہے جب کہ شَہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنے کا ہے اِس زمانے میں ایسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانے میں تھے لہٰذا اِس زمانے میں اس کو (یعنی چہرے کو) دیکھنے کی مُمانَعَت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لیے کہ بوجہِ ضَرورت ان کے لیے نظر کرنا جائز ہے۔

(پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۳۰)

اجنبی عورت کا مرد کو دیکھنا کیسا؟

شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب "پردے کے بارے میں سوال جواب" میں عورت کے غیر مرد کو دیکھنے یا نہ دیکھنے کے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: (عورت کے غیر مرد کو) نہ دیکھنے میں عافیّت ہی عافیّت ہے۔ البتّہ! دیکھنے میں جواز کی صورت بھی ہے مگر دیکھنے سے قبل اپنے دِل پر خوب خوب اور خوب غور کرلے کہیں یہ دیکھنا گناہوں کے غار میں نہ دھکیل دے۔ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام جواز کی صورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "عورت کا مردِ اجنبی کی طرف نظر کرنے کا وُہی حکم ہے جو مَرد کا مَرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اُس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شَہوت نہیں پیدا ہو گی اور اگر اس کا شُبہ بھی ہو تو ہر گز نظر نہ کرے۔" (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص۲۵)

اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا کیسا؟

پیارے اسلامی بھائیو! غیر مسلم مُعاشَروں کی دیکھا دیکھی اب مُسْلِم مُعَاشَروں میں بھی مَردوں کے اجنبی عَورتوں سے مُصَافَحَہ کرنے کی وَبا اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اس سے بچنا ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے۔ حالانکہ ان

سے مُصَافَحہ کرنا حرام ہے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صَفحات پر مشتمل کتاب **بہارِ شریعت** (جلد سوم) صَفْحہ 446 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اجنبی عورتوں کو دیکھنے اور چھونے کے متعلق احکام ذکر کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں کہ اَجنبیہ عورت کے چہرے اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں، اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بَلْوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں، لہٰذا چھونا حَرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مُصَافَحہ جائز نہیں اسی لیے حُضُورِ اَقْدَس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بَوَقْتِ بیعت بھی عورتوں سے مُصَافَحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے۔ ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت نہ ہو تو اس سے مُصَافَحہ میں حرج نہیں۔ یُونہی اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مُصَافَحہ کر سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت، ۳/۴۴۶) اور ایک روایت میں تو یہاں تک مروی ہے کہ جس نے کسی اَجنبیہ عورت سے مصافحہ کیا (یعنی ہاتھ مِلایا) تو وہ بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ آگ کی زَنْجِیر سے گردن کے ساتھ بندھا ہو گا۔

(قرۃ العیون، الباب الثالث فی عقوبۃ الزنا، ص۳۸۹)

لوہے کی کیل

حضرت سیِّدُنا مَعْقِل بن یَسار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ دو عالَم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت ناک ہے: ”تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی کیل ٹھونک دی جائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔“

(المعجم الکبیر، ۲۰/۲۱۱، حدیث: ۴۸۶)

اَلْغَرَض اِرْدْگِرْد کا ماحول بہُت بِگڑ چُکا ہے مگر ہمیں ہتھیار نہیں ڈالنے اگرچہ سامنے بے حیائی کا مظاہرہ ہو رہا ہے مگر ہمیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنی ہے خود کو بے حیائی والے کاموں سے بچانا ہے۔ اوّلاً تو ایسی جگہوں پر جانے ہی سے گریز کرنا چاہیے جہاں بے پردہ عورتوں سے اِخْتِلاط (میل ملاپ) کا اِمْکان ہو اور اگر کبھی گُفتگو وغیرہ کرنی ہی پڑ جائے تو بغیر بے تکلف ہوئے نظریں جھکا کر بس ضرورت کی بات کریں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو بے حیائی والے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **اٰمین بجاہِ النبی الامین** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اجنبی عورت سے خَلْوَت کی تباہی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عورت کے اَجْنَبی مَرْد کے ساتھ خَلْوَت یعنی

تنہائی اختیار کرنے میں نقصان ہی نقصان ہے۔ چنانچہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت ناک ہے: ”خبر دار کوئی بھی شخص جب کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو وہاں تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے۔“

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ، ۴/ ۶۷، حدیث: ۲۱۷۲)

مُفَسِّرِ شَہیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اِس حدیثِ پاک کے تحت مراٰۃ جلد 5 صَفْحَہ 21 پر فرماتے ہیں: جب کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے خواہ وہ دونوں کیسے ہی پاکباز ہوں اور کسی (نیک) مقصد کے لیے (ہی) جمع ہوئے ہوں (مگر) شیطان دونوں کو برائی پر ضَرور اُبھارتا ہے اور دونوں کے دِلوں میں ضرور ہیجان پیدا کرتا ہے، خطرہ ہے کہ زِنا (بدکاری) واقع کرا دے! اس لیے ایسی خَلْوَت (یعنی تنہائی میں جمع ہونے) سے بَہُت ہی احتیاط چاہئے، گناہ کے اسباب سے بھی بچنا لازم ہے، بخار روکنے کیلئے نزلہ وزکام (کو) روکو۔

حضرت علامہ عبد الرَّءُوف مَناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”جب کوئی عورت کسی اجنبی مَرد کے ساتھ تنہائی میں اِکٹّھی ہوتی ہے تو شیطان کے لئے یہ ایک نفیس موقع ہوتا ہے، وہ اِن دونوں کے دِلوں میں گندے وَسوَسے ڈالتا ہے، اِن کی شہوت کو بھڑکاتا ہے، حَیا (Modesty) ترک

کرنے اور گناہوں میں مُلَوَّث ہو جانے کی ترغیب دیتا ہے۔“

(فیض القدیر، ۳ / ۱۰۲، تحت الحدیث:۲۷۹۵)

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا اجنبی مرد و عورت کے تنہائی اختیار کرنے میں تباہی ہی تباہی ہے، لہٰذا اس سے بچنے ہی میں عافیت ہے۔ تاریخ میں ایسی بَہُت سی مثالیں موجود ہیں کہ اَجنبی مَرْد و زَنْ کے تنہائی اختیار کرنے کے سبب شیطان نے اپنا کام دِکھایا اور انہوں نے اپنا مُنْہ کالا کر لیا۔ چنانچہ شیطان کس طرح انسان کو پھانس کر برباد کرتا ہے اِس کو سمجھنے کیلئے ایک عِبْرَتْناک حِکایت مُلاحَظہ فرمایئے۔

بدنصیب عابِد

منقول ہے: بنی اسرائیل میں ایک بَہُت بڑا عابِد یعنی عبادت گزار شخص تھا۔ اُسی عَلاقے کے تین بھائی ایک بار اُس عابِد کی خِدْمَت میں حاضِر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہمیں سفر درپیش ہے، واپَسی تک ہماری جوان بہن کو ہم آپ کے پاس چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں۔ عابِد نے خوفِ فِتنہ کے سبب معذِرت چاہی مگر ان کے پیہم اِصرار پر وہ تیّار ہو گیا اور کہا کہ میں اپنے ساتھ تو نہیں رکھوں گا، کسی قریبی گھر میں اُس کو ٹھہرا دیجئے۔ چُنانچِہ ایسا ہی کیا گیا۔ عابِد کھانا اپنے عِبادت خانے کے دروازے کے باہَر رکھ دیتا اور وہ اٹھا کر لے جاتی۔ کچھ دِن کے بعد شیطان نے

عابِد کے دل میں ہمدردی کے انداز میں وَسوَسہ ڈالا کہ کھانے کے اوقات میں جوان لڑکی اپنے گھر سے نِکل کر آتی ہے کہیں کسی بدکار مرد کے ہتّھے نہ چڑھ جائے، بہتر یہ ہے کہ اپنے دروازے کے بجائے اُس کے دروازے کے باہَر کھانا رکھ دیا جائے، اس اچّھی نیّت کا کافی ثواب ملے گا۔ چُنانچِہ اُس نے اب کھانا اُس کے دروازے پر پَہُنچانا شُروع کیا۔ چند روز بعد شیطان نے پھر وَسوَسے کے ذَرِیعے عابِد کا جذبۂ ہمدردی اُبھارا کہ بے چاری چُپ چاپ اکیلی پڑی رہتی ہے، آخِر اس کی وَحشت دُور کرنے کی اچّھی نیّت کے ساتھ بات چیت کرنے میں کیا گُناہ ہے! یہ تو کارِ ثواب ہے، یوں بھی تم بَہُت پرہیز گار آدمی ہو، نَفس پر حاوی ہو، نیّت بھی صاف ہے یہ تمہاری بہن کی جگہ ہے۔ چُنانچِہ بات چیت کا سِلسِلہ شُروع ہوا۔ جوان لڑکی کی سُریلی آواز نے عابِد کے کانوں میں رَس گھولنا شروع کر دیا، دِل میں ہَیجان برپا ہوا، شیطان نے مزید اکسایا یہاں تک کہ ”نہ ہونے کا ہو گیا۔“ حتّٰی کہ لڑکی نے بچّہ بھی جَن دیا۔ شیطان نے دل میں وَسوَسوں کے ذَرِیعے خوف دِلایا کہ اگر لڑکی کے بھائیوں نے بچّہ دیکھ لیا تو بڑی رُسوائی ہو گی لہٰذا عزّت پیاری ہے تو نَومَولود کا گلا کاٹ کر زمین میں گاڑ دے۔ وہ ذِہنی طور پر تیّار ہو گیا پھر فوراً وَسوَسہ ڈالا، کہیں ایسا نہ ہو کہ لڑکی ہی اپنے بھائیوں کو بتا دے بس عافیّت اِسی میں ہے کہ ”نہ رہے بانس نہ بجے بانسری“ دونوں ہی کو ذَبح کر ڈال۔

اَلغَرَض عابِد نے جوان لڑکی اور ننھے بچّے کو بے دَردی کے ساتھ ذَبح کر کے اُسی مکان میں ایک گڑھا کھود کر دَفن کر کے زمین برابر کر دی۔ جب تینوں بھائی سَفَر سے لوٹ کر عابِد کے پاس آئے تو اُس نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا: آپ کی بَہن فوت ہو گئی ہے، آیئے اُس کی قَبْر پر فاتحہ پڑھ لیجئے۔ چُنانچِہ عابِد انہیں قَبرِستان لے گیا اور ایک قَبْرِ دِکھا کر جھوٹ موٹ کہا: یہ آپ کی مَرحُومہ بَہن کی قَبْر ہے۔ چُنانچِہ اُنہوں نے فاتحہ پڑھی اور رَنْجِیدہ رَنْجِیدہ واپس آ گئے۔ رات شیطان ایک مسافِر کی صُورت میں تینوں بھائیوں کے خوابوں میں آیا اور اُس نے عابِد کے تمام سیاہ کارنامے بیان کر دیئے اور تدفین والی جگہ کی نشاندہی بھی کر دی کہ یہاں کھودو۔ چُنانچِہ تینوں اُٹھے اور ایک دوسرے کو اپنا خواب سنایا۔ تینوں نے مِل کر خواب میں کی گئی نِشاندہی کے مطابِق زمین کھودی تو واقعی وہاں بَہن اور بچّے کی ذَبح شدہ لاشیں موجود تھیں۔ وہ تینوں عابِد پر چڑھ دوڑے، اُس نے اقبالِ جُرم کر لیا۔ بادشاہ کے دربار میں شِکایَت کی گئی تو عابِد کو اُس کے عِبادَت خانے سے گھسیٹ کر نکالا گیا اور سُولی دینے کا فیصلہ ہوا۔ جب سُولی پر چڑھانے کیلئے لایا گیا تو شیطان اُس پر ظاہِر ہوا اور کہنے لگا: ”مجھے پہچان! میں تیرا وُہی شیطان ہوں جس نے تجھے عورت کے فتنے میں ڈال کر ذِلّت کی آخِری منزل تک پہنچایا ہے، خیر گھبرا مت! میں بچا سکتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تجھے میری اِطاعت کرنی ہو گی۔“ مرتا

کیا نہ کرتا! عابِد نے کہا: میں تیری ہر بات ماننے کیلئے تیّار ہوں۔ تو شیطان نے کہا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا انکار کر دے اور کافر ہو جا۔ بد نصیب عابِد نے کہا: میں خدا کا انکار کرتا ہوں اور کافر ہوتا ہوں۔ شیطان ایک دم غائب ہو گیا اور سپاہیوں نے فوراً اُس بد نصیب عابِد کو دار پر کھینچ لیا۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۹۳)

عورتوں کے پاس جانے سے بچو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا نامحرم عورتوں کے قریب اچھی نیت سے جانا بھی فتنے سے خالی نہیں۔ چنانچہ فتنے کے اس دروازے کو بند کرنے کے لیے دو عالم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ** یعنی (نامحرم) عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! دیور کے متعلق کیا حکم ہے؟ (کیا وہ اپنی بھابھی کے پاس جا سکتا ہے؟) تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دیور تو موت ہے۔''

(بخاری، کتاب النکاح، باب لایخلون رجل بامراۃ۔۔الخ، ۳ / ۴۷۲، حدیث: ۵۲۳۲)

شادی شدہ عورتوں کے پاس رات گزارنے کی ممانعت

پیارے اسلامی بھائیو! جب دیور بھابھی کو تنہائی اختیار کرنا منع

ہے بلکہ دیور کو موت قرار دیا گیا ہے تو غور کیجئے عام لوگوں کے کسی عورت سے تنہائی میں ملنے جلنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا **عبداللّٰہ** بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شَہَنْشاہِ اَبرار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مُشکبار ہے: محرم کے علاوہ کوئی مرد کسی عوت کے ساتھ ہر گز تنہائی اختیار نہ کرے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا **رسول اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! میری بیوی حج کرنے جارہی ہے اور میرا نام اتنے عرصے کے لئے فلاں غزوہ (میں شرکت کرنے والوں) میں لکھ لیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: ''تم لوٹ جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔'' (بخاری، کتاب النکاح، باب لایخلون رجل بامراۃ۔۔ الخ، ۳ / ۴۷۲، حدیث: ۵۲۳۳) اور حضرت سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: محرم یا شوہر کے علاوہ شادی شدہ عورت کے پاس کوئی شخص رات نہ گزارے۔

(مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ۔۔۔ الخ، ص ۱۱۹۶، حدیث: ۲۱۷۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً کوئی اجنبی عورت ہو یا نامَحرم رِشتے دار، دونوں جہاں کی بھلائی اسی میں ہے کہ کبھی بھی اس سے تنہائی میں ملاقات نہ کریں۔ ورنہ مرد و عورت کا آپَس میں بے تکلُّف ہونا بے حد خطرناک نتائج کا سبب

بن سکتا ہے۔ نیز بد نصیب عابِد والی حِکایت سے بھی یہ درس ملتا ہے کہ عورت کے فتنے کی وجہ سے قتل و غارتگری تک نوبت پَہُنچ سکتی ہے، فریقَین کے دردناک انجام کا سامان اور بربادیٔ ایمان کا قوی اِمکان رہتا ہے۔ پس اجنبی مرد و عورت کو ہرگز ہرگز تنہائی میں اکٹھا ہونا جائز نہیں، اس صورت میں گناہوں کے وسوسے ہی نہیں تہمت لگ جانے بلکہ بَہَک جانے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب **"پردے کے بارے میں سوال جواب"** میں اجنبی ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: "اپنے آپ کو خطروں اور فتنوں سے بچانا ہر اسلامی بہن پر لازم ہے۔ البتّہ خطروں اور فتنوں کے اندیشوں کی کوئی حد بندی نہیں نا محرم تو دور کی بات مَحارِم سے بھی خطرات ممکن ہیں۔ صرف تنہائی میں ہی نہیں، ہجوم میں بھی خطرات درپیش آتے رہتے ہیں۔ اسلامی بہن کے اجنبی ڈرائیور کے ساتھ ٹیکسی میں اکیلی بیٹھنے پر اگرچِہ خلوت (یعنی مرد کے ساتھ مکان میں تنہائی) کا حکم تو نہیں لیکن یہ صورت خَلْوَت (یعنی مرد کے ساتھ مکان میں تنہا ہونا) سے مُشابہ (یعنی ملتی جُلتی) ضَرور ہے اور ٹیکسی وغیرہ بند گاڑیوں میں خطرات کا کچھ زیادہ ہی احتمال (یعنی امکان) ہے۔ ڈرائیور کے ذَرِیعے ٹیکسی کے مسافروں کے اِغوا کے واقعات بھی

ہوتے رہتے ہیں۔ خاص طور پر اُس وقت خطرہ کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے جبکہ ڈرائیور کے بارے میں کوئی معلومات ہی نہ ہوں کہ کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ اور کیسا آدمی ہے؟ عُموماً بڑے شہروں میں ڈرائیوروں سے جان پہچان کم ہی ہوتی ہے دراصل عورت صِنفِ نازُک ہے اور عموماً مردوں کی توجُّہ کا مرکز ہوتی ہے اور آج کل حالات بھی اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ بَہُت سارے لوگ صِرف اس لئے گناہ نہیں کرتے کہ ان کے بس میں نہیں ورنہ جب کبھی انہیں موقع ہاتھ آتا ہے گناہ کی طرف فوراً لپک پڑتے ہیں۔ ایسے نامساعِد حالات میں اسلامی بہنوں کی ذِمے داری ہے کہ وہ خود ہی محتاط طرزِ عمل اپنائیں۔ لہٰذا احتیاط یہی ہے کہ جوان عورت ہر گز ہر گز اندرونِ شہر بھی رِکشہ ٹیکسی میں بِغیر محرم یا ثِقَہ و قابلِ اعتماد خاتون کے سفر نہ کرے نیز فتنے کا اندیشہ جتنا بڑھتا جائے گا احتیاط کی حاجت بھی اُتنی ہی بڑھتی چلی جائیگی۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۲۲۴)

ناول پڑھنا اور حیا سوز تصاویر دیکھنا

عِشقیہ و فِسقیہ ناول اور افسانے وغیرہ پڑھنا اور حیا سوز تصاویر دیکھنا بھی بدکاری کی طرف لے جانے کا بہت بڑا سبب ہے۔ انسان جو کچھ پڑھتا یا دیکھتا ہے اس کا اثر اس کے دل پر ہوتا ہے اور پھر اُسی طرح کے خیالات جنم لیتے ہیں تو جو

کوئی ان ناولوں اور افسانوں میں ''عِشق و مَحَبَّت'' کی داستانوں کو پڑھے گا وہ خود کو ان حَرَکتوں سے کیسے روک پائے گا! جس کا بعض اوقات نتیجہ بدکاری کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ بدقسمتی سے ان ناولوں اور افسانوں کو زیادہ تر خواتین پڑھتی ہیں حالانکہ یہ تو وہ نازُک شیشیاں ہیں جنھیں معمولی سی ٹھیس نقصان پہنچاسکتی ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت، پَروانۂ شَمْعِ رِسالت، مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یُوسُف کا ترجَمہ (و تفسیر) نہ پڑھائیں کہ اس میں مَکْرِ زَناں (یعنی عورتوں کے دھوکہ دینے) کا ذِکْر فرمایا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ۲۴/ ۴۵۵)

ہمیں کیا ہو گیا ہے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مقامِ غور ہے، لڑکیوں کو قراٰنِ مجید کی ایک سُورَت سورۂ یوسُف کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے سے اس لئے مَنْع کر دیا گیا ہے کہ کہیں یہ مَنْفی (یعنی اُلٹ) اَثَر نہ لے لیں۔ اب آپ ہی اندازہ لگالیجئے کہ انہیں بے ڈھنگی تصویروں اور حیا سوز فِلْمی اِشْتِہاروں وغیرہ ہزاروں تباہ کاریوں سے بھرپور اخباروں (Newspapers)، ماہناموں (Monthly Magazines)، ناوِلوں (Novels) اور ڈائجسٹوں (ڈا۔اے۔جِس۔ٹوں) (Digests) کی اِجازَت کیسے دی جاسکتی ہے! اسی

طرح مختلف میگزینز (Magazines) یعنی رسالوں اور جریدوں میں چھپی فُحش تصاویر دیکھنے، گھر کی دیواروں پر ڈرامہ یا فِلم میں کام کَرنے والی بے حَیا اداکاراؤں (Actresses) کی تصاویر لگانے اور موبائل فون میں ایسی تصویریں اور ویڈیو کلپ (Video Clip) رکھنے اور دیکھنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ یہ بے حیائی کا طُوفانِ بدتمیزی ہمیں کس طرف بہا کر لے جا رہا ہے؟

جب ہم سب جانتے ہیں کہ یہ غلط ہے تو پھر بھی یہ سب کیوں کر رہے ہیں؟ آج جس طرف نگاہ اٹھائیں بے حیائی پر مبنی تصاویر ہی تصاویر نظر آتی ہیں آخر ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ یہ تصاویر ہم کیوں لگا رہے ہیں؟ کیوں لوگوں کو دعوتِ گناہ دے رہے ہیں؟ یہ فَحاشی و عُریانی (Obscenity & Nudity) کا بازار گرم کر کے ہمیں کیا مل رہا ہے؟ ہمارا پیارا رب عَزَّوَجَلَّ تو ارشاد فرما رہا ہے: **وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی** (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳۲) ”اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ۔“ اور ہم ہیں کہ بدکاری کے اسباب جمع کرنے میں مشغول ہیں!

دیکھنا ہے تو مدینہ دیکھئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم مسلمان ہیں اور بحیثیت مسلمان ہم پر یہ لازم ہے کہ ہمارے تمام تر اَقْوال و اَفْعال **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور

اس کے پیارے رسول، بی بی آمنہ کے پھول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اَحکامات کے مُطابق ہوں اور یقیناً بے حیائی پر مَبنی ان تصاویر کا لگانا اور دیکھنا دِکھانا ناراضیِ رَبِّ اَکبَر عَزَّوَجَلَّ کا سَبَب ہے۔ چنانچہ ہم پر لازم ہے کہ موبائل فونز، گھر، دوکان، بازار اور شاپنگ سینٹرز بلکہ جہاں تک ہماری پہنچ اور اِستِطاعت میں ہو، ہر جگہ کو ان فُحش تصاویر سے پاک کر دیں۔ ہاں! تصویر لگانی ہے تو جمال وجلالِ خداوندی کے مَظہَر خانہ کعبہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کی تصویر لگائیں، نُور بار سبز سبز گُنبدِ خَضرا زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کی تصویر لگائیں، اسی طرح بزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِین کے مزاراتِ مقدسہ کی تصاویر لگائیں۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پاکیزہ نظاروں کی بدولت ہمارے اِرْدِگِرْد کا ماحول بھی پاکیزہ ہو جائے گا۔

دیکھنا ہے تو مدینہ دیکھئے
قصرِ شاہی کا نظارا کچھ نہیں

بے حیائی حرام ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ بے حیائی کو حرام قرار دیتے ہوئے پارہ 8 سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ میرے رب

مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی۔ (پ۸، الاعراف:۳۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس آیتِ مبارکہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں "فواحش" یعنی بے حیائی کے کاموں سے منع فرمایا ہے۔ یاد رہے "فواحش" ایسے اَقْوال واَفعال کو کہتے ہیں جو بَہُت ہی زیادہ بُرے ہوں۔ اب غور کیجئے کہ ہمارا قرآن، ہمارا اسلام، ہمارا ربِّ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ ہمیں بے حَیائی سے روک رہا ہے، یقیناً یہ ہماری غیرتِ ایمانی کا تقاضا بھی ہے کہ جب ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لائے ہیں تو ان کے فرامین پر عمل بھی کریں! مگر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم ان احکامات پر عمل کرنے کو تیار ہی نظر نہیں آرہے؟ پاؤں ہیں کہ بے حیائی کی جانب اٹھتے جارہے ہیں، ہاتھ ہیں کہ بے حیائی کی جانب بڑھے جارہے ہیں، آنکھیں ہیں کہ بے حیائی کی جانب اٹھتی ہی جارہی ہیں! سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بگڑے ہوئے مُعاشَرے کا رُخ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے محبوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت کی طرف کیسے پھیرا جائے اور اس کو جَہَنَّم کی طرف دوڑے چلے جانے سے روک کر کس طرح جنّت کی سَمت لے جایا جائے! آہ! آہ! آہ! ایسا دَور آچکا ہے گویا ہر کوئی ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر

مَعَاذَ اللہ جَہَنَّم میں گرنا چاہتا ہے، جیسا کہ شادیوں میں دیکھا جاتا ہے کہ کسی کے پاس اگر رقم کم ہے تو صِرف فِلمی گانوں کی دُھنوں پر گُزارا کرتا ہے اور جس کے پاس رقم کچھ زیادہ ہے وہ شادی میں بے حیائی سے بھرپور تقاریب کی مُووی (Movie) بھی بنواتا ہے اور اس سے بھی زیادہ رقم والا فنکشن (Function) کا بھی اِہتِمام کرتا ہے جس میں مرد و عورت مُوسیقی کی دُھنوں اور ڈھولک کے شور میں بے ڈھنگے پن سے ناچتے، گاتے ہیں تماشائی خوب اُودھم مچاتے، بیہودہ فِقرے کَستے، مزید اس پر ہنستے، قہقہے لگاتے اور زور زور سے تالیاں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اس قسم کی حَرکتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا شرم و حیا کا عنصر بالکل خَتم ہو چکا، نِجی مُعاملات ہوں یا اِجتِماعی تقریبات، مَحلّہ ہو یا بازار ہر جگہ شرم و حیا کا قَتلِ عام اور بے حیائی کی دھوم دھام ہے، جس کو دیکھو بڑھ چڑھ کر بے حیائی کا شیدائی نظر آرہا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو عَقلِ سلیم عطا فرمائے۔

بدنِگاہی کی تباہی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدنِگاہی بھی بدکاری کا ایک بَہُت بڑا سَبَب ہے۔ انسان جب فَحاشی و عُریانی (Obscenity & Nudity) پر مَبنی نَظارے دیکھتا ہے تو اس کے شَہوانی جَذبات بھڑک اٹھتے ہیں اور پھر وہ اپنی خواہِش کو پورا کرنے

کے لئے بسا اوقات ہر حد سے گزر جاتا ہے۔ موجودہ دور میں میڈیا اس بدنگاہی اور اس کے نتیجے میں ہونے والی بہت ساری مُعاشرتی برائیوں کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ فِلموں، ڈِراموں میں جِنْسی جَذبات کو برانگیختہ کرنے (اُبھارنے) والے مَناظِر دِکھائے جاتے ہیں تاکہ لوگ جَذبات سے مَغْلُوب ہو کر یہ سب دیکھیں لیکن اس بات سے آنکھیں بند کرلی جاتی ہیں کہ اس کے نتائج کیا نکلتے ہیں، عورتوں کی عِصْمَت دَرِی جیسے واقعات پر مگرمچھ کے آنسو تو بہائے جاتے ہیں مگر اس بات پر کوئی غور کرنے کے لئے تیار نہیں کہ یہ ان فِلْموں، ڈِراموں ہی کے ذریعے پھیلنے والی فَحاشی کا نتیجہ ہے، حُقُوقِ نِسْواں کا ڈھول تو بہُت پیٹا جاتا ہے مگر اسی عورت کو چند سِکّے کمانے کے لئے ماڈلز (Models) کے نام پر جِنْسِ بازار بنا دیا جاتا ہے۔ اِسلام نے تو عورت کو عِزت دی، پردہ کی صُورَت میں عِصْمَت دی، گھر کی چاردِیواری کی صورت میں حفاظت کا مَضْبُوط قلعہ دیا مگر ہم نے آزادی، تَرَقّی اور حُقُوقِ نِسْواں کے بظاہر خُوش کُن نعرے دے کر اسے ذلیل و رُسوا کر کے رکھ دیا۔ اب نہ اس کی عزت محفوظ ہے نہ عِصْمَت۔

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آنکھوں کی بدکاری

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ بدنگاہی کہیں کا نہیں چھوڑتی۔ لہٰذا اپنی ناموس کی حفاظت چاہتے ہیں تو اپنی نگاہوں کو بند کر لیجئے ورنہ یاد رکھئے کہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، محبوب رب العزت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: آنکھیں بھی بدکاری کرتی ہیں۔ (مسند احمد، ۲ / ۸۴، حدیث: ۳۹۱۲) اور حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آنکھوں کی بدکاری دیکھنا ہے۔ (ابو داود، کتاب النکاح، باب فی مایؤمر بہ من غض البصر، ۲/ ۳۵۸، حدیث: ۲۱۵۳)

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی فرماتے ہیں: جو آدمی اپنی آنکھوں کو بند کرنے پر قادر نہیں ہوتا وہ اپنی شرمگاہ کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔ (احیاء علوم الدین، کتاب کسر الشھوتین، ۳\ ۱۲۵)

آقا کی حیا سے جھکی رہتی تھیں نگاہیں
آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قفلِ مدینہ

آنکھوں میں آگ

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی تحریر فرماتے ہیں: جو

کوئی اپنی آنکھوں کو نظرِ حرام سے پُر کرے گا قیامت کے روز **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، الباب الاول فی بیان الخوف، ص۱۰)

آگ کی سَلائی

حضرت سیِّدُنا علامہ ابن جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ عورت کے مَحاسن (یعنی خوبیوں) کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جس نے نامحرم سے اپنی آنکھ کی حِفاظت نہ کی بروزِ قیامت اُس کی آنکھ میں آگ کی سَلائی پھیری جائے گی۔ (بَحرُ الدُّمُوع، الفصل السابع والعشرون، ص۱۷۱)

آہ! ہمارے نازُک جِسموں میں کہاں جہنّم کے عذاب کی تاب ہے! ہمیں چیونٹی کاٹ لے تو تڑپ اٹھتے ہیں! آنکھ میں مَعمُولی سا کنکر چلا جائے تو بے قرار ہو جاتے ہیں۔ ذرا سوچئے تو سہی۔۔۔! اگر بد نِگاہی کے سَبَب آنکھوں میں جہنّم کی آگ کی سَلائی پھیر دی گئی تو ہمارا کیا بنے گا؟ آیئے ابھی وقت ہے، یہ سانس چل رہی ہے، توبہ کا در کھلا ہے، اُس کریم و رحیم رب کی رحمت بڑی وسیع ہے توبہ کر کے مَغْفِرَت کی بھیک مانگ لیجئے۔

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

بدنِگاہی کی سزا

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نورِ مجسّم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا، دکھی دلوں کے چین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سے استفسار فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے عرض کی: میرے پاس سے ایک عورت گزری، میں اس کی طرف دیکھنے لگا، میری نگاہیں مسلسل اس کا پیچھا کر رہی تھیں کہ اچانک میرے سامنے ایک دیوار آگئی جس نے مجھے زخمی کر دیا اور میرا یہ حال کر دیا جسے آپ مُلاحَظہ فرما رہے ہیں۔ تو سرورِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دنیا ہی میں اس کے گناہ کی سزا دے دیتا ہے۔ (المعجم الکبیر، ۱۱ /۲۴۸، حدیث: ۱۱۸۴۲)

بدکاری کی ابتدا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر آپ اس پُرفِتَن دور میں خود کو بُرائیوں سے بچانا چاہتے ہیں تو آنکھوں کی حِفاظَت بَہُت ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے منقول ہے کہ خود کو بدنِگاہی سے بچاؤ کیونکہ بدنِگاہی دل میں شہوت کا بیج بَوتی ہے، پھر شہوت بدنِگاہی کرنے والے کو فتنہ میں مبتلا کر دیتی

ہے۔ (منہاج العابدین، تقویٰ الاعضاء الخمسۃ، الفصل الاول: العین، ص ۶۲)

حضرت سیِّدُنا یحیٰی عَلَیْہِ السَّلَام سے عرض کی گئی: بدکاری کی ابتدا کیا ہے؟ تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: دیکھنا اور خواہش کرنا۔

(لباب الاحیاء، باب فی کسر الشھوتین، ص ۲۰۹)

شکلوں کا بگڑنا

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم ضرور اپنی نگاہیں نیچی رکھو گے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو گے اور اپنے چہرے سیدھے رکھو گے یا پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری شکلیں بگاڑ دے گا۔''

(المعجم الکبیر، ۸ / ۲۰۸، حدیث: ۷۸۴۰)

آنکھوں کی حِفاظَت کرو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ فرامین سے ہم پر یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ بدنگاہی انسان کے بدکاری میں مُبتلا ہونے کا بہت بڑا ذَرِیعہ ہے لہٰذا آنکھوں کی حفاظت ہم پر لازم ہے، یہ آنکھیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ بہت بڑی نعمت ہیں جن سے ہم بہت سارے نیک کام کر سکتے ہیں لیکن اگر انہیں شریعت کی پابندیوں سے آزاد کر دیا جائے تو پھر یہ نامۂ اعمال کو سیاہ کر چھوڑتی

ہیں۔ اسی لئے قرآن وحدیث میں آنکھوں کی حفاظت کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ پارہ ۱۸، سورۂ نور کی آیت نمبر ۳۰ میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ (پ۱۸، النور: ۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں انہیں نہ دیکھیں۔ خیال رہے کہ اَمرَد لڑکے کو شہوت سے دیکھنا حَرام ہے اسی طرح اجنبیہ کا بدن دیکھنا حرام۔ البتہ طبیب (Physician) مرض کی جگہ کو اور جس عورت سے نِکاح کرنا ہو اسے چھُپ کر دیکھنا جائز ہے۔ نیچی نِگاہ رکھنا، اسبابِ زنا (یعنی بدکاری کے اسباب) سے بچنا، تہمت کے مقام سے بھاگنا بہت بہتر ہے۔

(تفسیر نور العرفان مع کنز الایمان، پ۱۸، النور، تحت الآیۃ ۳۰)

دیکھنے و دِکھانے والا دونوں ملعون

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بد نگاہی کیسے کیسے فتنوں کا سبب بن سکتی ہے

یہ تو آپ نے جان لیا، آیئے! اب یہ بھی جانتے ہیں کہ بدنگاہی کی وَجہ سے نہ صِرف دیکھنے والا سزاوار ہے بلکہ جو اس بدنگاہی کا سَبَب بنا ہے وہ بھی مُجرِم ہے۔ چُنانچہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ سرورِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عِبرت نِشان ہے: دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کی طرف نظر کی گئی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت۔ (شعب الایمان، باب الحیاء، فصل فی الحمام، ۶/ ۱۶۲، حدیث: ۷۷۸۸) یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے آپ کو بلا عذر قصداً دکھائے تو دونوں پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت۔

اچانک نظر کا حکم

پیارے اسلامی بھائیو! اگر آپ نے بلا عذر اور بغیر ارادے کے کسی بے پردہ عورت پر نظر پڑ جانے کی صورت میں فوراً اپنی آنکھوں کو جھکا لیا تو کسی فتنے کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں گے اور اس کی کئی روایات میں فضیلت بھی آئی ہے اور اچانک پڑ جانے والی نظر کا حکم بھی یہی ہے کہ فوراً پھیر لی جائے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا جریر بن **عبد اللہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے سرورِ دو جہاں صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حکم دیا کہ اپنی نگاہ پھیر لو۔ (مسلم، کتاب الآداب، باب نظر الفجاءۃ، ص ۱۱۹۰، حدیث: ۲۱۵۹) اور ایک روایت میں حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امیر المومنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ

الْکَرِیْم سے ارشاد فرمایا: ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بلا قصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری نظر جائز نہیں۔ (مسند احمد، حدیث بریدۃ الأسلمی، ۹/۱۸، حدیث: ۲۳۰۵۲)

اچانک پڑ جانے والی نظر پھیر لینے کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف پہلی بار (بلا قصد) نظر کرے پھر اپنی آنکھ نیچی کر لے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا جس کی وہ لذت بھی محسوس کرے گا۔ (مسند احمد، ۸/۲۹۹، حدیث: ۲۲۳۴۱)

دیگر اعضاء کی بدکاری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدکاری صرف شرمگاہ اور آنکھوں سے ہی نہیں بلکہ ہاتھ، پاؤں اور کان وغیرہ جسم کے دوسرے اعضاء سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُود و نوال صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”ہاتھ بدکاری کرتے ہیں اور ان کی بدکاری (حرام کو) پکڑنا ہے، پاؤں بدکاری کرتے ہیں اور ان کی بدکاری (حرام کی طرف) چلنا ہے اور منہ

بھی بدکاری کرتا ہے اور اس کی بدکاری بوسہ دینا ہے۔“

(ابوداود، کتاب النکاح، باب فی مایؤمر بہ من غض البصر، ۲/۳۵۹، حدیث:۲۱۵۳)

اعضاء کی بدکار کے خلاف گواہی

پیارے اسلامی بھائیو! جس نے کسی اَجنبیہ عورت سے مُصَافَحہ کیا تو وہ بروزِ قِیامَت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ آگ کی زنجیر سے گردن کے ساتھ بندھا ہو گا اور اگر اُس مرد نے اَجنبیہ سے بدکاری کی ہو گی تو اس کی ران **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کرے گی: میں نے فلاں مہینے میں فلاں جگہ پر فلاں کے ساتھ ایسا ایسا (یعنی زنا) کیا تھا۔ اس وقت اس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا تو اس کا چہرہ بغیر گوشت کے ہڈی کا رہ جائے گا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس گوشت سے فرمائے گا: میرے حکم سے پہلی حالت پر لوٹ آ۔ تو وہ گوشت دوبارہ اس کے چہرے پر جم جائے گا اور زانی کا چہرہ تارکول (ڈامر)[2] سے بھی زیادہ سیاہ ہو جائے گا، زانی جرأت کرتے ہوئے کہے گا: یارب عَزَّوَجَلَّ! مَیں نے تو کبھی گناہ نہیں کیا۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ زبان کو حکم دے گا: گونگی ہو جا۔ پس وہ گونگی ہو جائے گی تو اس وقت اس کے دیگر اعضائے بدن بولنا شروع کر دیں گے۔ ہاتھ کہے گا: الٰہی! میں نے حَرام کو

---

2 ایک سیاہ سیال اور لیس دار مادہ جو لکڑی اور پتھر کے کوئلے جیسی چیزوں سے نکالا جاتا ہے اور کُھن اور زنگ سے بچاؤ کے لیے لکڑی اور لوہے پر لگایا جاتا ہے اور سڑکوں کی تعمیر میں سڑکوں پر بچھایا جاتا ہے اور چھتوں پر بھی ڈالا جاتا ہے تاکہ چھت پانی سے محفوظ ہو جائے۔

چھوا تھا۔ آنکھ کہے گی: میں نے حَرام کی طرف دیکھا تھا۔ پاؤں کہیں گے: ہم حَرام کی طرف چلے تھے۔ شرمگاہ کہے گی: میں نے حَرام فعل کیا تھا۔ مُحافِظ فِرِشتہ کہے گا: میں نے سنا تھا۔ دوسرا فرشتہ کہے گا: میں نے لکھا تھا اور زمین کہے گی: میں نے دیکھا تھا۔ تو **اللہ** تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! مجھے تیری حرام کاری کا عِلْم تھا، اس کے باوجود میں نے تیری پردہ پوشی فرمائی۔ اے میرے فِرِشتو! اس کو پکڑ کر میرے عذاب میں ڈال دو اور اسے میری ناراضی کا مَزہ چکھاؤ، جس نے بے حَیائی کی اس پر میرا غضب انتہائی سخت ہو گا۔

(قرۃ العیون، الباب الثالث فی عقوبۃ الزنا، ص۳۸۹)

احادیثِ مبارکہ میں بدکاری کی مَذَمَّت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدکاری کا گناہ ہماری دنیا وآخرت برباد کر دینے والا ہے، آیئے! اس سلسلے میں احادیثِ مبارکہ میں بیان کردہ چند وعیدیں پڑھیئے اور خوفِ خدا سے لرزیئے:

دو سانپ نوچ نوچ کر کھائیں گے

حضرتِ سیِّدُنا مَسْروق عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القُدُّوس سے مروی ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص چوری یا شراب خوری یا بدکاری یا ان میں سے کسی بھی گناہ میں مُبتَلا ہو کر مرتا ہے اُس پر دو سانپ مقرّر کر دیئے جاتے

ہیں جو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے رہتے ہیں۔ (شرحُ الصُّدور، ص ۱۷۲)

زانیوں کے لئے آگ کے تابوت

منقول ہے کہ جہنّم میں آگ کے تابوت میں کچھ لوگ قید ہوں گے کہ جب وہ راحت مانگیں گے تو انکے لئے تابوت کھول دیئے جائیں گے اور جب انکے شعلے جہنمیوں تک پہنچیں گے تو وہ بیک زبان فریاد کرتے ہوئے کہیں گے: **یا اللہ!** ان تابوت والوں پر لعنت فرما۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں کی شرمگاہوں پر حَرام طریقے سے قبضہ کرتے تھے۔ (بحر الدموع، الفصل السابع والعشرون، ص ۱۶۷)

جنّت میں داخلے سے مَحْروم

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبہ المدینہ کی مطبوعہ ۳۰۰ صفحات پر مشتمل کتاب آنسوؤں کا دریا کے صفحہ ۲۲۹ پر منقول ہے: **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہٌ عنِ العُیُوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جب جنت کو پیدا فرمایا تو اس سے فرمایا: ''کلام کر۔'' تو وہ بولی: ''جو مجھ میں داخل ہو گا وہ سعادت مند ہے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! تجھ میں آٹھ قسم کے لوگ داخل نہ ہوں گے: ﴿۱﴾ شراب کا عادی ﴿۲﴾ بدکاری پر اصرار کرنے والا ﴿۳﴾ چُغل خور ﴿۴﴾ دَیُّوث ﴿۵﴾

(ظالم) سپاہی ﴿۶﴾ ہیجڑا (عورتوں سے مُشابَہت اِختیار کرنے والا) ﴿۷﴾ رِشتے داری توڑنے والا اور ﴿۸﴾ وہ شخص جو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ فُلاں کام ضرور کروں گا پھر وہ کام نہیں کرتا۔" (آنسوؤں کا دریا، ص۲۲۹)

عادی سے مراد

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حضرتِ علامہ ابن جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بدکاری پر اِصرار کرنے والے سے مراد ہمیشہ بدکاری کرتے رہنے والا نہیں، اسی طرح شراب کے عادی سے مراد یہ نہیں جو ہمیشہ **شراب پیتا رہے** بلکہ مراد یہ ہے کہ **جب اسے شراب میسر ہو تو وہ پی لے** اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف کی وجہ سے شراب پینے سے باز نہ آئے، اسی طرح جب اسے زِنا (بدکاری) کا مَوقع ملے تو اس سے توبہ نہ کرے اور نہ ہی اپنے نفس کو اس بری خواہش کی تکمیل سے روکے۔ بے شک ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنّم ہی ہے۔ (آنسوؤں کا دریا، ص۲۳۰)

بدکاری کی ابتدا و انتہا اور انجام

حضرتِ سیِّدُنا لقمان حکیم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الرَحِیم نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: بیٹا! بدکاری سے بچ کر رہنا کیونکہ اس کی ابتدا خوف اور انتہا ندامت ہے اور اس کا انجام جَہَنَّم کی وادی آثام ہے۔ (آنسوؤں کا دریا، ص۲۳۰)

شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ

رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ”جب بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا تو شرک کے بعد اس کا کوئی گناہ بدکاری سے بڑھ کر نہ ہو گا اور قِیامت کے دن بدکاری کرنے والے کی شرمگاہ سے ایسی پیپ نکلے گی کہ اگر اس کا ایک قطرہ سَطحِ زمین پر ڈال دیا جائے تو اسکی بو کی وجہ سے ساری دنیا والوں کا جینا دُوبھر ہو جائے۔“

(آنسوؤں کا دریا، ص۲۲۷ ملخصًا)

آگ کی قمیصیں

منقول ہے کہ بدکاری کرنے والے قِیامت کے دِن اس حال میں آئیں گے کہ ان کے چہرے سے آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے۔ (الجامع الصغیر، ص۱۲۳، حدیث:۲۰۰۵) وہ اپنی بدبودار شرمگاہوں کی وجہ سے مخلوق میں پہچانے جائیں گے، ان کی شرم گاہیں بدبودار ہوں گی، ان کو منہ کے بل جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا، جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو حضرت مالک عَلَیْہِ السَّلَام ان کو آگ کی ایسی قمیص پہنائیں گے کہ اگر اس کو اونچے اور مضبوط پہاڑ کی چوٹی پر لمحہ بھر کے لئے رکھ دیا جائے تو وہ جَل کر راکھ ہو جائے پھر حضرت مالک عَلَیْہِ السَّلَام

فرمائیں گے: اے عذاب کے فرشتو! ان زانیوں کی آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دو جس طرح کہ یہ حرام دیکھتے تھے، ان کے ہاتھوں کو آگ کی زنجیروں سے جکڑ دو جس طرح کہ یہ حرام کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے، ان کے پاؤں کو آگ کی بیڑیوں سے باندھ دو جس طرح کہ یہ حرام کی طرف چلتے تھے۔ فرشتے کہیں گے: ہاں! ہاں! ضرور تو وہ ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو زنجیروں میں جکڑ دیں گے اور ان کی آنکھیں آگ کی سَلائیوں سے داغ دیں گے تو وہ چیخ و پکار کرتے ہوئے فریاد کریں گے: اے عذاب کے فِرِشتو! ہم پر رحم کرو، ایک لمحہ کے لئے تو ہم سے عذاب کم کر دو۔ فرشتے کہیں گے: ہم تم پر کیسے رحم کریں جبکہ رب العالمین قہار و جبار عَزَّوَجَلَّ تم پر غضب فرماتا ہے۔

(قرۃ العیون، الباب الثالث فی عقوبۃ الزنا، ص۳۸۸)

بھڑکتے تنُّور کا عذاب

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نِشان ہے: میں نے آج رات دو شخص دیکھے، وہ میرے پاس آئے اور مجھے ایک مقدس سر زمین کی طرف لے گئے۔ اس کے بعد (راوی نے) طویل حدیثِ پاک ذکر کی یہاں تک کہ سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: پھر ہم تنور کی مثل ایک سوراخ کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا

کشادہ تھا، اس کے نیچے آگ جَل رہی تھی، جب آگ کے شعلے بلند ہوتے تو اس میں موجود لوگ بھی اوپر آ جاتے یہاں تک کہ وہ نکلنے کے قریب پہنچ جاتے اور جب آگ بجھ جاتی تو وہ اسی میں واپس لوٹ جاتے اور اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔ (بخاری، کتاب الجنائز، ۱/۴۶۷، حدیث:۱۳۸۶) اورایک روایت میں ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: پھر ہم تنور کی مثل ایک چیز کے پاس پہنچے۔ راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرمارہے تھے: اس میں سے چیخ و پکار کی آوازیں آرہی تھی۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں ننگے مرد اور عورتوں کو پایا جبکہ ان کے نیچے سے ایک شعلہ ان کی طرف آتا اور جب ان تک پہنچتا تو وہ چیخنے لگتے۔ اس حدیثِ پاک کے آخر میں ہے: ”ننگے مرد اور عورتیں جو کہ تنور کی مثل سوراخ میں تھے وہ سب زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔“ (بخاری، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح، ۴/۴۲۵، حدیث:۷۰۴۷)

وَادِیٔ جُبُّ الْحُزن کی مخلوق

دو عالَم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جہنّم میں ایک وادی کا نام جُبُّ الحزن (یعنی غم کا

کنواں) ہے، اس میں سانپ اور بچھو ہیں، ان میں سے ہر بچھو خچر جتنا بڑا ہے، اس کے 70 ڈنک ہیں، ہر ڈنک میں زہر کی مَشک ہے، جب وہ بدکاری کرنے والے کو ڈنک مار کر اپنا زہر اس کے جسم میں انڈیلے گا تو وہ 1000 سال تک اس کے درد کی شدّت محسوس کرتا رہے گا، پھر اس کا گوشت جھڑ جائے گا اور اس کی شرم گاہ سے پیپ اور کچ لہو (یعنی خون ملی پیپ) بہنے لگے گی۔

(کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ العاشرۃ:الزنی...الخ ،ص۵۹)

بدکاری کے چھ نقصانات

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ پاک ہے:"اے لوگو! بدکاری سے بچتے رہو بیشک اس کے چھ نقصان ہیں: تین نقصان دنیا میں ہیں اور تین آخرت میں۔ دنیا کے نقصان یہ ہیں:(۱) بدکاری، بدکاری کرنے والے کے چہرے کی خوبصورتی خَتْم کر دیتی ہے (۲)اسے محتاج و فقیر بنا دیتی ہے اور(۳)اس کی عمر گھٹا دیتی ہے۔ آخرت کے نقصانات یہ ہیں:(۱) بدکاری، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی (۲) کڑے وبُرے حساب اور (۴)جہنّم میں مدّتوں رہنے کا سبب ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ ترجمۂ کنز الایمان: کیا ہی بُری چیز اپنے

اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ (پ۶، المائدۃ: ۸۰)

لئے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

(شعب الایمان، باب فی تحریم الفروج، ۴ /۳۷۹، حدیث: ۵۴۷۵)

دنیا میں نزولِ عذاب کے اسباب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے بدکاری کی تباہ کاریاں ملاحظہ کیں کہ اس کے سبب بندہ دنیا میں ذلیل و رسوا اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار اور دردناک عذابِ الٰہی کا حقدار ہوتا ہے۔ اس ''فعلِ بد'' کے مُرتکِب کے بارے میں احادیث مبارکہ ہمارے سامنے ہیں، کیا ہم اب بھی نہ مانیں گے، خود کو اس گناہ کی طرف لے جانے والے اسباب سے نہیں بچائیں گے۔

یاد رکھئے! اس گناہ سے اُخروی زندگی برباد ہونے کے ساتھ ساتھ دُنیاوی زندگی بھی تباہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ دنیا میں بدکاری کی وجہ سے عذاب نازل ہونے کے متعلق عبرت کی نِگاہ سے درج ذیل فرامینِ مصطفےٰ پڑھئے:

⟸ میری امّت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں بدکاری عام نہ ہو گی اور جب ان میں بدکاری عام ہو جائے گی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں عذاب

میں مبتلا فرمادے گا۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ۲/ ۲۷۱)

⟸ میری امّت اس وقت تک اپنے مُعاملے کو مَضبوطی سے پکڑے ہوئے اور بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں حَرام کی اولاد عام نہ ہو گی۔ (مسند ابی یعلی، ۶/ ۱۴۸، حدیث:۷۰۵۵)

⟸ جب بدکاری عام ہو جائے گی تو تنگ دستی اور غربت بھی عام ہو جائے گی۔

(شعب الایمان للبیہقی ، باب فی طاعۃ اُولی الاَمر، فصل فی فضل الامام العادل، ۶/ ۱۶، حدیث:۷۳۶۹)

⟸ کسی قوم میں بدکاری اور سود ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ ان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عذاب نازل ہو گیا۔ (مسند ابی یعلی، ۴/ ۳۱۴، حدیث:۴۹۶۰)

کثرتِ اموات

پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”وَلا فَشَا الزِّنا فِی قومٍ قَطُّ اِلَّا کَثُرَ فِیْھِمُ الْمَوْتُ“ یعنی جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے وہاں اموات کی کثرت ہو جاتی ہے۔

(الموطا للامام مالک، کتاب الجہاد، باب ماجاء فی الغلول، ۲/ ۱۹، حدیث ۱۰۲۰)

بربادی ہی بربادی

بدکاری میں بربادی ہی بربادی ہے۔ بدکار مردوں اور عورتوں کی معاشرے

میں کوئی عزت نہیں ہوتی۔ بلکہ ابتدائے اسلام میں تو مومنین پر بدکار عورتوں سے نکاح کرنا ہی حرام تھا۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۪ وَّ الزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۳

ترجمۂ کنز الایمان: بدکار مَرد نِکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شِرک والی سے اور بدکار عورت سے نِکاح نہ کرے مگر بدکار مرد یا مُشْرِک اور یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے۔ (پ۱۸، النور: ۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مومنین پر بدکار عورتوں سے نکاح کی حرمت کا حکم اگرچہ ابتدائے اسلام میں تھا مگر کوئی بھی سلیم الفطرت مرد بدکار عورت کو اپنے نکاح میں لینے کیلئے تیار نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شخص کسی بدکار مرد سے اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح کرنے پر تیار ہوتا ہے۔

دورِ جدید میں بدکاری کی آفت

دورِ جدید میں گناہوں کی نحوست کی وجہ سے جہاں دوسری بے شمار بیماریاں مختلف شکلوں میں موجود ہیں وہیں بدکاری کے سبب انسان ایک خطرناک بیماری کا شکار ہوتا جا رہا ہے کہ ڈاکٹروں کی عقلیں دنگ ہیں، جی ہاں ڈاکٹرز کے مطابق

"ایڈز" جیسی خطرناک بیماری اسی بدکاری کا شاخسانہ ہے۔

ایڈز کیا ہے؟

ایچ آئی وی (HIV) ایک ایسے وائرس کا نام ہے جو بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے یہ انسانی جسم کو آماجگاہ (ٹھکانا) بنا کر اسے متاثر کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ایچ آئی وی کے سَبَب لاحق ہونے والی بیماری ایڈز کہلاتی ہے۔ یہ بیماری جسم کو اس قدر کمزور کر دیتی ہے کہ وہ مزید بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ایڈز ایسا مرض ہے جو بذاتِ خود انسان کو نہیں مارتا بلکہ اس کے دفاعی نظام کو ناکارہ بنا کر اسے اس حد تک کمزور کر دیتا ہے کہ بہت سی بیماریاں اس پر حملہ آور ہو کر اسے موت کے منہ میں دھکیل دیتی ہیں۔

ایڈز پھیلنے کے ذرائع

ایڈز کے پھیلاؤ کا سب سے بڑا سَبَب ناجائز جنسی تعلقات ہیں جو کہ عموماً ہم جنس پرستی سے مُتَعَلّق ہوتے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق عالمی سطح پر ایڈز کا شکار ہر سات بالغ خواتین میں صرف دو جسم فروشی میں ملوث ہوتی ہیں جبکہ پانچ گھریلو خواتین ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیرونِ ملک رہنے والے یا اکثر غیر

ملکی دوروں پر رہنے والے افراد اپنی بے راہ روی کے سبب یہ مرض بطورِ تحفہ واپسی میں ساتھ لاتے ہیں اور اپنی بیویوں میں منتقل کر دیتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق ایڈز کے پھیلاؤ کا سبب جنسی بے راہ روی ہے۔ دستیاب حقائق کے مطابق ایڈز کے پھیلاؤ میں 70 فیصد سبب ”جسمانی تعلقات“ بنتے ہیں جبکہ آلودہ خون اور آلودہ آلات (جیسے سرنج، نشتر، زنبور وغیرہ) اس حوالے سے کمتر شرح رکھتے ہیں۔ اگر حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جائے تو جنسی آزادی نہ رکھنے والے یا محدود رکھنے والے معاشروں میں یہ مرض اتنی تیزی سے نہیں بڑھ رہا۔ ایک بین الاقوامی جائزے کے مطابق پندرہ فیصد مرد اور تین فیصد خواتین، ازدواجی تعلقات سے قطع نظر جنسی تعلقات کا تجربہ کر چکے ہیں اور ان میں سے چودہ فیصد کے جنسی ساتھی ایک سے زیادہ رہے۔

یہ مرض پھیلنے کا ایک بڑا ذریعہ ایڈز زدہ مریض کے خُون کی صحت مند فرد میں منتقلی ہے یعنی اگر ایڈز سے آلودہ خون کسی صحت مند فرد کو لگا دیا جائے تو وہ بھی اس کی زد میں آ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آلودہ سوئی یا سرنج کا استعمال ایڈز پھیلنے کا دوسرا بڑا ذریعہ ہے، یہ صورت تیسری دُنیا کے ممالک میں بہت عام ہے اور ایڈز سے متاثرہ ماں سے ہونے والے بچے کو بھی یہ مرض لگ سکتا ہے۔

ایڈز کی تباہیاں

ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں 1981 میں پہلا ایچ آئی وی ایڈز کیس تشخیص ہونے کے بعد تادمِ تحریر ڈھائی کروڑ سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ دنیا میں ایچ آئی وی وائرس میں مبتلا افراد کی تعداد 3 کروڑ 30 لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے جبکہ سالانہ لاکھوں افراد اس کا شکار ہو رہے ہیں۔ یو این ایڈز کی رپورٹ "ایڈز آؤٹ لک 2009" کے مطابق 2007 کے دوران عالمی سطح پر 15 سے 49 سال کے 27 لاکھ افراد ایچ آئی وی وائرس میں مبتلا اور 20 لاکھ ایڈز سے ہلاک ہوئے۔ دنیا میں روزانہ 7400 افراد ایچ آئی وی وائرس کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان میں 15 سال سے کم عمر ایک ہزار بچے بھی شامل ہیں۔ ان میں سے 90 فیصد بچے پیدائشی طور پر ماں کے پیٹ سے یہ وائرس لے کر دنیا میں آتے ہیں۔ وائرس کا شکار ہونے والے 45 فیصد افراد کی عمر 15 سے 24 سال کے درمیان ہے۔ عالمی سطح پر ایچ آئی وی وائرس میں مبتلا بچوں کی تعداد 20 لاکھ ہے۔

گندگی سے چھٹکارا گندگی کے ذریعے

ایک رپورٹ کے مطابق براعظم افریقہ کے ایک ملک کے ایک سینئر حکومتی رکن نے ملک میں بدکاری کے سبب ایڈز کی بڑھتی ہوئی بیماری سے بچانے

کیلئے یہ تجویز پیش کی ہے کہ عورتیں مردوں سے بچنے کیلئے خود کو گندہ رکھیں اور غسل نہ کریں تاکہ ان کے جسموں سے بدبو آئے اور مرد ان کے قریب نہ آسکیں، اس کے علاوہ عورتوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے بالوں کو بھی منڈوا دیں تاکہ وہ مردوں جیسی لگیں اور جنسی کشش نظر نہ آئے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایڈز کی تباہی و بربادی سے آگاہ ہونے کے باوجود ترقی یافتہ ممالک اس کی روک تھام سے قاصر ہیں اور بسا اوقات ان کی جانب سے مذکورہ مُضحکہ خیز تجویز کی طرح کئی تجاویز پیش ہوتی ہی رہتی ہیں کیونکہ وہ گندگی کے ڈھیر پر بیٹھ کر اس سے آلودہ نہ ہونے کے راستے تو تلاش کرتے ہیں مگر اس گندگی کے ڈھیر کو ختم کرنے پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ اگر وہ اس گندگی سے نَجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں پاکی و طہارت کا درس دینے والے دین یعنی اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا ہو گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ جسمانی طہارت کے ساتھ ساتھ انہیں باطنی پاکیزگی بھی حاصل ہو گی۔

ایڈز عذابِ الٰہی ہے

پیارے اسلامی بھائیو! بدکاری دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب ہے، لہٰذا فلاح و کامیابی اسی میں ہے کہ خود کو اس برائی سے بچا کر پرہیز گاری کی

زندگی بسر کی جائے۔ بدکاری کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مہلک بیماری ایڈز کا یہ ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ بس یہ بات ہمیشہ یاد رکھئے کہ جب بدکار مردوں اور عورتوں نے اپنے کالے کرتوتوں کی بنا پر قہرِ خداوندی کو دعوت دی تو دنیا میں ایڈز کی شکل میں عذابِ خداوندی ان پر نازل ہوا۔

انسان برتر یا بدتر

یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو شہوت اور عَقل دے کر آزمایا ہے۔ جیسا کہ تفسیر رُوحُ البیان میں ہے کہ فِرِشتوں کے پاس صرف عقل ہے شہوت نہیں اور جانوروں کے پاس صرف شہوت ہے عقل نہیں اور انسان میں عقل و شہوت دونوں ہیں۔ پس اگر انسان کی عقل شہوت پر غالب آگئی تو وہ فرشتوں کی طرح یا ان سے بھی افضل ہو جائے گا اور اگر عقل پر شہوت غالب آگئی تو وہ جانوروں کی طرح یا ان سے بھی بدتر ہو جائے گا۔

(روح البیان، پ۹، الاعراف، ۳/۲۸۱)

سورۃُ الاعراف کی آیت نمبر ۱۷۹ میں ہے:

اُولٰٓىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

(پ۹، الاعراف: ۱۷۹)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ، وہی غفلت میں پڑے ہیں۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: آدمی روحانی، شہوانی، سماوی، ارضی ہے، جب اس کی روح شہوات پر غالب ہو جاتی ہے تو ملائکہ سے فائق (بلند) ہو جاتا ہے اور جب شہوات روح پر غلبہ پا جاتی ہیں تو زمین کے جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے۔ (خزائن العرفان، پ۹، الاعراف، تحت الآیۃ ۱۷۹، حاشیہ نمبر ۳۵۲)

بدکاری کے نتائج

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدکاری کے نتائج انتہائی بُرے ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی ہیتمی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی (اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ) فرماتے ہیں: (۱) بدکاری جہنّم اور شدید عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے (۲) فقر و تنگدستی کا باعث بنتی ہے اور (۳) بدکاری کرنے والے کی اولاد سے بھی ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ چنانچہ،

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ایک بادشاہ کے مُتَعَلِّق منقول ہے کہ اس نے اپنی انتہائی حسین و جمیل بیٹی کو ایک عورت کے ساتھ یہ حکم دے کر باہَر بھیجا کہ وہ اس کی بیٹی کے چہرے سے حِجاب ہٹا کر اسے لے کر بازاروں میں گھُومے پھِرے اور اس کے ساتھ کوئی بھی جو

چاہے سلوک کرے وہ کسی کو نہ روکے گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن وہ جس شخص کے پاس سے بھی گزرتی وہ شرم و حیا سے اپنا سر جھکا لیتا، جب اس نے تمام شہر گھوم لیا اور کسی نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تو وہ شہزادی کو لے کر واپس چل دی مگر جونہی گھر میں داخل ہونے لگی تو اچانک ایک شخص نے شہزادی کو روک کر بوسہ دیا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ عورت شہزادی کو بادشاہ کے پاس لے کر حاضر ہوئی تو بادشاہ نے سارا ماجرا دریافت کیا، اس نے سب کچھ بتا دیا، پس بادشاہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا اور یوں عرض کی: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں صرف ایک عورت کو بوسہ دیا اور مجھ سے دنیا ہی میں اس کا بدلہ لے لیا گیا۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ۲/ ۲۷۵)

تمہیں کیا چاہئے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں کی آزمایش کے لیے انہیں حلال و حرام کے دوراہے پر کھڑا فرما دیا ہے کہ چاہیں تو حلال کے راستے پر چلیں یا حرام کے۔ اس کے علاوہ ان پر یہ بھی خوب واضح فرما دیا ہے کہ اگر یہ حلال کے راستے پر چلے تو فرشتہ صفت یا اس سے بھی برتر مقام پر فائز ہوں گے ورنہ حرام کی راہ اپنانے کی صورت میں درندہ صفت یا اس سے بھی بدتر ہو جائیں

گے۔ اب یہ انسان پر ہے کہ وہ کون سی راہ اختیار کرتا ہے، حلال اپنا کر جنّت کا حقدار بنتا ہے یا حرام اپنانے کی صورت میں مستحقِ نار بنتا ہے۔ یقیناً عقلمند وہی ہے جو جنّت کی راہ اختیار کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی جہنّم کا عذاب برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

آیئے! جہنّم اور عذابِ جہنّم کی ایک جھلک دیکھئے اور خوفِ خدا سے لرزیئے!

حضرت سیِّدُنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مالک کون و مکان، سرکارِ والا شان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نِشان ہے: تمہاری یہ (دنیا کی) آگ جہنّم کی آگ کا 70 واں حصہ ہے۔ اگر یہ پانی سے دو مرتبہ بجھائی نہ گئی ہوتی تو تم اس سے نفع نہ اٹھا سکتے تھے، اب یہ خود اللہ عَزَّوَجَلَّ سے التجا کرتی ہے کہ اسے واپس اس آگ میں نہ ڈالا جائے۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب صفۃ النار، ۴/ ۵۲۸، حدیث: ۴۳۱۸)

محبوبِ باری کی جہنّم کے خوف سے گریہ وزاری

حضرتِ سیِّدُنا امام حافظ ابوالقاسم سلیمان طبرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نَقْل فرماتے ہیں: ایک بار سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دَرْبارِ دُرّبار میں حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے اور عرض کی: یا

رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نبیِّ برحق بنا کر بھیجا ہے، اگر جہنّم کو سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے اس کی گرمی سے ہلاک ہو جائیں، اگر اہلِ جہنم کا ایک کپڑا زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو تمام اہل زمین موت کے گھاٹ اتر جائیں۔ آقا! اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اگر جہنم پر مقرر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ دنیاوالوں کے سامنے ظاہر ہو جائے تو اس کی ہیبت سے تمام اہل زمین مر جائیں۔ سرکار! اس ذاتِ والا کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو رسولِ برحق بنا کر بھیجا ہے! جہنم کی زنجیروں کا ایک حلقہ جس کا ذکر قرآنِ کریم میں فرمایا گیا ہے اگر اسے دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور تحت الثریٰ (یعنی ساتویں زمین کے نیچے) جا پہنچیں۔ سرکارِ دو عالم، نور مجسم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے جبرئیل! بس کرو! اتنا ہی تذکرہ کافی ہے، کہیں دل پھٹنے کے سبب میں وفات نہ پا جاؤں۔ پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سیِّدُنا جبرئیل امین (عَلَیْہِ السَّلَام) کو ملاحظہ فرمایا کہ رو رہے ہیں؟ فرمایا: اے جبرئیل! کیوں رو رہے ہو؟ بارگاہِ خداوندی میں تمہیں تو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ عرض کی: **یارسول اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! میں کیوں نہ روؤں، کہیں ایسا

نہ ہو کہ علمِ الٰہی میں موجودہ حال کے بجائے میرا کوئی اور حال ہو، کہیں ابلیس کی طرح مجھے بھی امتحان میں نہ ڈالدیا جائے۔ کہیں ہاروت وماروت کی طرح مجھے بھی آزمائش میں مبتلا نہ کر دیا جائے۔

راوی بتاتے ہیں: **رسول اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی رونے لگے، حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام بھی رو رہے تھے، دونوں ہستیاں روتی رہیں، آخر کار آواز آئی: اے جبرئیل! اے محمد! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ کر لیا ہے۔ سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام آسمانوں کی طرف پرواز کر گئے۔ مدینے کے تاجور، شاہِ بحر و بر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم باہَر تشریف لائے۔ بعض انصار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے قریب سے گزرے جو ہنس رہے تھے تو ارشاد فرمایا: تم ہنس رہے ہو اور تمہارے پیچھے جہنم ہے، اگر تم وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے اور تم کھانا پینا چھوڑ کر پہاڑوں کی طرف نکل جاتے اور خوب مشقتیں برداشت کر کے عبادتِ الٰہی بجالاتے۔

(المعجم الاوسط، ۲ / ۷۸، حدیث: ۲۵۸۳)

جنّت و جہنّم میں لے جانے والی چیزیں

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک،

صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنّت اور جہنّم کو تخلیق کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) کو بلا کر جنّت کی طرف بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ جنّت اور اہلِ جنّت کے لئے میری تیار کردہ نعمتیں دیکھ۔ جب حضرتِ جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) نے دیکھا تو واپس آکر عرض کی: مجھے تیری عزت وجلال کی قسم! جو کوئی اس کے مُتَعَلِّق سنے گا ضرور اس میں داخِل ہونے کی کوشش کرے گا۔ پس اسے ڈھانپنے کا حکم فرمایا تو اسے نفس پر گراں گزرنے والی باتوں سے ڈھانپ دیا گیا۔ پھر ارشاد فرمایا: دوبارہ جاؤ اور جنّت اور اہلِ جنّت کے لئے میری تیار کردہ نعمتیں دیکھو۔ تو حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے واپس آکر عرض کی: تیری عزت وجلال کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اب کوئی بھی اس میں داخِل نہ ہو سکے گا۔ پھر حضرتِ جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) کو جہنّم کی طرف بھیج کر ارشاد فرمایا: دوزخ اور اہل دوزخ کے لئے میرا تیار کردہ عذاب دیکھ۔ جب حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے پر چڑھا جاتا ہے تو عرض کی: مجھے تیری عزت وجلال کی قسم! کوئی شخص اس میں داخِل نہ ہو گا۔ پھر اس کے مُتَعَلِّق حکم ہوا تو اُسے نفسانی خواہشات سے گھیر دیا گیا۔ پھر ارشاد فرمایا: دوبارہ جا کر دیکھ۔ وہ دوبارہ گئے اور لوٹ کر عرض کی: تیری عزت و جلال کی قسم! مجھے خوف ہے کہ سبھی اس

میں داخِل ہو جائیں گے۔

(ترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء حفت الجنۃ بالمکارہ۔۔الخ، ۴ / ۲۵۲، حدیث: ۲۵۶۹)

آگ کا عذاب

دوزخیوں کو جہنّم کی آگ میں بار بار جلایا جائے گا جب وہ جل بھن کر کوئلہ ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ ان کی ہڈیوں پر نیا گوشت اور نیا چمڑا آجائے گا اور پھر اُن کو آگ میں جلایا جائے گا، یہ عذاب بار بار ہوتا رہے گا۔ جہنّم کی آگ کی گرمی کا یہ عالم ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ ایک ہزار برس تک جہنّم کی آگ کو بھڑکایا گیا تو وہ سرخ ہو گئی، پھر دوبارہ ایک ہزار برس تک بھڑکائی گئی تو وہ سفید ہو گئی، پھر تیسری بار جب ایک ہزار برس تک بھڑکائی گئی تو وہ کالے رنگ کی ہو گئی، اب وہ نہایت ہی خوفناک سیاہ رنگ کی ہے۔

(ترمذی، کتاب صفۃ جہنم، ۴ / ۲۶۶، حدیث: ۲۶۰۰)

جہنّم کی لگامیں

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بروزِ قیامت جب جہنّم کو لایا جائے گا تو اس کی 70 ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو 70 ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچ رہے ہوں گے۔

(مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا، باب فی شدۃ حرنار جہنم، ص ۱۵۲۳، حدیث: ۲۸۴۲)

سیِّدُنا میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے نہ مسکرانے کا سبب

حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے کہ میں نے حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو کبھی مسکراتے نہیں دیکھا؟ تو حضرت سیِّدُنا جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: جب سے جہنّم کو پیدا کیا گیا ہے اس وقت سے حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام نہیں مسکرائے۔ (مسند احمد، مسند انس بن مالک، ۴/ ۴۴۷، حدیث: ۱۳۳۴۲)

چراغ کی لَو پر اُنگلی رکھ دی

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 853 صَفحات پر مشتمل کتاب **جہنّم میں لے جانے والے اعمال** (جلد اول) صَفْحَہ 97 پر ہے: ایک نیک بزرگ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا، ہوا یوں کہ وہ کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے قریب ہی ایک چراغ جل رہا تھا، اچانک ان کے دِل میں گناہ کا خیال آیا تو وہ اپنے نفس سے کہنے لگے: میں اپنی انگلی اس چراغ کی بتی پر رکھتا ہوں اگر تو نے اس پر صبر کر لیا تو میں اس گناہ کو کرنے میں تیری بات مان لوں گا۔ پھر جب انہوں نے اس بتی پر اپنی انگلی رکھی تو بے قرار ہو کر چیختے ہوئے کہنے لگے: اے دشمنِ خدا! جب تو دنیا کی اس آگ پر صبر نہیں کر سکا جسے 70 مرتبہ بجھایا گیا ہے تو

جہنّم کی آگ پر کیسے صبر کرے گا؟ (جہنم میں لے جانے والے اعمال، ۱/ ۹۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ ہے جہنّم! جسے ربِّ قہار عَزَّوَجَلَّ نے نافرمانوں اور کافروں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ اگر آپ **مَعَاذَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ ایسے کاموں میں مبتلا ہیں جو خدائے ذوالجلال کو ناراض کرنے والے ہیں تو فوراً توبہ کر کے رضائے ربُّ الانام والے کاموں میں مشغول ہو جایئے اور یاد رکھئے! جو شخص اپنی زبان و شرم گاہ اور دوسرے اعضاء کو حرام کاموں سے محفوظ رکھے اسکے لئے دنیا وآخرت میں بہترین اجر و ثواب ہے۔ چنانچہ،

دو چیزوں کی حفاظت کے بدلے جنّت

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو مجھے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کی حفاظت کی ضمانت دے، میں اسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ۴/ ۲۴۰، حدیث: ۶۴۷۴)

امام حافظ شہاب الدین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُبِین فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: دو جبڑوں کے درمیان والی چیز سے مراد زبان اور ٹانگوں کے درمیان والی شے سے مراد شرم گاہ ہے اور حِفاظَت کی ضَمانَت دینے کا

مطلب یہ ہے کہ انسان انہیں رب تعالیٰ کی نافرمانی والے کاموں سے بچائے مثلاً زبان سے وہی کلام کرے جو ضروری ہو اور بے کار باتوں سے بچے، اسی طرح شرم گاہ کو حلال جگہ استعمال کرے اور اسے حرام میں مبتلا ہونے سے بچائے۔ سیِّدُنا ابنِ بطال رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کے لئے دنیا کی سب سے بڑی آزمائش اس کی زبان اور شرم گاہ ہے۔ لہٰذا! جو اِن دونوں کے شر سے بچنے میں کامیاب ہو گیا وہ بہت بڑے شر سے بچ گیا۔ (فتح الباری، کتاب الرقاق، ۱۱/ ۲۶۳ ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شرم گاہ اور زبان کی حِفاظَت کے مُتَعَلِّق مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 152 صَفحات پر مشتمل کتاب **جنت کی دوچابیاں** کا مطالعہ فرمائیے۔ اس کتاب میں پہلے جنّت کی نعمتیں بیان کی گئی ہیں، پھر سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جانب سے زبان و شرم گاہ کی حِفاظَت سے مُتَعَلِّق دی گئی ایک بشارت ذکر کی گئی ہے۔ اس کے بعد تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ ہم اس بشارت کے حقدار کس طرح بن سکتے ہیں۔ حسبِ ضرورت شرعی مسائل بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب سے کچھ اقتباسات پیشِ خدمت ہیں:

شرم گاہ کی حِفاظَت

شرم گاہ کی حِفاظَت کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس کے ناجائز اِستِعمال سے بچے اور اپنے بدن کے فِطری تقاضے یعنی شہوت کو پورا کرنے کے لئے وہی طریقے اپنائے جنہیں شرعی طور پر جائز قرار دیا گیا ہو۔ بطورِ ترغیب اس کی حِفاظَت کے فضائل مُلاحظہ ہوں۔

شرم گاہ کی حِفاظَت کے فضائل

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ نے فلاح کو پہنچنے والے (یعنی کامیابی کو پالینے والے) مومنین کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ(۵) اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ(۶) فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ(۷)

(پ۱۸، المؤمنون: ۵ تا ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر، جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔

سرورِ عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی ترغیبِ اُمَّت کے لئے شرم

گاہ کی حِفاظَت کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ،

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''اے قریش کے جوانو! اپنی شرمگاہوں کی حِفاظَت کرو، زِنا مت کرو، جس نے اپنی شرمگاہ کی حِفاظَت کی اس کے لئے جنّت ہے۔''

(المستدرک، کتاب الحدود، ۵/ ۵۱۲، حدیث: ۸۱۲۷)

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''عورت جب پانچوں نمازیں ادا کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حِفاظَت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنّت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔''

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشرۃ الزوجین، ۶/ ۱۸۴، حدیث: ۴۱۵۱)

قضائے شہوت کے حلال ذرائع

پیارے اسلامی بھائیو! شرعی طور پر دو قسم کی عورتوں سے اپنی خواہش کو پورا کرنا جائز ہے۔ (۱) زوجہ اور (۲) کنیزِ شرعی۔

قرآنِ مجید میں ہے:

اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا ترجمۂ کنزالایمان: مگر اپنی بیبیوں یا شرعی

مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ (پ۱۸، المؤمنون:۶) باندیوں پر، جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں۔

فی زمانہ کنیزِ شرعی میسر نہ ہونے کی بِناء پر صرف زوجہ سے ہی مَطلوبہ مقصد حاصل کرنا ممکن ہے۔ اسی طریقے کی جانب متوجہ کرنے کے لئے رحمتِ عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کئی مقامات پر ترغیبی کلام ارشاد فرمایا۔ چنانچہ،

حضرتِ سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نِکاح میری سنّت سے ہے پس جو شخص میری سنّت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔ لہٰذا نِکاح کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت کی بِناء پر دیگر اُمّتوں پر فخر کروں گا۔ جو قدرت رکھتا ہو وہ نِکاح کرے اور جو قدرت نہ پائے تو روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے۔''

(ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح، ۲/۴۰۶، حدیث:۱۸۴۶)

حضرت **عبد اللہ** بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہم سے فرمایا: ''اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نِکاح کرنے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ نِکاح کرے کیونکہ یہ نگاہوں کو زیادہ جھکانے اور شرمگاہ کی زیادہ حِفاظت کرنے والا ہے اور جو نِکاح کی اِستِطاعت نہیں رکھتا تو

روزے رکھے، کیونکہ روزوں سے شہوت ٹوٹتی ہے۔“

(بخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، ۳/ ۴۲۲، حدیث:۵۰۶۶)

نِکاح کا شرعی حکم

یاد رہے کہ نِکاح ہمیشہ سنت نہیں، بلکہ کبھی فرض، کبھی واجب، کبھی مکروہ اور بعض اوقات تو حرام بھی ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

فرض

اگر (حقوقِ زوجہ پر قادر ہو اور) یہ یقین ہو کہ نِکاح نہ کرنے کی صُورت میں زِنا میں مبتلا ہو جائے گا تو نِکاح کرنا فَرض ہے۔ ایسی صُورتِ حال میں نِکاح نہ کرنے پر گناہ گار ہو گا۔

واجب

اگر مہر و نفقہ دینے (اور ازدواجی حقوق ادا کرنے) پر قدرت ہو اور غَلبۂ شہوت کے سبب زنا یا بد نگاہی یا مُشْت زَنی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صُورت میں نِکاح واجِب ہے، اگر نہیں کرے گا تو گناہ گار ہو گا۔

سنتِ مؤکدہ

اگر مہر، نان و نفقہ دینے اور ازدواجی حقوق پورے کرنے پر قادر ہو اور

شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نِکاح کرنا سنّتِ مُؤکدہ ہے۔ ایسی حالت میں نِکاح نہ کرنے پر اُڑے رہنا گناہ ہے۔ اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سنّت یا اولاد کا حُصول پیشِ نظر ہو تو ثواب بھی پائے گا اور اگر مَحض حُصولِ لذّت یا قَضائے شہوت مَقصود ہو تو ثواب نہیں ملے گا، نِکاح بہر حال ہو جائے گا۔

مکروہ

اگر یہ اندیشہ ہو کہ نِکاح کرنے کی صُورت میں نان ونفقہ یا دیگر ضروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو اب نِکاح کرنا مکروہ ہے۔

حَرام

اگر یہ یقین ہو کہ نِکاح کرنے کی صُورَت میں نان ونفقہ یا دِیگر ضَروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو اب نِکاح کرنا حَرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے (ایسی صُورَت میں شہوت توڑنے کے لئے روزے رکھنے کی ترکیب بنائے)۔

(جنت کی دو چابیاں، ص ۱۲۱ تا ۱۲۴، ملخصًا)

شرعی حکم پر عمل میں رُکاوٹ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! درج بالا تفصیلات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انسان کے اندر شہوت رکھی تو اسے پورا

کرنے کے لیے ایک طریقہ کار بھی عطا فرمایا اور اس پر عمل کرنے کو فرمانبرداری کا تاج پہنا کر ذریعۂ نَجات قرار دیا۔ جیسا کہ ہم جان چکے ہیں کہ بعض صُورتوں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ اس جائز و حلال طریقۂ کار یعنی نِکاح پر عمل کرنا فرض، واجِب یا سنّت مؤکدہ ہے اور بعض صورتوں میں مکروہ و حرام ہے۔ مگر جب ہم اپنے مُعاشرے کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ بَہُت سے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں پر نِکاح کرنا فرض یا واجب ہو چکا ہے مگر اس فرض کی ادائیگی میں وہ بسا اوقات جان بوجھ کر اور بعض اوقات مجبوراً کوتاہی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ کوتاہی ایک کثیر تعداد کو تباہی و بربادی کے دَہانے پر لے جانے کا سَبَب بھی بن رہی ہے۔ کیونکہ مادہ پرستی کے اس دور میں جہاں فَحاشی و عُریانی ہر طرف اپنے پَنْجے گاڑے نظر آتی ہے کسی کا غلبۂ شہوت کے وَقْت خود پر قابو پالینا یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انعام اور اس کا فضل ہی ہے۔ اس لیے کہ جو مسلمان امتحان سے جی نہیں چُراتا بلکہ نفسانی شَہوت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے، کیسی ہی صبر آزما گھڑی آئے اُس سے گھبراتا نہیں بلکہ رضائے ربُّ العزّت پانے کیلئے بڑی سے بڑی مصیبت کو گلے سے لگالیتا ہے اور شیطان و نَفس سے ہر حال میں ٹکرا جاتا ہے وہ بارگاہِ خداوندی سے دَرَجاتِ عالِیہ پاکر شان و شوکت کے ساتھ جنَّتُ الْفِردوس میں جاتا ہے۔ چنانچہ،

خوش نصیب عابد کی ثابت قدمی

حضرتِ سیِّدُنا کعبُ الاَحبار رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابِد تھے جو کہ صِدّیق (یعنی اوّل دَرَجے کے ولی) کے منصب پر فائز تھے۔ شان یہ تھی کہ خانقاہ پر بادشاہ حاضِر ہو کر حاجت دریافت کرتا مگر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ منع فرمادیتے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے عِبادَت خانے پر انگور کی بیل لگی ہوئی تھی جو ہر روز ایک انوکھا انگور اُگاتی تھی کہ جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ اُس کی طرف اپنا مبارَک ہاتھ آگے بڑھاتے تو اُس میں سے پانی اُبل پڑتا جسے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نوش فرمالیتے۔

ایک دن مغرِب کے وَقت ایک جوان لڑکی نے دروازے پر دستک دے کر کہا: ''اندھیرا ہو گیا ہے، میرا گھر کافی دُور ہے، مجھے رات گزارنے کیلئے اجازت دے دیجئے۔'' آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے ترس کھا کر اسے اپنی خانقاہ میں پناہ دیدی۔ رات جب گہری ہوئی تو وہ ایک دَم گلے پڑ گئی کہ میرے ساتھ منہ کالا کرو!!! یہاں تک کہ **مَعَاذَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس نے اپنے کپڑے اُتار دیئے! آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے فوراً آنکھیں بند کرلیں اور اُس کو کپڑے پہننے کا حکم دیا مگر وہ نہ مانی بلکہ برابر مُطالَبہ کرتی رہی۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے مُضْطَرِب (مُضْ۔طَ۔رِب) ہو کر اپنے نَفْس سے پوچھا: ”اے نَفْس! تُو کیا چاہتا ہے؟“ اُس نے کہا: ”خدا کی قسم! میں تو اِس نادِر موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہتا ہوں۔“ فرمایا: ”تیرا ناس ہو! کیا تُو میری عمر بھر کی عِبادَت ضائع کرنے کا اُمّید وار ہے؟ کیا تُو طالبِ عذابِ نار ہے؟ کیا تُو دوزخ کے گندھک کے لباس کا خواستگار ہے؟ کیا تُو جہنَّم کے سانپوں اور بچھوؤں کا طلبگار ہے؟ یاد رکھ! زانی کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنَّم کے گہرے غار میں جھونک دیا جائے گا۔“ مگر اُس بدنِیَّت لڑکی کے ساتھ ساتھ نَفْس نے بھی اپنی تحریک برابر جاری رکھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اپنے نَفْس سے فرمایا: ”چل پہلے تَجْرِبہ (تَج۔رِ۔بَہ) کر لے کہ آیا تُو دُنیا کی مَعمولی آگ بھی برداشت کر سکتا ہے یا نہیں!“ یہ کہہ کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے جَلتے ہوئے چَراغ پر ہاتھ رکھ دیا! مگر وہ نہ جلا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے جَلال میں آکر پکارا: ”اے آگ! تجھے کیا ہو گیا ہے تُو کیوں نہیں جلاتی؟“ اِس پر آگ نے پہلے انگوٹھا جلایا، پھر اُنگلیوں کو پگھلایا حتّٰی کہ ہاتھ کا سارا پنجہ کھا گئی! یہ دَرْد اَنگیز مَنظر دیکھ کر اُس لڑکی پر ایک دم خوف طاری ہو گیا، اُس کے مُنہ سے ایک زور دار چیخ بُلند ہو کر فَضا کی پَہنائیوں میں گم ہو گئی، وہ دھڑام سے گری اور اُس کی رُوح قَفَسِ عُنْصُری سے پرواز کر گئی۔ آپ رَحْمَۃُ

اللہِ تعالیٰ علیہ نے فوراً اُس کی بَرَہنہ (ب،رَہ۔نہ) لاش پر چادر اُڑھادی۔

صُبح دَم ابلیس نے چِلّا کر اعلان کیا: اِس عابِد نے فُلانہ بنتِ فُلاں کے ساتھ رات کو زیادَتی کر کے اُس کو قتل کر دیا ہے۔ یہ خبرِ وَحشت اثر سُن کر بادشاہ آگ بگولہ ہو کر سپاہیوں کے ساتھ عابِد رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ پر آ پہنچا۔ جب وہاں سے لڑکی کی بَرَہنہ لاش بر آمد ہو گئی تو عابِد رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے گلے میں زنجیر ڈال کر گھسیٹ کر باہَر نکالا گیا اور پھر سپاہیوں نے خانقاہ کی اِینٹ سے اِینٹ بجادی۔ وہ عابِد رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ صبر و شِکیبائی (شِ۔کے۔بائی، یعنی صبر وضبط) کا دامَن تھامے رہے یہاں تک کہ اُنہوں نے اپنا جلا ہوا ہاتھ بھی کپڑے میں چُھپائے رکھا اور کسی پر ظاہِر نہ ہونے دیا! اُس وَقت دُستُور یہ تھا کہ زانی کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا۔ چُنانچِہ بادشاہ کے حکم سے عابِد رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے سر پر آرہ رکھ کر اُن کے بدن کے دو پَر کالے (دو ٹکڑے) کر دیئے گئے۔ عابِد کی وفات ہو جانے کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس عورت کو زِندہ کیا اور اُس نے از ابتِدا تا انتِہا ساری رُوداد سنائی۔ جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ سے کپڑا ہٹایا گیا تو لڑکی کے بیان کے مطابِق واقعی وہ جلا ہوا تھا اِس کے بعد لڑکی حسبِ سابِق پھر مُردہ ہو گئی۔ حیرت انگیز حقیقت سُن کر لوگوں کے سر عقیدت سے جھک گئے اور خوش نصیب

عابد کی اِس دردناک رِحلت پر سبھی تاَسُّف وحسرت کرنے لگے۔جب ان کیلئے قبر کھودی گئی تو اُس سے مُشک وعَنبر کی لپٹیں آنے لگیں۔جوں ہی دونوں کے جنازے لائے گئے تو آسمان سے صدا آنے لگی:

اِصْبِرُوا حتّٰی تُصَلِّیَ عَلَیْھِمَا الْمَلٰٓئِکَۃُ

یعنی صبر کرو یہاں تک کہ ان پر فرشتے نمازِ جنازہ پڑھ لیں۔

تدفین کے بعد اللہ ربُّ العٰلمین نے خوش نصیب عابِد کی قبْر پر چنبیلی کو اُگایا۔لوگوں نے مَزارِ پُر انوار پر ایک کَتْبہ آویزاں پایا جس میں کچھ اس طرح مَضْمُون تھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اپنے بندے اور ولی کی طرف۔ میں نے اپنے فِرِشتوں کو جَمع فرمایا،جبرئیل (عَلَیْہِ السَّلَام) نے خُطبہ سنایا اور میں نے پچاس ہزار دُلہنوں کے ساتھ جنَّتُ الفردوس میں اِس(اپنے ولی) کا نِکاح فرمایا۔ میں اپنے فرماں برداروں اور مُقرَّبوں کو ایسے ہی اِنعاموں سے نوازتا ہوں۔ (بحر الدموع،الفصل السابع والعشرون،ص۱۶۹، ملخصًا)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حِساب مَغْفِرت ہو۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رحمتِ باری کی برسات

پیارے اسلامی بھائیو! آیئے اس حِکایَت سے حاصِل ہونے والے چند مَدَنی پھولوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں:

⟸ جو لوگ خود کو خوفِ خدا کے سبب بدکاری سے بچاتے ہیں رحمتِ باری ان پر چھما چھم برستی ہے اور بارگاہِ خداوندی میں ان کا مرتبہ بڑھ جاتا ہے۔

⟸ جو لوگ خود کو بے حَیائی والے افعال سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کی حوصِلہ شِکَنی کی جاتی ہے طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں، فَحاشی و بے حیائی (Obscenity & Nudity) کی دَلْدَل میں کھینچنے کی کوشش کی جاتی ہے انہیں چاہیے کہ اس حِکایَت سے دَرْس حاصِل کرتے ہوئے صبر صبر اور صرف صبر کریں کہ کل بروزِ قِیامَت جب وہ اس صبر کا اَجر (Reward) دیکھیں گے تو انہیں یہ دُنیاوی تکالیف بہت کم معلوم ہوں گی۔

آزمائش پر صبر

غیر مَحرموں سے بچنے والے اسلامی بھائی اور شَرعی پردہ کرنے والی اسلامی بَہنیں بعض اوقات سخت آزمائش میں مبتلا ہو جاتی ہیں مگر انہیں ہمّت نہیں ہارنی چاہیے۔ مَذاق اُڑانے یا اِعتِراض کرنے والوں سے زَور دار بَحْث شُروع کر دینا یا

غصّے میں آکر لڑ پڑنا سخت نقصان دِہ ہے کہ اس طرح مسئلہ (مَس۔ءَ۔لہ) حَل ہونے کے بجائے مزید اُلجھ سکتا ہے۔ ایسے مَوقع پر یہ یاد کر کے اپنے دِل کو تسلّی دینی چاہیے کہ جب تک تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عام اِعلانِ نُبوَّت نہیں فرمایا تھا اُس وَقت تک کُفّارِ بد اَنْجام آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اِحترام کی نَظر سے دیکھتے تھے اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو امین اور صادِق کے لَقَب سے یاد کرتے تھے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جُوں ہی عَلَی الْاِعلان اسلام کا ڈنکا بجانا شروع کیا وُہی کُفّارِ بد اَطوار طرح طرح سے ستانے، مَذاق اُڑانے اور گالیاں سنانے لگے، صِرف یہی نہیں بلکہ جان کے در پے ہو گئے، مگر قربان جایئے! سرکارِ نامدار، اُمّت کے غم خوار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر کہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بِالکل ہمّت نہ ہاری، ہمیشہ صَبر ہی سے کام لیا۔ اب یہ اسلامی بھائی اور بہن صَبر کرتے ہوئے غور کرے کہ جب تک میری جانب سے پردے کے مُعاملے میں بے پرواہی تھی میرا کوئی مَذاق نہیں اُڑاتا تھا، جُوں ہی میں نے شَرعی پردے کا اِہتِمام کیا، ستایا جانا شروع ہو گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ مجھ سے ظُلْم پر صَبر کرنے کی سنّت ادا ہو رہی ہے۔ مَدَنی التجا ہے کہ کیسا ہی صَدمہ پہنچے صَبر کا دامَن ہاتھ سے مت چھوڑیئے، نیز بِلا اجازتِ شَرعی ہر گز زَبان سے کچھ مت بولئے۔ حدیثِ قُدسی میں ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: اے ابنِ

آدم! اگر تُو اوّل صَدمے کے وَقت صَبر کرے اور ثواب کا طالِب ہو تو میں تیرے لئے جنَّت کے سِوا کسی ثواب پر راضی نہیں۔

(ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر علی المصیبۃ، ۲ / ۲۶۶، حدیث: ۱۵۹۷)

مُعاشرہ بے حَیائی کی لپیٹ میں

اصل میں ہمارا معاشرہ بے حیائی (Shamelessness) کی لپیٹ میں آچکا ہے، فَحاشی و عُریانی (Obscenity & Nudity) کی تُند و تیز ہوائیں شَرم و حَیا کی چادَر کو تار تار کر رہی ہیں، دورِ جدید کی چکاچَوند نے غیرت (Modesty) کا جَنازہ نِکال دیا ہے، اس نام نہاد ترقّی نے بے حیائی کو فیشن کا نام دے کر میڈیا کے ذریعے گھر گھر میں پَہُنچا دیا ہے، ذرا غور فرمایئے! اگر آپ کے گھر کے باہَری دروازے پر کوئی جوان لڑکی اور لڑکا آپس میں ناشائستہ حَرَکتیں کر رہے ہوں تو شاید آپ شور مچادیں کہ یہ کیا بے حیائی کر رہے ہو بلکہ انہیں مارنے کو دَوڑ پڑیں! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں آپ کا غصّہ حیا کی وجہ سے ہے۔ لیکن جب آپ نے گھر میں ٹی وی آن کیا جس میں ایک رقّاص اور رقّاصہ (Dancers) ناچ رہے ہیں، ایک دوسرے کو اشارے کر رہے ہیں، چُھو رہے ہیں، تب آپ کی حیا کہاں سو جاتی ہے؟ خدا عَزَّوَجَلَّ کے لئے سوچئے! کیا یہ بے حیائی (Shamelessness) کا مَنظر

نہیں ہے؟ یہ آپ کی کیسی اُلٹی منطِق (مَنْ۔طِق) ہے؟ گھر کے باہَر ہو رہا تھا تو آپ نے اسے بے حیائی قرار دیکر احتجاج کیا اور یقیناً وُہی کام گھر کے اندر آپ کی بَہُو بیٹیوں کی موجودگی میں TV کے پردۂ سکرین پر ہو رہا ہے تو گویا بے حیائی نہ رہا! توبہ! توبہ! آپ کے سامنے لڑکا اور لڑکی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ناچ رہے ہیں اور آپ ہیں کہ آنکھیں پھاڑ کر مَزے سے دیکھے جارہے ہیں! اور اس کی دَاد دے رہے ہیں! آخر اس طرح خدا عَزَّوَجَلَّ کے قَہر و غَضَب کو کب تک اُبھارتے رہیں گے؟ اور اب تو عجیب دور آگیا ہے کہ اگر پردے کی بات کی جائے بے حیائی سے روکا جائے تو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کہنے والے کہتے ہیں کہ جناب یہ پردہ ترقّی کی راہ میں رُکاوٹ ہے! ہمیں آگے بڑھنا ہے دنیا بہت آگے نکل گئی ہے!

خدا کی قسم! موجودہ روِش میں نہ ترقّی ہے نہ کامیابی۔ ترقّی اور کامیابی تو صرف اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس مختصر ترین زِندَگی کو سنّتوں کے مطابق گزار کر ایمان سلامت لئے قَبْر میں جانے اور جہنّم کے ہولناک عذاب سے بچ کر جنّت الفردوس پانے میں ہے۔ غیر مسلموں کی الٹی ترقّی کی رِیْس کرتے ہوئے بے پردگی اور بے حیائی کا بازار گرم کرنے والے ذرا غور تو فرمائیں، یورپ اور امریکہ اور ان سے متاثر ہونے والے ملکوں میں کیا ہو رہا ہے؟ رَقْص گاہوں میں لوگ اپنی

آنکھوں سے اپنی بَہُو، بیٹیوں کو دوسروں کی آغوش میں دیکھتے ہیں اور ٹَس سے مَس نہیں ہوتے بلکہ وہ دیوث فخر سے اِتْراتے ہوئے داد دے رہے ہوتے ہیں، بے پردہ اور فیشن ایبل (Fashionable) عورتوں کے منہ کالے ہونے کی حَیاسوز خبریں آئے دِن اخباروں میں چھپتی ہیں، وہ عورت جو مَرد کی شہوت رانی کا شِکار ہوتی ہے اگر اس سے حَمْل ٹھہر گیا تو وہ کہاں سر چھپائے گی؟ حَمْل گِرانے کی صُورَت میں وہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ مانا کہ یورپ جیسے ترقی یافتہ مَمالِک میں ایسے ہسپتال بھی موجود ہیں جو اِسقاطِ حَمْل یعنی حَمْل گِرانے کی خِدمَت انجام دیتے ہیں اور ایسی پناہ گاہیں بھی موجود ہیں جہاں غیر شادی شدہ ماؤں کو پناہ مِل جاتی ہے، لیکن کیا مُعاشرے میں ان کو کوئی قابلِ اِحْتِرام مَقام بھی حاصل ہو سکتا ہے، مانا کہ رُسْوا ہو کر ان دونوں یعنی غیر شادی شدہ جوڑے نے اپنی دُنیا میں ہاتھوں ہاتھ سزا پائی، لیکن وہ بچہ جو اس طرح پیدا ہوا ہے اگر وہ زِندہ بچ بھی گیا اس کا کیا بنے گا؟ کبھی سوچا ہے، اسکے ہَوَسْ کار باپ نے بھی اس سے آنکھیں پھیر لیں، بدکار ماں بھی اسے کُچرے کے ڈھیر پر یا کسی مُحتاج خانے میں چھوڑ کر چلی گئی۔

دوسری جنگِ عظیم میں امریکہ کے سپاہی اپنے دوست ملک برطانیہ کی مدد کے لیے آئے تھے وہ چند سال برطانیہ میں ٹھہرے جب گئے تو سرکاری اعداد و شمار

کے مُطابق ستر ہزار ناجائز بچے چھوڑے۔

یورپ کے بعض ملکوں میں ناجائز بچوں کی شرحِ پیدائش 60 فیصد سے بھی تجاوُز کر گئی ہے اور کنواری ماؤں کی تعداد میں ہوش رُبا اِضافہ ہو رہا ہے، طلاقوں کی کثرت، گھروں میں سُکون کی دولت نہیں، میاں بیوی میں اِعتِماد مفقُود ہو چکا ہے، زوجہ اور خاوند میں سچی مَحبَّت کا فُقدَان ہے، برداشت اور اِیثار کا جَذبہ خَتْم ہو چکا ہے، کوئی بات کسی کی مرضی کے خِلاف ہو گئی تو طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

اٹھا کر پھینک دے اللہ کے بندے
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

لیکن عَجَب تماشہ ہے کہ مَغْرِب کی یہ بربادی دیکھنے کے باوُجُود ہم ان کی پیروی میں فحاشی و عریانی کو فروغ دیئے چلے جارہے ہیں، آخِر ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ آہ! ایسا لگتا ہے کوئی سمجھانے والا، کوئی روکنے ٹوکنے والا ہے ہی نہیں اور اگر کوئی سمجھائے بھی تو یہاں سمجھنے کو کون تیار ہے؟؟؟ بس بے حَیائی کے سیلاب میں بہتے چلے جارہے ہیں جبکہ اسلام میں حَیا کی بڑی اہمیت ہے، ہمارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: بے شک ہر دین کا ایک خُلُق ہے اور اسلام کا خُلُق حَیا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحیاء، ۴ / ۴۶۰، حدیث: ۴۱۸۱)

بدکاری سے بچنے کے طریقے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معاشرے کو فحاشی و بدکاری کے طوفان سے بچانے کیلئے دو مدنی پھول پیشِ خدمت ہیں، اگر ہم ان پھولوں کو اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجا کر ان کی خوشبوؤں سے اپنے شب و روز مُعَطر کرنے کی کوشش کریں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے اردگرد پھیلا ہوا برائیوں کا تَعَفُّن خَتْم ہو جائے گا اور یہ مُعاشرہ مدینے کے سدا بہار پھولوں کی طرح مہکنے لگے گا۔

(۱) شرم وحَیا

حَیا ایک ایسی چیز ہے جہاں یہ ہو وہاں سے برائی خَتْم ہو جاتی ہے اور جہاں حَیا نہ ہو فَحاشی و عُریانی ڈیرے ڈال لیتی ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جس میں حَیا نہیں اس کا جو جی چاہے کرے۔ (الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الحیاء، ۲ / ۳، حدیث: ۶۰۶)

ہمیں اگر اپنے مُعاشرے کو پاکیزہ بنانا ہے تو اس کے لئے شرم وحَیا کے پیغام کو عام کرنا ہو گا۔ اس سلسلے میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے تحریری بیان **باحیا نوجوان** کا مطالعہ کیجئے۔ چنانچہ اس رسالے سے حیا کے متعلق چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں:

حَیا کسے کہتے ہیں؟

حَیا سے مُراد ''وہ وَصْف ہے جو ان چیزوں سے روک دے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور مخلوق کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں۔''لوگوں سے شرما کر کسی ایسے کام سے رُک جانا جو ان کے نزدیک اچّھا نہ ہو ''**مخلوق سے حَیا**'' کہلاتا ہے۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ عام لوگوں سے حَیا کرنا دنیاوی برائیوں سے بچائے گا اور عُلَمَاوَصُلَحا سے حَیا کرنا دینی بُرائیوں سے باز رکھے گا۔ مگر حَیا کے اچّھا ہونے کے لئے ضَروری ہے کہ مخلوق سے شرمانے میں خالق عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو اور نہ کسی کے حُقُوق کی ادائیگی میں وہ حَیا رُکاوٹ بن رہی ہو۔ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حَیا'' یہ ہے کہ اُس کی ہیبت و جَلال اور اس کا خوف دل میں بٹھائے اور ہر اُس کام سے بچے جس سے اُس کی ناراضی کا اندیشہ ہو۔ (باحَیانوجوان، ص۵)

حَیا کا ماحول سے تعلُّق

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حَیا کا مُعاشرے کے سنورنے اور بگڑنے میں بنیادی کردار ہے اس لئے کہ حَیا ہی تو تھی جو برائیوں اور گناہوں سے روکتی تھی جب حَیا ہی نہ رہی تو اب بُرائی سے کون روکے؟ اور حَیا کا تَعَلّق ماحَول سے ہے اگر ہمارے اردگرد کا ماحَول باحَیا افراد پر مشتمل ہے تو ہمارے اندر وَصْفِ حَیا کی نَشْوونُما

ہو گی اور ہمارے افعال سے حَیا جھلکے گی اور اگر ہمارا اٹھنا بیٹھنا بے حَیائی کے دِلدادہ، گانوں باجوں، فِلموں، ڈِراموں کے شائِق لوگوں میں ہو گا تو ''صحبتِ طالِح تُرا طالِح کُنَنْد'' (برے کی صحبت تجھے برا بنادے گی) کے مِصداق کہیں ہم بھی انہیں کے رنگ میں نہ رنگ جائیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ حالات میں جہاں ہمارے چہار جانب بے حَیائی کی بادِ سَمُوم (بہت گرم ہوا) چل رہی ہے ایسا پاکیزہ ماحول لائیں کہاں سے جو ہماری اور ہمارے اہل خانہ کی تربیت کرے؟ تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سوال کا جواب قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے جس نے ایک دو نہیں لاکھوں لاکھ لوگوں کی کایا پلٹ دی اور انہیں بے حَیائی اور فَحاشی کی پُرخار وادی سے نِکال کر شرم وحَیا کی پاکیزہ راہ پر چلا دیا۔ وہ عورتیں جو کل تک بازاروں کی زینت بنی ہوئی تھیں اس ماحَول نے انہیں چادر وچاردیواری کا سَبَق دے کر گھروں میں رہنا سکھادیا، آیئے! اس مَدَنی ماحَول کی ایک مَدَنی بَہار مُلاحَظہ فرمایئے:

ایک اسلامی بہن کے تحریری بیان کا لُبِّ لُباب ہے: دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ مَدَنی ماحَول سے وابستہ ہونے سے پہلے میں ایک فیشن ایبل (Fashionable) لڑکی تھی۔ نِت نئے فیشن اپنانا، کالج میں بے پردہ جانا، نیز کوچنگ سینٹر میں لڑکوں کے ساتھ بے تکلّفی سے پیش آنا میرے نزدیک مَعْیوب نہ تھا۔ مگر جب سے

دعوتِ اسلامی کا پاکیزہ ماحول مِلا میری زِندَگی تمام خُرافات سے پاک ہو گئی اور میں نیکیوں بھری زِندَگی بَسر کرنے لگی۔ میری زِندَگی میں مَدَنی اِنْقِلاب برپا ہونے کے احوال کچھ یوں ہیں کہ ہمارے عَلاقے میں دعوتِ اسلامی کے تحت "**مدرسۃ المدینہ برائے بالغات**" کا آغاز ہوا تو دعوتِ اسلامی کی ایک ذمہ دار اسلامی بہن نے بڑی مَحبّت سے انفرادی کوشش کرتے ہوئے مجھے تجوید کے ساتھ قرآنِ پاک پڑھنے کے فضائل اور بلا تجوید قرآنِ پاک پڑھنے کی وعیدیں سناتے ہوئے صحیح تلفظ کے ساتھ قرآنِ پاک پڑھنے کی دعوت دی۔ اسلامی بہن کا انداز ایسا متأثر کُن تھا کہ مجھ سے انکار نہ ہو سکا اور میں نے "**مدرسۃ المدینہ برائے بالغات**" میں شرکت کی ہامی بھر لی۔ پہلے روز جب میں مدرسے گئی تو وہاں کی تعلیم و تربیت کا نرالا انداز دیکھ کر دل کو وہ فَرْحَت و مَسَرَّت حاصِل ہوئی جسے الفاظ میں ڈھالنا میرے بَس میں نہیں۔ مَدَرسے میں ایک چھوٹی سی لائبریری بھی قائم کی گئی تھی جس میں شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی تالیفات، رسائل اور بیانات کی کیسٹیں موجود تھیں۔ میں نے مُعَلِّمہ اسلامی بہن کی اِجازَت سے چند رسائل لیے اور گھر جا کر ان کا مُطالَعہ شروع کر دیا۔ سب سے پہلے ایک رسالہ بنام "اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے آپریشن کی جھلکیاں" پڑھا جس میں آپریشن کے وَقت آپ کے خوفِ خدا، عِشْقِ مصطفےٰ، ایمان کی سلامتی کی فِکْر اور اپنے مریدین،

مُتَعَلِّقین اور اُمّتِ مصطفٰے کے لئے مَغْفِرَت کی دُعاؤں کی معلومات نیز ایسی نازُک حالت میں بھی قوانینِ شریعت کی مکمل پاسداری کے واقعات میرے دل کی دنیا کو تہہ وبالا کرنے کے لئے کافی تھے، میرا ایمان تازہ ہو گیا۔ میں اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مُعتقد اور آپ کی بنائی ہوئی پیاری پیاری تحریک دعوتِ اسلامی سے بیحد متأثر ہوئی۔ اس کے بعد میں نے اسلامی بہنوں کے ساتھ ہَفْتہ وار سنّتوں بھرے اِجتماع میں شرکت کو اپنا معمول بنا لیا۔ ایک مرتبہ اِجتماع میں سنّتوں بھرے بیان کے بعد اعلان ہوا کہ اب اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بیعت کروائی جائے گی۔ وکیلِ عطار جو کہ کسی دوسرے مَقام پر تھے انہوں نے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے بیعت سے پہلے توبہ کروائی جس میں یہ الفاظ بھی شامل تھے ”ماں باپ کی نافرمانی، جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، تکبر، وعدہ خلافی، گالی گلوچ، فلمیں ڈرامے، گانے باجے، بے پردگی وغیرہ وغیرہ گناہوں سے بچتی رہوں گی“ یہ الفاظ ادا کرتے وقت میرے دل کی دنیا زیر وزَبر ہو گئی۔ گھر واپس آنے کے بعد بھی نَجانے کتنی دیر تک میرے کانوں میں انہی الفاظ کی گونج برقرار رہی۔ میں دِل ہی دل میں خود کو سابقہ گناہوں پر مَلامَت کرتی رہی۔ جب دِل میں اِحساسِ نَدامَت پیدا ہوا تو آنکھوں سے برستے آنسوؤں سے اس کا اظہار ہو گیا۔ ہاتھ بارگاہِ خداوندی میں اُٹھا کر اپنے گناہوں کی مُعافی مانگی اور والدین سے بھی اپنی کوتاہیوں پر مَعْذِرَت کی۔ دعوتِ

اسلامی نے مجھے ایک پاکیزہ زندگی عطا کر دی۔ کل تک میں بے پردہ اور فیشن پرست تھی مگر دعوتِ اسلامی نے مجھے حَیا کی چادر عطا کر دی اور مجھے سنّتوں کا عادی بنا دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تادمِ تحریر میں علاقائی مُشاورت کی ذمہ دار کی حیثیت سے سنّتوں کی خدمت کیلئے کوشاں ہوں۔

حَیا کی اہمیت

اسلام میں حَیا کو بَہُت اَہَمِّیَّت (اَہَم۔مِی۔یَت) دی گئی ہے۔ چُنانچِہ حدیث شریف میں ہے: بے شک ہر دین کا ایک خُلُق ہے اور اسلام کا خُلق حیا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحیاء، ۴ / ۴۶۰، حدیث: ۴۱۸۱) یعنی ہر اُمَّت کی کوئی نہ کوئی خاص خَصلت ہوتی ہے جو دیگر خَصلَتوں پر غالب ہوتی ہے اور اسلام کی وہ خَصلَت حَیا ہے۔ اس لئے کہ حَیا ایک ایسا خُلُق ہے جو اَخلاقی اچھّائیوں کی تکمیل، ایمان کی مَضْبُوطی کا باعث اور اسکی عَلامات میں سے ہے۔ چُنانچہ،

ایمان کی عَلامت

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ایمان کے ستّر سے زائد شُعَبے (عَلامات) ہیں اور حَیا ایمان کا ایک شُعبہ ہے۔ (مُسلِم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان و افضلہا وادناھا

۔۔الخ، ص۳۹، حدیث: ۳۵) ایک اور حدیث شریف میں ہے: حَیا ایمان سے ہے۔ (مُسنَدُ ابی یعلیٰ، الحدیث: ۷۴۶۳، ج۶، ص۲۹۱) یعنی جس طرح ایمان، مومِن کو کُفر کے اِرتِکاب سے روکتا ہے اِسی طرح حَیا، باحَیا کو نافرمانیوں سے بچاتی ہے۔ یوں مَجازاً اسے **ایمان** سے فرمایا گیا۔ جس کی مزید وضاحت و تائید حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اِس روایت سے ہوتی ہے: بے شک حَیا اور ایمان دونوں آپس میں مِلے ہوئے ہیں تو جب ایک اُٹھ جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، ۱/۱۷۶، حدیث: ۶۶)

کثرتِ حَیا سے منع مت کرو

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک انصاری کو ملاحَظہ فرمایا کہ وہ اپنے بھائی کو شَرم وحیا کے مُتعلِّق نصیحت کر رہے تھے (یعنی کثرتِ حیا سے منع کر رہے تھے) تو فرمایا: اسے چھوڑ دو، بے شک حیا ایمان سے ہے۔

(ابو داود، کتاب الادب، باب الحیاء، ۴/۳۳۱، حدیث: ۴۷۹۵)

حَیا خیر ہی خیر ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا حَیا جتنی زیادہ ہو اُتنی ہی اچّھی ہے۔ مگر افسوس کہ اب بعض لوگ حَیا کا مَذاق اُڑاتے نظر آتے ہیں اور شرمیلے

اسلامی بھائی پر ہنستے ہوئے کہتے ہیں یہ تو لڑکی کی طرح شرماتا ہے! یاد رکھئے حَیا میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ چُنانچِہ،

حضرتِ سیِّدُنا عِمران بن حُصَین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: حَیا صِرْف خَیر (یعنی بھلائی) ہی لاتی ہے۔

(مُسلِم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان وافضلہا وادناھا۔۔۔الخ، ص ۴۰، حدیث: ۳۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے حَیا کی اَہَمِّیَّت اور فضیلت مُلاحَظہ فرمائی، اب یہ ہم پر ہے کہ اپنے اردگرد کے ماحَول کو حَیادار بنانے کی کوشش کریں اور اس کا آغاز اپنے گھر سے کریں کہ جو لوگ باوُجُودِ قدرت اپنی عورَتوں اور مَحارِم کو بے پردگی سے منع نہ کریں وہ دَیُّوث ہیں، رَحمتِ عالمیان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: **ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِیْ يُقِرُّ فِیْ اَهْلِهِ الْخَبَثَ**۔ یعنی تین شخص ہیں جن پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جنّت حَرام فرما دی ہے ایک تو وہ شخص جو ہمیشہ شراب پیئے، دوسرا وہ شخص جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے اور تیسرا وہ دیُّوث (یعنی بے حیا) کہ جو اپنے گھر والوں میں بے غیرتی کے کاموں کو برقرار رکھے۔

(مُسنَد اَحمد، ۲/۳۵۱، حدیث: ۵۳۷۲)

دَیُّوث کسے کہتے ہیں

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: بعض شارِحین نے فرمایا کہ یہاں خَبَث سے مُراد زِنا اور اسبابِ زنا ہیں یعنی جو اپنی بیوی بچّوں کے زِنا یا بے حیائی، بے پردگی، اجنبی مردوں سے اِختلاط، بازاروں میں زینت سے پھرنا، بے حیائی کے گانے ناچ وغیرہ دیکھ کر باوُجود قدرت نہ روکے وہ بے حیا دیّوث ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ۵/۳۳۷)

دَیُّوث پر جنّت حَرام ہے

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”جس نے کسی شادی شُدہ عورت سے بدکاری کی تو اس بدکار مرد اور عورت کو قَبْر میں اس اُمّت کا نِصف عَذاب ہو گا، پھر جب قِیامَت کا دِن ہو گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس عورت کے شوہر کو بدکار کی نیکیاں لینے کا حکم دے گا، یہ تب ہو گا جبکہ اسے اس (بدکاری) کا عِلْم نہ تھا اور اگر وہ جاننے کے باوجود خاموش رہا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر جَنَّت حَرام کر دے گا کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جنت کے دروازے پر لکھ دیا ہے کہ تو دیوث پر حَرام ہے۔“ (کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ العاشرۃ: الزنی...الخ، ص۵۹)

معلوم ہوا کہ جو اپنے اہل خانہ کو بے حَیائی کے کاموں سے نہیں روکتا وہ دَیُّوث ہے، ہاں! اگر مَرد اپنی حیثیت کے مُطابِق مَنْع کرتا ہے اور وہ نہ مانیں تو اِس صُورت میں اس پر نہ کوئی الزام اور نہ وہ دَیُّوث۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ گفتار کے غازی نہ بنیں، محض مُعاشرے میں ہونے والی برائیوں پر تبصرے نہ کریں کہ تبصروں سے تبدیلی نہیں آتی بلکہ عملی اقدام کریں کہ مُعاشَرہ (Society) فرد سے بنتا ہے نہ کہ فرد مُعاشَرے سے۔ چُنانْچہ ایک ایک فرد پر انفرادی کوشش کرتے ہوئے اسے مَدَنی ذِہن دیں اور **"بے حَیائی کے خِلاف جنگ جاری رہے گی"** کو اپنا نعرہ بناتے ہوئے اس کے خِلاف ڈَٹ جائیں تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہ دِن دور نہیں جب ہمارا مُعاشَرہ ایک پاکیزہ مُعاشَرہ بن جائے گا۔

(۲) بے پردگی کا خاتمہ

مُعاشَرے سے بے پردگی کا خاتمہ کرنا بدکاری کا راستہ روکنے کے لئے نہایت اہم ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اپنی فِطری حَیا کی بِنا پر بُرائی سے بچنے کی کوشش کر بھی رہا ہو مگر عورت کا حُسن و جَمال اور اس پر اس کا بَن سَنْور کر بے پردہ مردوں کو دعوتِ نظارہ دینا بسا اوقات عابدوں اور زاہدوں کے قدم بھی ڈگمگانے کا سبب بن سکتا ہے۔ چنانچہ،

خوفِ خدا کام آگیا

حضرت سیّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک فاحِشہ عورت کے بارے میں مشہور تھا کہ اسے دُنیا کا تہائی حُسن دیا گیا ہے۔ اس کی بدکاری بھی اِنتہاء کو پہنچ چکی تھی، جب تک وہ سو دینار نہ لے لیتی اپنے قریب کسی کو نہ آنے دیتی۔ لوگ اس کے حُسن کی وجہ سے اِتنی بھاری رقم ادا کرکے بھی اس سے بدکاری کرتے۔ ایک مرتبہ ایک عابد اس عورت کا حسن و جمال دیکھ کر بس دیکھتا ہی رہ گیا اور شیطان و نفس کے بہکاوے میں آکر اس حسین و جمیل عورت کا قُرب حاصل کرنے کے مُتَعَلِّق سوچنے لگا، جب اسے معلوم ہوا کہ 100 دینار دے کر اس کی یہ حسرت پوری ہو سکتی ہے تو وہ مَطلوبہ رقم حاصل کرنے کیلئے دن رات مزدوری کرنے لگا۔ کافی تگ ودو کے بعد جب 100 دینار جمع ہوئے تو وہ اپنے مَن کی مُراد بَر آنے کی آرزو میں اس کے پاس جا پہُنچا اور اپنے دل کی آرزو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا کہ اسے کتنے پاپڑ بیلنے پڑے ہیں۔

جب حسینہ نے عابِد کو اندر آنے کی اجازت دی اور وہ کمرے میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ حسینہ سونے کے تخت پر بیٹھی ہے۔ اور اسے رحمتِ خداوندی سے دور کرنے اور گناہوں کی دلدل میں غرق کرنے کی دعوت دیتے ہوئے پکار

رہی ہے: ”قریب آ کر اپنی آرزو پوری کر لیجئے، مَیں حاضر ہوں۔“ عابد اس قاتل حسینہ کے اس انداز پر آگے بڑھا اور تخت پر جا بیٹھا۔ پھر جب دونوں بد مستی و خر مستی کے عالَم میں **حدود اللہ** پامال کرنے لگے تو اچانک عابِد کے دِل و دماغ میں ایک بجلی سی کوندی جس نے اسے خوابِ غفلت سے جگا دیا اور اس کی ساری بَد مستی و خَر مستی جَل کر خَاکِسْتَر ہو گئی، اسے بروزِ قِیامَت بارگاہِ خداوندی میں حاضِر ہونا کیا یاد آیا کہ اس کی حالَت ہی بدل گئی، خوفِ خدا سے جسم پر لرزہ اور ایک عجب سی کپکپی طاری ہو گئی، نفس و شیطان کی اطاعت میں یادِ خدا سے غفلت برتنے کے احساس نے اس کی شہوت کی آگ کو برف کی طرح ٹھنڈا کر دیا اور وہ فعلِ بد کا ارادہ کرنے پر شرمندہ و شرمسار ہو کر فوراً نہ صرف اس حسینہ سے دور ہو گیا بلکہ نگاہیں جھکائے کچھ یوں گویا ہوا: ”مجھے جانے دو اور یہ سو دینار بھی تم اپنے پاس ہی رکھو۔“

حسینہ نے عابد کی اُڑی اُڑی رنگت دیکھ کر بڑی حیرانی سے پوچھا: جناب! کیا ہوا؟ ابھی تو آپ بتا رہے تھے کہ آپ نے محض میرے قُرب کے حُصول کے لیے کتنے جَتَن کیے ہیں اور کتنی مشقتیں برداشت کی ہیں اور اب جبکہ طویل انتظار کے بعد مَقصود کے حُصول کا وقت آیا ہے، منزل سامنے ہے، میں بھی بھرپور ساتھ

دینے کو تیار ہوں، درمیان میں کوئی رُکاوٹ بھی نہیں تو دور کیوں بھاگ رہے ہیں؟ عابد بولا: ”مجھے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے ڈر لگ رہا ہے اور اس کا خوف تیری طرف مائل نہیں ہونے دے رہا، مجھے اس بات سے حیا آ رہی ہے کہ جب میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یہ گناہ لے کر حاضر ہوں گا تو کیا جواب دوں گا؟ اور یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ اگر مَیں نے یہ گناہ کر لیا تو کل بروزِ قِیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا سامنا کیسے کر سکوں گا؟ اس لیے میرا دِل تجھ سے اُچاٹ ہو گیا ہے اور اب اس میں تیرے لیے کچھ جگہ ہے نہ تیرے حسن کے لیے، لہٰذا مجھے یہاں سے جانے دے۔“ عابد کی یہ باتیں سن کر اپنے حُسن پر نازاں حسینہ بَہُت حَیران ہوئی اور کہنے لگی: ”اگر آپ سچے ہیں تو مَیں بھی بارگاہِ خداوندی میں توبہ کرتی ہوں اور عہد کرتی ہوں کہ آپ کے علاوہ کسی سے شادی نہ کروں گی۔“

عابِد نے بڑی مشکل سے اپنی گھبراہٹ و پریشانی اور پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے اس وقت اجازت طلب کی کہ ابھی اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا بس وہ یہاں سے جانا چاہتا ہے تو اس حسینہ نے یہ کہتے ہوئے اسے جانے دیا کہ بہت جلد میں خود تمہارے پاس تم سے شادی کرنے کے لیے آؤں گی۔ چنانچہ عابد اجازت ملنے پر فوراً افسوس کرتا ہوا سر پر کپڑا ڈالے، منہ چھپائے، شَرمِندہ شَرمِندہ

وہاں سے نِکلا اور اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ حسینہ چونکہ عابد کے کردار اور اس کی باتوں سے متاثر ہو کر گناہوں سے توبہ کر چکی تھی۔ چنانچہ اس نے بھی اپنے شہر کو خیر آباد کہا اور اس عابد کے مُتَعَلِّق پوچھتی پوچھتی بالآخر اس کے گھر پہنچ گئی۔ جب عابد کو بتایا گیا کہ کوئی عورت اس سے مِلنا چاہتی ہے اور اس نے باہَر آکر جُونہی اس حسینہ کو دیکھا تو ایک زور دار چیخ ماری اور اس کی روح عالمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ حسینہ عابد کے اس طرح دنیا سے منہ موڑ جانے پر بَہُت زیادہ غمزدہ ہو گئی اور جب اس نے لوگوں سے پوچھا: ''کیا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے؟'' تو انہوں نے بتایا: ہاں! اس کا ایک بھائی ہے لیکن وہ بہت غریب ہے۔ یہ جان کر وہ حسینہ عابد کے بھائی کے پاس گئی اور اسے حقیقتِ حال سے آگاہ کرتے ہوئے شادی کی درخواست پیش کی۔ چنانچہ اس کی شادی ہو گئی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں نیک وصالح اولاد عطا فرمائی اور انکے ہاں سات بیٹے ہوئے جو سب کے سب اپنے زمانے کے مشہور ولی بنے۔ (عیون الحکایات، الحکایۃ الاربعون بعد المائۃ، ص۱۵۹)

حَیا اور گناہوں سے نفرت

معلوم ہوا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حَیا گناہوں سے نفرت کا باعث ہے۔ چنانچہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حَیا'' یہ ہے

کہ اُس کی ہیبت و جَلال اور اس کا خوف دِل میں بٹھائے اور ہر اُس کام سے بچے جس سے اُس کی ناراضی کا اندیشہ ہو۔ (باحَیانوجوان، ص۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ بھی معلوم ہوا جہاں حَیا ہو وہاں خوفِ خدا ہوتا ہے اور جہاں خوفِ خدا ہو وہاں وہ گناہ کیسے رہ سکتا ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا سبب بن سکتا ہے اور بے پردگی بھی چونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا سبب بنتی ہے لہٰذا اس کے خاتمے کے لیے بھی حَیا کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک حَیا اور پردے کا اہتمام رہا ہماری قوم ترقّی کی مَنازِل طے کرتی رہی اور جب حَیا کا خاتمہ ہوا تو بے پردگی آئی پھر بے پردگی سے بدکاری نے جَنَم لیا اور آخر مسلمان بدکاری کی نُحُوسَتوں کا شِکار ہو کر رہ گئے۔

ذیل میں چند واقعات پیشِ خدمت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حَیا اور پردے کی کس قدر اہمیت ہے۔

چہرے پر نِقاب

حضرت سیدتنا اُمِّ خَلَّاد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے چہرے پر نِقاب ڈالے باپردہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں، اس پر کسی نے حیرت سے

کہا: اس وقت بھی آپ نے منہ پر نِقاب ڈال رکھا ہے۔ آپ کہنے لگیں: میں نے اپنا بیٹا ضرور کھویا ہے حَیا نہیں کھوئی۔

(ابو داود، کتاب الجہاد، باب فضل قتال الروم علی غیرھم من الامم، ۳ / ۹، حدیث: ۲۴۸۸)

میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا

ام المومنین حضرت سیدتنا سَودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرض حج ادا کر چکی تھیں، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوبارہ نفلی حج اور عمرہ کیلئے عرض کی گئی تو ارشاد فرمایا: میں فرض حج ادا کر چکی ہوں، میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے، خدا کی قسم! اب میرے بجائے میرا جَنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔ راوی فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اس کے بعد زندگی کے آخری سانس تک آپ گھر سے باہر نہیں نکلیں۔ (در منثور، الاحزاب، تحت الآیۃ ۳۳، ۶ / ۵۹۹)

خاتونِ جنّت کا پردہ

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد خاتونِ جنّت، شہزادیٔ کونَین، حضرت سیِّدَتُنا فاطِمۃُ الزّہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غمِ مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اِس قَدَر غَلَبہ ہوا کہ آپ کے لَبوں کی مسکراہٹ ہی خَتْم ہو گئی! اپنے وِصال سے قبل صِرْف ایک ہی بار مُسکراتی دیکھی گئیں۔ اِس کا واقِعہ

کچھ یوں ہے: حضرت سیِّدَتُنا خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ تشویش تھی کہ عُمر بھر تو غیر مَردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا ہے، اب کہیں بعدِ وفات میری کَفَن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے! ایک موقع پر حضرتِ سیِّدَتُنا اَسماء بنتِ عُمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: میں نے حَبشہ میں دیکھا ہے کہ جَنازے پر دَرَخْت کی شاخیں باندھ کر ایک ڈَولی کی سی صُورَت بنا کر اُس پر پردہ ڈالدیتے ہیں۔ پھر اُنہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر انہیں جوڑ کر اُس پر کپڑا تان کر سیِّدہ خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دِکھایا۔ آپ بَہُت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ بس یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہِری کے بعد دیکھی گئی۔

(پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۲۰۰ بحوالہ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب، ص ۱۵۹)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! سیِّدہ خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پردے کی بھی کیا بات ہے! کسی نے کتنا پیارا شِعْر کہا ہے ؎

چُو زَہرا باش از مخلوق رُو پوش
کہ دَر آغوش شبّیرے بَہ بینی

(یعنی حضرت فاطِمہ زَہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح پرہیز گار و پردہ دار بنو تا کہ اپنی گود میں حضرتِ سیِّدُنا شبّیرِ نامدار امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی اولاد دیکھو)

پردے کی شان

شَرعی پردہ کرنے والیوں کی بڑی شانیں ہوتی ہیں۔ چُنانچِہ اَخبارُ الاخیار میں ہے: سَخْت قَحط سالی ہوئی، لوگوں کی بَہُت دُعاؤں کے باوُجُود بارِش نہ ہوئی۔ حضرتِ سیِّدُنا بابا نِظامُ الدّین ابو المؤید رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اپنی امّی جان رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہا کے کپڑے کا ایک دھاگہ ہاتھ میں لیکر عرض کی: **یا اللہ!** یہ اُس خاتون کے دامَن کا دھاگہ ہے جس (خاتون) پر کبھی کسی نامَحْرَم کی نظر نہ پڑی، میرے مولیٰ! اِسی کے صَدقے رَحمت کی بَرکھا (بارش) برسادے! ابھی دُعا خَتْم کی ہی تھی کہ رَحمت کے بادَل گھر گئے اور رِم جِھم رِم جِھم بارِش شُروع ہو گئی۔ (اخبار الاخیار، ص ۲۹۴)

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
حَیا سے ان کی انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہماری صحابیات اور صالحات کس قَدَر پردے کا اِہتمام کرتی تھیں، جی ہاں! یہ ہی وہ پردہ نشین مائیں تھیں جنھوں نے بڑے بڑے بہادر جرنیل، سپہ سالار، عظیم حکمران، علمائے ربانیین اور اولیائے کاملین کو جَنَم دیا جن کی بدَولَت اسلام چار دانگِ عالَم میں پھیل گیا، تمام امہاتُ المومنین، جملہ صحابیاتِ سید المرسلین سب باپردہ تھیں، حسنین

کریمین کی والدہ ماجدہ خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باپردہ تھیں، سرکارِ بغداد حضورِ غوث پاک رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ سَیِّدَتُنَا اُمُّ الْخَیر فاطمہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہا باپردہ تھیں، اَلْغَرض جب تک پردہ قائم تھا اور عِفَّت مآب خواتین چادر اور چار دیواری کے اندر تھیں مسلمان خوب ترقّی کی مَنازِل طے کرتا جارہا تھا، غیر مسلموں پر غالِب آرہا تھا، جب سے غیر مسلموں کے زیرِ اَثر آکر مسلمانوں نے بے پردگی کا سلسلہ شروع کیا مسلمان مُسلسل تنزلی کے گہرے گڑھے میں گِرتا جارہا ہے، کل تک جو غیر مسلم مسلمانوں کے نام سے لَرزَہ بَراَندام تھے آج مسلمانوں کی بے پردگیوں، بداعمالیوں کے باعِث غالِب آچکے ہیں۔ مگر مسلمان ہوش کے ناخُن نہیں لے رہا، سوچتا نہیں ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسُل وقتِ دُعا ہے — امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے — پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ — خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے فروزاں — اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو کچھ ہے وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت — شِکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے
دیکھیں ہیں یہ دِن اپنی ہی غفلت کی بدولت — سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام برا ہے
فریاد اے کشتیٔ امت کے نگہباں — بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

کر حق سے دعا امتِ مرحوم کے حق میں خطروں میں بہت اس کا جہاز آ کے گھرا ہے
امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے
ایماں جسے کہتے ہیں عقیدے میں ہمارے وہ تیری محبت تری عترت کی وِلا ہے
جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اڑتی وہ خاک ہمارے لئے داروئے شفا ہے
جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے
جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت مکے سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے
کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا اب تک تو ترے نام پہ اک ایک فدا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں بالآخر ہیں تمہارے نسبت بہت اچھی ہے مگر حال برا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی ہاں ایک دعا تیری کہ مقبولِ خدا ہے

پیارے اسلامی بھائیو! آج اگر ہمیں اپنی کھوئی ہوئی عَظَمتِ رَفتہ کو حاصِل کرنا ہے تو اس دورِ جدید کی بد تہذیبی سے جان چھُڑا کر اپنے روشن ماضی کی جانب واپس جانا ہو گا، ابتدا اپنے گھر سے کرتے ہوئے اپنے گھر کی خواتین کو شرعی پردے کے اِہتِمام کا ذِہن دینے کی کوشش کرنی ہو گی، ان کا ذِہن بنائیں کہ صرف جہاں شریعت اجازت دیتی ہے اسی صورت میں گھر سے باہر قدم رکھیں اور وہ بھی مَدَنی احتیاطوں کے ساتھ جس کا ذِہن شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: شَرعی اِجازت کی صُورَت میں گھر سے

نکلتے وَقت اسلامی بہن غیر جاذِبِ نظر کپڑے کا ڈِھیلا ڈھالا مَدَنی بُرقع اَوڑھے، ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جُرابیں پہنے۔ مگر دستانوں اور جُرابوں کا کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ کھال کی رنگت جھلکے۔ جہاں کہیں غیر مَردوں کی نظر پڑنے کا امکان ہو وہاں چہرے سے نِقاب نہ اٹھائے مَثَلاً اپنے یا کسی کے گھر کی سیڑھی اور گلی محلّہ وغیرہ۔ نیچے کی طرف سے بھی اِس طرح بُرقع نہ اٹھائے کہ بدن کے رنگ برنگے کپڑوں پر غیر مَردوں کی نظر پڑے۔ واضح رہے کہ عورت کے سر سے لیکر پاؤں کے گٹّوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصّہ بھی مَثَلاً سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی وغیرہ اجنبی مرد (یعنی جس سے شادی ہمیشہ کیلئے حرام نہ ہو) پر بلا اجازتِ شَرْعی ظاہر نہ ہو بلکہ اگر لباس ایسا مَہین یعنی پتلا ہے جس سے بدن کی رنگت جَھلکے یا ایسا چُست ہے کہ کسی عُضْو کی ہیئت (ہَے اَت، یعنی شکل وصورت یا اُبھار وغیرہ) ظاہِر ہو یا دوپٹّہ اتنا باریک ہے کہ بالوں کی سیاہی چمکے یہ بھی بے پَردَگی ہے۔ میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جو وَضْعِ لباس (یعنی لباس کی بناوٹ) وطریقہ پوشش (یعنی پہننے کا انداز) اب عورات میں رائج ہے کہ کپڑے باریک جن میں سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بالوں یا گلے یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصّہ کُھلا ہو یوں تو سوا خاص مَحارِم کے جن سے نِکاح ہمیشہ کو حرام ہے کسی کے سامنے ہونا سخت

حرامِ قطعی ہے۔(فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ۲۲/ ۲۱۷) (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص ۴۲)

عورتوں کی اِصلاح کا طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حتَّی الْاِمکان بے پردگی وغیرہ کے مُعاملے میں عورتوں کو روکا جائے، مگر حکمتِ عملی کے ساتھ، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی زوجہ یا ماں، بہنوں پر اس طرح کی سختی کر بیٹھیں جس سے گھر کا اَمن ہی تہ و بالا ہو کر رَہ جائے۔ مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت حصّہ 16 صَفْحَہ 442 تا 449 سے **دیکھنے اور چُھونے کا بیان** پڑھنا پڑھانا یا پڑھ کر سنانا اس سلسلے میں انتہائی مفید ہے۔ ان کیلئے دِلسوزی کے ساتھ دُعا بھی فرماتے رہئے۔ خود کو اور اہلِ خانہ کو ہر گناہ سے بچانے کی کُڑھن پیدا کیجئے اور کوشش بھی جاری رکھیں۔ پارہ 28 سورۃُ التَّحرِیم کی چھٹی آیتِ کریمہ میں ارشادِ خداوندی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (پ۲۸، التَّحرِیم: ۶)

ترجَمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتّھر ہیں۔

رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مُعظّم ہے: **كُلُّكُمْ رَاعٍ**

وَّ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ یعنی تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے جس سے (روز قِیامت) اسکی رَعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، ۱/۳۰۹، حدیث: ۸۹۳)

اس حدیثِ پاک کے تحت شارحِ بخاری حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مراد یہ ہے کہ جو کسی کی نگہبانی میں ہو۔ اس طرح عوام سلطان اور حاکم کے، اولاد ماں باپ کے، تلامِذہ اَساتذہ کے، مریدین پیر کے رعایا ہوئے۔ یونہی جو مال زوجہ یا اولاد یا نوکر کی سُپُرْدَگی میں ہو۔ اس کی نگہداشت ان پر واجب ہے۔ ''نگہبانی میں یہ بھی داخِل ہے کہ رعایا گناہ میں مبتلا نہ ہو۔'' (نزھۃ القاری، ۳/ ۳۳۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں اپنے ماتحت افراد کو نیکی کی دعوت دیتے ہوئے برائیوں سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ **اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَ نَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَر** یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا انتہائی اہم کام ہے اور اس کا ترک کر دینا دنیا و آخرت برباد کر دینے کا باعث ہو سکتا ہے۔ چنانچہ،

نیکی کی دعوت نہ دینے کا انجام

حضورِ اکرم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کو حکم فرمایا فلاں شہر کو اس کے

رہنے والوں سمیت زیر وزبر کر دو۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اے رب عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں میں تیرا ایک فلاں نیک بندہ بھی ہے جس نے پلک جھپکنے کی مقدار بھی تیری نافرمانی نہیں کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا شہر ان پر الٹ دو کیونکہ اس کا چہرہ میری نافرمانیاں دیکھ کر کبھی متغیر نہیں ہوا۔ (شعب الایمان، باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، ۶/۹۷، حدیث: ۷۵۹۵) ایک اور حدیثِ پاک میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: قسم ہے اس کی جس کے قَبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یا تو تم اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری بات سے منع کرو گے یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر اپنا عذاب بھیجے گا پھر دُعا کرو گے اور تمہاری دُعا قبول نہ ہو گی۔

(ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، ۴/۶۹، حدیث: ۲۱۷۶)

ظالِم بادشاہ مسلط کر دیا جائے گا

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تم نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو ورنہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر کسی ظالِم بادشاہ کو مُسَلّط کر دے گا، جو تمہارے بڑوں کی تعظیم کرے گا نہ چھوٹوں پر رحم کرے گا، تمہارے نیک لوگ دُعا کریں گے ان کی دُعائیں قبول نہیں ہوں گی، وہ مدد مانگیں گے تو ان کی مدد نہ کی

جائے گی، وہ مُعافی مانگیں گے مگر ان کو مُعافی نہیں ملے گی۔

(احیاء العلوم، کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، ۲/ ۳۸۳)

بے حَیائی کے خِلاف جنگ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس وقت اس بے حِسی سے جگانے کے لیے اگر کوئی روشنی کی نمایاں کِرن نظر آتی ہے تو وہ دعوتِ اسلامی ہے، آپ کا ضمیر کہے گا کہ اس وقت مُعاشَرتی برائیوں کا عِلاج دعوتِ اسلامی دے گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے مُعاشَرے کی اِصلاح ہو تو یہ فرنگی تہذیب، یہ نت نئے گناہوں کے انداز، یہ بے پردگی اور بے حَیائی کے سارے مُعامَلات چھوڑ کر دعوتِ اسلامی کے ماحَول سے وابستہ ہو جائیں۔ آیئے! اس مُعاشَرے کو بُرائیوں کی کھائی میں گرنے سے روکنے کی کوشِش کرنے میں دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور **"بے حَیائی کے خِلاف جنگ جاری رہے گی"** کا نعرہ لگاتے ہوئے یہ عزم کر لیجئے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشِش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عظیم جذبے کے تحت بُرائیوں کی راہ پر چلنے والے مسلمانوں تک نیکی کی دعوت پہنچا کر انہیں شاہراہِ رُشد و ہدایت کا مسافر بنانا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Go To Index

نگاہوں کی حفاظت اور بد نگاہی کی آفت سے متعلق ایک فکر انگیز تحریری بیان



ایک آنکھ والا آدمی

پیش کش: مرکزی مجلس شوریٰ
(دعوت اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

ایک آنکھ والا آدمی (1)

درود شریف کی فضیلت

رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلَاةً۔ یعنی تم میں سے قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھے ہوں گے۔ (2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مدینہ

(1) مُبَلِّغِ دَعوتِ اِسلامی و نگران مرکزی مجلسِ شُوریٰ حضرت مولانا ابو حامِد حاجی محمد عمران عطّاری مَدَّ ظِلُّهُ الْعَالِی نے یہ بیان ۴ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۳۰ھ بمطابق 23 اکتوبر 2009ء کو مسجد البر (دبئی) میں تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ بمطابق 23 جنوری 2013ء کو ضَروری ترمیم و اِضافے کے بعد تحریری صُورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (شُعبہ رَسائلِ دَعوتِ اِسلامی مَجلس اَلْمَدِیْنَةُ الْعِلْمِیَة)

(2) ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی، ۲/۲۷، حدیث: ۴۸۴

ایک آنکھ والا آدمی

حضرت کَعْبُ الْاَحْبَار رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط پڑا، لوگوں نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی بارگاہ میں درخواست کی: یا کلیمَ اللہ! دعا فرمایئے کہ بارش ہو۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: اُخْرُجُوْا مَعِیَ اِلَی الْجَبَل۔ میرے ساتھ پہاڑ پر چلو۔ سب لوگ ساتھ چل پڑے تو آپ نے اعلان فرمایا: لَایَتْبَعُنِیْ رَجُلٌ اَصَابَ ذَنْبًا۔ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔ یہ سن کر سارے لوگ واپس چلے گئے، صِرف (برخ العابد نام کا) ایک آنکھ والا آدمی ساتھ چلتا رہا۔ حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس سے فرمایا: اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قُلْتُ؟ کیا تم نے میری بات نہیں سُنی؟ عرض کی: سُنی ہے۔ پوچھا: کیا تم بالکل بے گناہ ہو؟ عرض کی: یا کلیمَ اللہ! مجھے اپنا اور کوئی جُرم تو یاد نہیں، البتہ! ایک بات کا تذکرہ کرتا ہوں اگر وہ گناہ ہے تو میں بھی واپس چلا جاتا ہوں۔ فرمایا: مَا ھُوَ؟ وہ کیا؟ عرض کی: ایک دن میں نے گزرگاہ پر کسی کی قِیام گاہ میں ایک آنکھ سے جھانکا تو کوئی کھڑا تھا، کسی کے گھر میں اس طرح جھانکنے کا مجھے بہت قَلَق (یعنی صدمہ) ہوا، میں خوفِ خُدا سے لرز

اٹھا، مجھ پر ندامت غالِب آئی اور جس آنکھ سے جھانکا تھا اس کو نکال کر پھینک دیا۔ ارشاد فرمایئے! اِنْ كَانَ هٰذَا ذَنْبًا رَجَعْتُ۔ اگر میرا یہ عمل گناہ ہے تو میں بھی چلا جاتا ہوں۔ حضرت سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کو ساتھ لے لیا پھر پہاڑ پر پہنچ کر آپ نے اس شخص سے ارشاد فرمایا: **اللہ** سے بارش کی دُعا کرو۔ اس نے یوں دُعا کی: یَاقُدُّوس عَزَّوَجَلَّ! یَا قُدُّوس عَزَّوَجَلَّ! تیرا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور بخل تیری صفت نہیں، اپنے فضل و کرم سے ہم پر پانی برسادے۔ فوراً بارش ہوگئی اور حضرت سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور وہ شخص بھیگتے ہوئے پہاڑ سے واپس تشریف لائے۔[1] اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدْقے ہماری بے حِساب مَغْفِرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اپنے سے کم مرتبہ والے سے دعا کروانا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا اپنے سے کم مرتبہ فرد سے دُعا کروانا جائز ہے اور یہ انبیا و مُرسَلین عَلَیْہِمُ السَّلَام اور بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِین کا طریقہ رہا ہے، یقیناً نبی کا دَرَجہ اُمّتی سے بَہُت بڑا ہوتا ہے، پھر بھی حضرتِ سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے اُمّتی سے دُعا کروائی۔ خود ہمارے مکّی مَدَنی آقا، میٹھے مدینہ

1 روض الریاحین، الحکایۃ الستون بعد الثلاث مائۃ، ص ۲۹۵ ملخصاً

میٹھے مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے افضل الانبیا ہونے کے باوُجود عُمرے کی اِجازَت دیتے ہوئے امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ارشاد فرمایا: یَا اَخِیْ اَشْرِکْنَا فِیْ شَیْءٍ مِنْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا۔ یعنی اے میرے بھائی! ہمیں بھی اپنی دُعا میں شریک کرنا اور بھول نہ جانا۔[1]

بچو! دعا کرو عمر بخشا جائے

اعلٰی حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت، پَروانۂ شَمعِ رِسالَت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 326 صَفحات پر مشتمل کتاب **فضائلِ دعا** صَفْحَہ 112 پر اپنے لیے دوسروں سے دعا کروانے کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ مدینہ مُنَوّرہ کے بچوں سے اپنے لئے دُعا کراتے کہ دُعا کرو عمر بخشا جائے۔[2]

نہ جانے کس کی دُعا قبول ہو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہئے کہ وقتاً فوقتاً دوسروں سے دعا کی درخواست کرتے رہیں کہ نہ جانے کس کی دعا قبول ہو جائے اور ہمارا بیڑا پار

---

1. ابن ماجه، کتاب المناسك، باب فضل دعاء الحاج، ۳/۴۱۱، حدیث: ۲۸۹۴
2. فضائلِ دعا، ص ۱۱۲

ہو جائے۔ کیونکہ اس بارگاہ میں شہرت و عزت، دولت و ثروت اور شکل و صورت نہیں دیکھی جاتی بلکہ یہاں تو صِرف نیّت و اخلاص دیکھا جاتا ہے۔

نہ کسی کے رقص پہ طنز کر نہ کسی کے غم کا مذاق اڑا
جسے چاہے جیسے نواز دے یہ مزاجِ عشقِ رسول ہے

ندامت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایک طرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس پرہیز گار اور متقی بندے کا یہ حال ہے کہ کبھی کوئی ایسا فعل ہی نہیں کیا جس کے متعلق یہ شک ہو کہ یہ گناہ ہے اور اتفاقاً گزرتے ہوئے کسی پر نِگاہ پڑ گئی حالانکہ یہ گناہ نہیں تھا پھر بھی خوفِ خدا کے باعث ایسی نَدامت طاری ہوئی کہ انہوں نے اپنی وہ آنکھ ہی نکال کر پھینک دی اور ایک طرف ہمارا یہ حال ہے کہ ہم دن میں ہزاروں گناہ کرتے ہیں مگر ندامت تو کجا، ہمیں اِس بات کا احساس تک نہیں ہوتا۔

ندامت سے گناہوں کا اِزالہ کچھ تو ہو جاتا
ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے ندامت سے

نِگاہ کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بدقسمتی سے جس طرح آدمی بولنے میں بے

باک ہے اسی طرح دیکھنے میں بھی بے باک ہے، اسے احساس تک نہیں کہ دیکھنا بھی ایک عمل ہے جو اس کے لیے ثواب یا عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔ مثلاً اگر اپنی ماں کو محبت بھری نظر سے دیکھتا ہے تو ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے اور اگر غیر مَحرَم کو شہوت کے ساتھ دیکھتا ہے تو عذابِ نار کا حق دار بنتا ہے کیونکہ غیر مَحرَم عورت کو دیکھنا انسان کا نہیں شیطان کا کام ہے۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا **عبدُ اللہ** بن مَسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حُضور نبیِ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذی وَقار ہے: **اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ**۔ عورت عورت (یعنی چھپانے کی چیز) ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔[1] اور **حُجَّۃُ الْاِسْلَام** حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں: جو آدمی اپنی آنکھوں کو بند کرنے پر قادر نہیں ہوتا وہ اپنی شرمگاہ کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔[2]

حضرت سیِّدُنا **عبدُ اللہ** بن مَسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عِبرَت نشان ہے:

مدینہ

1. ترمذی، کتاب الرضاع، باب: ۱۸، ۲/ ۳۹۲، حدیث: ۱۱۷۶
2. احیاء علوم الدین، کتاب کسر الشھوتین، ۳/ ۱۲۵

اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ۔ آنکھیں بھی بدکاری کرتی ہیں۔[1] اور حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ۔ آنکھوں کی بدکاری دیکھنا ہے۔[2]

لہٰذا نظر کی حفاظت سے متعلق چند باتیں عرض کی جاتی ہیں تاکہ ہم اپنے آپ کو بدنِگاہی سے بچا سکیں۔ نظر کی اہمیت کا اس بات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قرآنِ پاک میں اسکے متعلق بڑا واضح حکم ارشاد ہوا ہے۔ چنانچہ پارہ 18 سورۂ نور کی 30ویں آیت میں مردوں کے متعلق حکم ہے: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پ۱۸، النور: ۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔ اور آیت نمبر 31 میں عورتوں کو حکم ہوتا ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (پ۱۸، النور: ۳۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔ اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی نظر کی حفاظت کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ چنانچہ،

دوسری نظر نہ کرو

سرکارِ مدینۂ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امیر مدینہ

---

1. مسند احمد، ۲/۸۴، حدیث: ۳۹۱۲
2. ابو داود، کتاب النکاح، باب فی ما یؤمر بہ من غض البصر، ۲/۳۵۸، حدیث: ۲۱۵۳

المومنین حضرت سَیِّدُنا مولا مشکل کُشا علی المرتَضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے ارشاد فرمایا: اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بلا قصد کسی عورت پر نظر پڑی تو فوراً نظر ہٹالے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز اور دوسری ناجائز ہے۔[1]

پہلی نظر سے کیا مراد ہے؟

جاہِل لوگ اس حدیث پاک کو غلط پیرائے میں بیان کرتے ہوئے مَعَاذَ اللّٰہ کچھ اس طرح کہتے سُنائی دیتے ہیں کہ "پہلی نظر مُعاف ہے"، لہٰذا وہ اپنی نظر ہٹاتے ہی نہیں اور مُسَلسَل بدنِگاہی کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ مُعاف تو وہ پہلی نظر ہے جو عَورت پر بے اختیار پڑ گئی اور فوراً ہٹالی، قصداً ڈالی جانے والی پہلی نظر بھی حَرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے۔ جیسا کہ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی شَرْح میں فرماتے ہیں: پہلی نِگاہ سے مُراد وہ نِگاہ ہے جو بغیر قَصْد (یعنی ارادے کے بغیر) اَجنبی عَورَت پر پڑ جائے اور دوسری نِگاہ سے مُراد دوبارہ اسے قَصْداً دیکھنا ہے۔ اگر پہلی نظر بھی جَمائے رکھی تو بھی دوسری نِگاہ

[1] ابو داود، کتاب النکاح، باب ما یؤمر بہ من غض البصر، ۲/۳۵۸، حدیث: ۲۱۴۹

کے حکم میں ہو گی اور اس پر بھی گناہ ہو گا۔[1]

اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کریں؟

حضرت سَیِّدُنا جَرِیر بن **عبد اللّٰہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم دیا۔[2]

نظر نہ جھکانے کی ہاتھوں ہاتھ سزا

حضرتِ سَیِّدُنا ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نورِ مُجَسَّم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضِر ہوا جس کا خون بہہ رہا تھا تو سرورِ کونین، دُکھی دِلوں کے چین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِسْتِفسار فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ عرض کی: (آپ کی خدمت میں حاضری کے لیے آتے ہوئے راستے میں) میرے پاس سے ایک عورت گزری تو میں نے اس کی طرف دیکھا اور میری نِگاہیں مُسَلسَل اس کا پیچھا کر رہی تھیں کہ اچانک سامنے دیوار آگئی جس نے مجھے زخمی کر دیا اور میرا یہ حال کر دیا جسے آپ مُلاحَظہ فرما رہے ہیں۔ تو سرورِ دو عالَم صَلَّی

مدینہ

1. مرآۃ المناجیح، ۵/۱۷
2. مسلم، کتاب الآداب، باب نظر الفجأۃ، ص ۱۱۹۰، حدیث: ۲۱۵۹

اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دنیا ہی میں اس (کے گناہ) کی سزا دے دیتا ہے۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! عِبرت پکڑیئے اور بدنگاہی سے فوراً باز آجایئے کہ دنیا میں آج مسلمانوں کے زوال کی ایک وجہ بدنگاہی و بے حیائی بھی ہے۔ کیونکہ یہ عام مُشاہدہ ہے کہ بعض لوگ بدنِگاہی کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ مَعَاذَ اللہ ثُمَّ مَعَاذَ اللہ جب تک غیر محرم عورتوں کو تکتے نہیں انہیں چین نہیں آتا اور وہ اپنے اس مَذموم مقصد کے حُصول کی خاطِر بازاروں، شاپنگ سینٹروں، تفریح گاہوں، الغرض جہاں جہاں بے پردہ عورتوں کا اِزْدِحام (مجمع) ہوتا ہے وہاں مارے مارے پھرتے، خوب بدنِگاہیاں کرتے اور اپنی دنیا و آخرت کی بربادی کا سامان کرتے ہیں۔ چنانچہ حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی مِنْہَاجُ الْعَابِدِیْن میں فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مَنْقول ہے کہ خود کو بدنِگاہی سے بچاؤ کیونکہ بدنِگاہی دل میں شہوت کا بیج بَوتی ہے، پھر شہوت بدنِگاہی کرنے والے کو فتنہ میں مبتلا کر دیتی ہے۔[2]

---

1. بحر الدموع، الفصل السابع، الحذر من النظر، ص ۵۷
   معجم الزوائد، کتاب التوبۃ، باب فیمن عوقب بذنبہ فی الدنیا، ۱۰/ ۳۱۳، حدیث: ۱۷۴۷۱
2. منہاج العابدین، تقوی الاعضاء الخمسۃ، الفصل الاول: العین، ص ۶۲

کامِل مومن کی پہچان

بدنِگاہی کرنے والے کو اگر پتا چل جائے کہ کوئی غیر مرد اس کی ماں، بہن، بیوی یا بیٹی کو بری نظر سے دیکھ رہا ہے تو اس کی غیرت کو جوش آجائے اور وہ آگ بگولا ہو جائے، لہٰذا اسے غور کرنا چاہئے کہ جسے وہ دیکھ رہا ہے وہ بھی تو کسی کی ماں، بہن، بیوی یا بیٹی ہے۔ یہ کیسی مَنْطِق ہے کہ جو بات اپنے لئے ناپسند ہے اسے دوسروں کے حق میں بُرا نہیں سمجھا جاتا؟ حالانکہ مسلمان کی شان اور کامِل مومن کی پہچان تو یہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔ جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حُضور سرورِ کونین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔[1]

دعوتِ اسلامی کی معاشرتی برائیوں کے خلاف جنگ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن و سنّت کی

مدینہ

1 بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ... الخ، ۱/۱۲، حدیث: ۱۳

عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کی یہ خُصوصیت ہے کہ یہ مُعاشَرتی بُرائیوں کو ہائی لائٹ (High light) کرتی، ہمارے اندر کے چور کو پکڑتی، ضمیر کو جھنجوڑتی اور مُعاشَرے میں پائی جانے والی مختلف بُرائیوں سے ہونے والے نقصانات کی طرف ہمیں مُتوجّہ کرتی ہے تاکہ اگر لاشعوری ونادانستہ طور پر ہم ان میں سے کسی عادَت کو اپنائے ہوں تو اس کی روک تھام کے لئے کوشش کر سکیں۔ مثلاً فی زمانہ یہ بات عام ہے کہ مَحافِل وتقریبات میں اپنی بیوی، بیٹی وغیرہ کا غیر مردوں سے تعارف کروایا جاتا ہے کہ ان سے ملیے یہ میری بیوی ہے، یہ میری بیٹی ہے اور وہ اجنبی شخص اس کی بیوی، بیٹی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے اور بسا اوقات تو ہاتھ تک ملاتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ کیا یہ شَرم سے ڈوب مَرنے کا مَقام نہیں!

شَرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہ دعوتِ اسلامی ہی ہے جس نے بے حیائی و بے پردگی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہوا ہے۔ آپ بھی دعوتِ اسلامی والے بن جایئے کیونکہ جب تمام عاشِقانِ رسول مل کر بے حیائی کے منہ زور شیطانی سیلاب کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں گے تو خود بخود اس کا زور ٹوٹ جائے گا۔

تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو حضرت سیِّدُنا حَسَن بَصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا یہ فرمان ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے، آپ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ سَرورِ دو عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عِبرَت نِشان ہے: (بے پردہ عورت کو) دیکھنے والے پر اور اُس (بے پردہ عورت) پر جسے دیکھا جائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت۔[1] یعنی دیکھنے والا جب بِلا عُذر قَصدًا دیکھے اور عورت اپنے آپ کو بِلا عُذر قَصدًا دکھائے تو دونوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لَعنت۔

شیخ سَعدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں:

بَرَاں بَندَہ حَقّ نیکوئی خواستست کہ بَا اُو دِل و دَستِ زَن راستست

مفہوم: اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیا میں جس شخص کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے ایسی بیوی عطا فرماتا ہے جو ہر لحاظ سے شوہر کی فرمانبردار ہوتی ہے۔

زِ بیگانگاں چَشمِ زَن کور باد چُوں بَیروں شُد از خانہ زَن گور باد

مفہوم: جب کوئی عورت گھر سے باہر جانا چاہے تو چاہئے کہ وہ قبر میں دفن مُردے کی طرح آنکھیں بند کرلے۔ نہ یہ کسی کو دیکھے اور نہ ہی کوئی اس کی طرف متوجہ ہو۔

بپوشَانَش از مَردِ بیگانہ رُوئے وَگر نَشنَوَد چہ زَن آنکہ چہ شَو

مفہوم: (بیوی کو غیر مردوں سے بچانے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ) بیوی کو پردے کا عادی بنایا

مدینہ

[1] شعب الایمان، باب الحیاء، فصل فی الحمام، ۶/ ۱۶۲، حدیث: ۷۷۸۸

جائے تاکہ نہ کوئی غیر مرد اس کی جانب متوجہ ہو اور نہ کوئی اسے دیکھے۔ یاد رکھو! اگر وہ پردہ نہ کرے تو پھر مرد و عورت میں فرق ہی کیا ہو گا؟

مری جس قدر ہیں بہنیں سبھی مدنی برقع پہنیں
ہو کرم شہِ زمانہ مَدَنی مدینے والے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کی بدنگاہی و بے حیائی کے خلاف جاری جنگ کے نتیجے میں بے شمار اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں گناہوں بھری زِندگی سے توبہ کر کے دعوتِ اسلامی کے مُشکبار مدنی ماحول سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ،

بدنگاہی سے چھٹکارا مل گیا

اوکاڑہ (پنجاب پاکستان) کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا لُبِّ لُباب ہے کہ میں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے منسلک ہونے سے قبل گناہوں کے صحرا میں بھٹک رہا تھا۔ والدین کی نافرمانی کے علاوہ ایسے قَبیح گناہوں کا اِرتِکاب بھی میرا معمول بن چکا تھا جو ایک غیرت مند مسلمان کو زیب نہیں دیتے۔ بدنگاہی کے اولین و آسان ذرائع یعنی فلمیں ڈرامے اور گانے باجے دیکھنے سننے کو بے حد پسند کرتا تھا، فَحّاشی و عُریانی سے بھرپور فلموں کے گندے مَناظِر ہر وقت میری

آنکھوں میں بسے رہتے اور میں ان فلمی مَناظِر کو زِندَگی کا حقیقی روپ دینے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتا اور یوں لڑکیوں کو عشقِ مَجازی کے جال میں پھانس کر اپنے نفسِ بد کی تسکین کا سامان مُہیّا کرنا میرا محبوب ترین مَشغَلہ بن چکا تھا۔ الغرض بد نگاہی کے سبب میں جن افعالِ بد اور بُرے خیالات میں مبتلا ہو چکا تھا، ان کی نُحوست سے بَہُت جلد میرا اعصابی نظام اس قدر ضُعف کا شکار ہو گیا کہ کسی لڑکی کو شہوت کی نظر سے دیکھتے ہی غسل فرض ہو جاتا۔

روز و شب اسی طرح گناہوں میں بسر ہو رہے تھے کہ میرے رب عَزَّوَجَلَّ کا کرم بالائے کرم ہوا اور مجھے اس بُرے ماحول سے چھٹکارا کچھ یوں نصیب ہوا کہ 1998ء میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے مجھے دعوتِ اسلامی کے مُشکبار مدنی ماحول کی سنّتوں بھری فضا مل گئی۔ ایک عاشقِ رسول جو اگرچہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مُرید تو نہ تھے مگر وہ دعوتِ اسلامی کے اس عظیم مَدَنی مقصد **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ، کے جذبے سے سرشار دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ تھے، انہوں نے ایک دن انفرادی کوشش کرتے ہوئے مجھے ایک ضَخیم کتاب بنام فیضانِ سنّت مُطالعہ کے لیے دی، پڑھی تو بہت اچھی لگی، ایسی پر تاثیر تحریر پہلی

مرتبہ پڑھی تو اس نے میرا اندازِ حیات ہی بدل دیا اور میں اپنے سابقہ گناہوں کی مغفرت اور اپنی اصلاح کے جذبے کے تحت دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو گیا۔ مدرسہ بالغان میں دُرُست مَخارِج سے قرآنِ پاک پڑھنا شروع کر دیا اور مدنی انعامات پر عمل کو اپنا معمول بنالیا جس کی برکت سے نہ صرف آنکھوں کے قُفلِ مدینہ کی دولت نصیب ہوئی بلکہ بدنگاہی کے مَلْعون مرض سے بھی جان چھوٹ گئی اور میں والدین کی بھی اطاعت کرنے لگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس ماحول نے میرے گناہوں سے بھرپور دامن کو ایسا دھویا کہ آج میں اپنے گاؤں کی مسجد میں امام وخطیب کے فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ حلقہ نگران کی حیثیت سے مدنی کاموں کی ترقّی وعُروج کے لیے کوشاں ہوں۔ میری والدہ کا کہنا ہے کہ میری آنکھوں کو یقین نہیں آتا کہ جو بیٹا میری ایک نہیں سنتا تھا دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول نے اسے اطاعت گزار بنانے کے ساتھ ساتھ امامت وخطابت کے اعلیٰ مَنْصب پر فائز کر دیا ہے۔

سُنّتیں مصطفٰے کی تُو اپنائے جا
دین کو خوب محنت سے پھیلائے جا
یہ وصیّت تو عطّار پہنچائے جا
اُس کو جو اُن کے غم کا طلبگار ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بد نگاہی کے نقصانات

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! بد نگاہی نے ایک اسلامی بھائی کو کس طرح ہلاکت خیز گناہوں میں مبتلا کر دیا۔ یہ تو پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہوا کہ وہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہو گئے اور انہیں بد نگاہی کی لعنت سے چھٹکارا مل گیا، لہٰذا یاد رکھئے بد نگاہی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی اس کی وجہ سے بندہ نہ صرف ماں باپ کا نافرمان بن جاتا ہے بلکہ ہر وقت اس کے دل و دماغ میں شیطان سمایا رہتا ہے، عجب بے سکونی کا عالم اس پر طاری رہتا ہے، نفسانی خواہشات و خیالات اس پر غالب رہتے ہیں، نفس کی تسکین کے لیے وہ مزید ہلاکت خیز گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے مثلاً زناکاری ولواطت کے علاوہ اپنے ہاتھوں سے اپنی جوانی برباد کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ الامان والحفیظ۔

حُجَّۃُ الاسلام امامِ غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی منہاج العابدین میں فرماتے ہیں: بعض اوقات ایک بار بد نگاہی کرنے والا عرصہ تک تلاوتِ قرآن کی سعادت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔[1] اور حضرتِ علّامہ عبد الغنی نابُلُسی حنفی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے اَلْکَشْفُ وَ الْبَیَانُ فِیْمَا یَتَعَلَّقُ بِالنِّسْیَان کے صَفْحَہ 27 تا 32 پر حافظہ کمزور

مدینہ

1 منہاجُ العابدین، ص ۱۵۷

کرنے والے جو اسباب تحریر فرمائے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ اپنا اور غَیر کا سَتر دیکھنے سے تنگدستی آتی اور حافِظہ کمزور ہوتا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب اپنی شرم گاہ کو دیکھنے سے بھی حافِظہ کی کمزوری اور تنگدستی کا وبال آتا ہے تو پھر بد نگاہی کرنے اور فلمیں دیکھنے کے دنیوی و اُخروی نقصانات کا تو پوچھنا ہی کیا!

دیکھنے و نہ دیکھنے کی مختلف صورتیں

اسلام نے عورت کو جہاں عزت و مرتبہ کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا وہیں اس کی عِفّت و عِصْمَت کی حفاظت کا اہتمام کرتے ہوئے یہ ذمہ داری مرد کو سونپی اور اس کے لیے چند قواعد وضوابط بھی عطا فرمائے تا کہ شاہراہِ حیات پر گامزَن مرد و عورت کو کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ دورانِ سفر مرد و عورت کا چونکہ دو طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے: مَحرَم اور غیر محرم۔ محرم سے مراد وہ لوگ ہیں جو مرد و عورت دونوں کے لیے حُرمَت کا درجہ رکھتے ہیں اور اِن کا اُن سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً مرد کے لیے ماں، بہن، بیٹی وغیرہ محرم ہیں تو عورت کے لیے باپ، بھائی اور بیٹا وغیرہ محرم ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسلام نے جہاں شاہراہِ حیات پر گامزن مرد وعورت کے مخصوص حُقوق کا تَعَیُّن فرمایا وہیں راستے میں ملنے والے دیگر لوگوں کے مخصوص حُقوق کا بھی تعین فرمادیا ہے۔ چنانچہ آیئے! یہ جاننے کے لیے کہ مرد وعورت کے آپس میں ایک دوسرے کو یا دیگر لوگوں کو دیکھنے کے متعلق اسلام نے ہمیں کیا مدنی پھول عطا فرمائے ہیں، صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے اسلامی آدابِ حیات پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا "**بہارِ شریعت**" کی روشنی میں ان مدنی پھولوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1197 صَفحات پر مشتمل کتاب **بہارِ شریعت** (جلد سوم) صَفْحَہ 442 تا 449 پر موجود مدنی پھول کچھ تغیر کے ساتھ پیشِ خدمت ہیں۔ ان مدنی پھولوں کی چار صورتیں ہیں:

(۱) مرد کا مرد کو دیکھنا (۲) عورت کا عورت کو دیکھنا

(۳) عورت کا مرد کو دیکھنا (۴) مرد کا عورت کو دیکھنا

(۱) مرد کا مرد کو دیکھنا

❁ مَرد، مرد کے ہر حِصّۂ بَدَن کی طرف نظر کر سکتا ہے سوا ان اعضا کے جن کا سَتْر (یعنی چُھپانا) ضَروری ہے۔ وہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے

کہ اس حِصّۂ بدَن کا چُھپانا فرض ہے، جن اَعضا کا چھپانا ضَروری ہے انکو **عَورَت** کہتے ہیں۔ کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے تو اسے منع کرے اور ران کھولے ہوئے دیکھے تو سختی سے منع کرے اور شرم گاہ کھولے ہوئے ہو تو اسے سزا دی جائے گی۔[1]

- بَہُت چھوٹے بچے کے بدن کے کسی حِصّہ کا چُھپانا فرض نہیں، پھر جب کچھ بڑا ہو گیا تو اس کے آگے پیچھے کا مَقام چھپانا ضَروری ہے۔ پھر جب **دس برس** سے بڑا ہو جائے تو اس کے لیے بالغ کا سا حکم ہے۔[2] (مرد کے) جس حِصّۂ بدَن کی طرف نظر کر سکتا ہے اس کو چھو بھی سکتا ہے۔[3]
- لڑکا جب مُرَاہِق (یعنی بالغ ہونے کے قریب) ہو جائے اور وہ خوبصورت نہ ہو تو نظر کے بارے میں اس کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے اور خوبصورت ہو تو عَورَت کا جو حکم ہے وہ اس کے لیے ہے یعنی شَہوَت کے ساتھ اس کی طرف نظر کرنا حَرام ہے اور شَہوَت نہ ہو تو اس کی طرف بھی نظر کر سکتا ہے اور اس کے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے۔ شَہوَت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین

مدینہ

1. عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل...إلخ، ۵/ ۳۲۷
2. ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ۹/ ۶۰۲
3. ھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطء والنظر واللمس، ۲/ ۳۷۱

ہو کہ نظر کرنے سے شَہوَت نہ ہو گی اور اگر اس کا شُبہ بھی ہو تو ہر گز نظر نہ کرے، بوسہ کی خواہش پیدا ہونا بھی شَہوَت کی حد میں داخِل ہے۔[1]

❁ عمل (یعنی دوا) دینے کی ضَرورت ہو تو مرد مرد کے مَوضعِ حُقنہ (یعنی پیچھے کے مَقام) کی طرف نظر کر سکتا ہے یہ بھی بوجہِ ضَرورت جائز ہے اور خَتنہ کرنے میں مَوضعِ خَتنہ کی طرف نظر کرنا بلکہ اس کا چھونا بھی جائز ہے کہ یہ بھی بوجہِ ضَرورت ہے۔[2]

(۲) عورت کا عورت کو دیکھنا

❁ اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی، باقی اعضا کی طرف نظر کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ شَہوَت کا اندیشہ نہ ہو۔[3]

❁ عورتِ صالحہ (یعنی نیک بی بی) کو یہ چاہیے کہ اپنے کو بدکار (یعنی زانیہ و فاحِشہ) عورت کے دیکھنے سے بچائے، یعنی اس کے سامنے دوپٹّا وغیرہ نہ

مدینہ

1. ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس، ۹/ ۶۰۲
2. هدایة، کتاب الکراهیة، فصل فی الوطء والنظر واللمس، ۲/ ۳۶۹
   عالمگیری، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل... الخ، ۵/ ۳۳۰
3. هدایة، کتاب الکراهیة، فصل فی الوطء والنظر واللمس، ۲/ ۳۷۰

اُتارے کیونکہ وہ اسے دیکھ کر (غیر)مردوں کے سامنے اس کی شکل و صُورَت کا ذِکْر کرے گی، مسلمان عَورَت کو یہ بھی حَلال نہیں کہ کافِرہ کے سامنے اپنا سَتْر کھولے۔[1]

❀ گھروں میں کافِرہ عورتیں آتی ہیں اور بیبیاں ان کے سامنے اسی طرح مَوَاضِعِ سَتْر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جس طرح مسلمہ کے سامنے رہتی ہیں ان کو اس سے اِجْتِناب (بچنا)لازِم ہے۔ اکثر جگہ دائیاں کافِرہ ہوتی ہیں اور وہ بچہ جَنانے کی خدمت انجام دیتی ہیں، اگر مسلمان دائیاں مل سکیں تو کافِرہ سے ہر گز یہ کام نہ کرایا جائے کہ کافِرہ کے سامنے ان اَعْضا کے کھولنے کی اِجازَت نہیں۔[2]

(۳)عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا

عورت کا مردِ اجنبی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے، جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اس وَقْت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شَہْوَت نہیں پیدا ہو گی اور اگر اس

مدینہ

1. عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل...الخ، ۵/۳۲۷
2. المرجع السابق

کا شُبہ بھی ہو تو ہر گز نظر نہ کرے۔[1]

عورت مردِ اجنبی کے جسم کو ہر گز نہ چھوئے جبکہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو، اس کو شَہوَت ہو سکتی ہو اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شَہوَت نہیں پیدا ہو گی۔[2] بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مُریدہ سے ہاتھ پاؤں دَبْواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حدِ شَہوَت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔

(۴) مرد کا عورت کو دیکھنا

اس کی کئی صورتیں ہیں:

(1) مرد کا اپنی زوجہ کو دیکھنا

(شوہر اپنی) عَورَت کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عُضْو کی طرف نظر کر سکتا ہے شَہوَت اور بِلا شَہوَت دونوں صُورَتوں میں دیکھ سکتا ہے، اسی طرح عورت بھی اپنے شوہر کے ہر عُضْو کو دیکھ سکتی ہے۔ ہاں بہتر یہ ہے کہ (دونوں میں سے کوئی بھی

مدینہ

1 عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... الخ، ۵/ ۳۲۷

2 المرجع السابق

ایک دوسرے کے) مَقامِ مخصوص کی طرف نظر نہ کرے کیونکہ اس سے نِسیان پیدا ہوتا ہے (یعنی حافِظہ کمزور ہوتا ہے) اور نظر میں بھی ضُعف پیدا ہوتا ہے (یعنی نگاہ بھی کمزور ہو جاتی ہے)۔[1]

(2) مرد کا اپنے محارِم کی طرف نظر کرنا

جو عورت اس کے مَحارِم میں ہو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن، قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے جبکہ دونوں میں سے کسی کی شَہوَت کا اندیشہ نہ ہو محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے۔[2] اسی طرح کروٹ اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے۔[3] (یہ حکم اس وقت ہے جب جسم کے ان حصوں پر کوئی کپڑا نہ ہو اور اگر یہ تمام اعضا موٹے کپڑے سے چھپے ہوئے ہوں تو وہاں نظر کرنے میں حرج نہیں) کان اور گردن اور شانے (یعنی کندھے) اور چہرے کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔[4] مَحارِم کے جن اَعضا کی طرف نظر کر سکتا ہے ان کو چھو بھی

مدینہ

1. عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... الخ، ۵/۳۲۷
   الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ۹/۶۰۵
2. ھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطء والنظر واللمس، ۲/۳۷۰
3. رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ۹/۶۰۶
4. عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... الخ، ۵/۳۲۸

سکتا ہے جبکہ دونوں میں سے کسی کی شَہوَت کا اندیشہ نہ ہو۔ مرد اپنی والِدہ کے پاؤں دبا سکتا ہے مگر ران اُس وقت دبا سکتا ہے جب کپڑے سے چُھپی ہو، یعنی (دبا سکتا ہے مگر) کپڑے کے اوپر سے اور بِغیر حائل چھونا جائز نہیں۔[1] والِدہ کے قدم کو بوسہ بھی دے سکتا ہے۔ حدیث میں ہے "جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما تو ایسا ہے جیسے جنّت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا۔"[2]

(3) مرد کا آزاد عورت اجنبیہ کو دیکھنا

❀ **اجنبی عورت** کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اس کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیونکہ اس کی ضَرورت پڑتی ہے کہ کبھی اس کے مُوافِق یا مُخالِف شہادت (گواہی) دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اسے نہ دیکھا ہو تو کیونکر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے۔ اس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شَہوَت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضَرورت ہے کہ (آج کل گلیوں بازاروں میں) بَہُت سی عَورَتیں گھر سے باہَر آتی جاتی ہیں، لہٰذا اس سے بچنا بَہُت دُشوار ہے۔ بعض عُلَما نے قدم کی طرف

مدینہ

1. عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل...الخ، ۳۲۸/۵
2. الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ۶۰۶/۹

بھی نظر کو جائز کہا ہے۔[1]

❀ اَجْنَبِیّہ عَورَت کے چہرہ کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے، جبکہ شَہوَت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زَمانہ فتنے کا ہے اس زَمانے میں ایسے لوگ کہاں جیسے اگلے زَمانے میں تھے، لہٰذا اس زَمانے میں اس کو (یعنی چہرے کو) دیکھنے کی مُمانَعَت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لیے کہ بوجہِ ضَرورت ان کے لیے نظر کرنا جائز ہے۔ بَہُت چھوٹی لڑکی جو مُشْتَہَاۃ (یعنی قابلِ شَہوَت) نہ ہو اس کو دیکھنا اور چھونا بھی جائز ہے۔[2]

❀ اَجْنَبِیّہ عَورَت نے کسی کے یہاں کام کاج کرنے، روٹی پکانے کی نوکری کی ہے اس صُورَت میں اس کی کلائی کی طرف نظر جائز ہے کہ وہ کام کاج کے لیے آستین چڑھائے گی، کلائیاں اس کی کھلیں گی اور جب اس کے مکان میں ہے تو کیوں کر بچ سکے گا، اسی طرح اس کے دانتوں کی طرف نظر کرنا بھی جائز ہے۔[3]

---

1. الدر المختار، کتاب الحظر والاباحة، ۹/۶۱۰
عالمگیری، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل...الخ، ۵/۳۲۹
2. هدایة، کتاب الکراهیة، فصل فی الوطء والنظر واللمس، ۲/۳۶۸
3. عالمگیری، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل...الخ، ۵/۳۲۹

❀ اَجْنَبِیّہ عَورَت کی طرف نظر کرنے میں ضرورت کی ایک صُورَت یہ بھی ہے کہ عورت بیمار ہے اس کے علاج میں بعض اَعْضا کی طرف نظر کرنے کی ضَرورت پڑتی ہے بلکہ اس کے جسم کو چھونا پڑتا ہے۔ مثلاً نَبْض دیکھنے میں ہاتھ چھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں وَرَم کا خیال ہو تو ٹٹول کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ پھوڑا ہو تو اسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹٹولنا بھی پڑتا ہے اس صُورَت میں مَوضعِ مَرَض کی طرف نظر کرنا یا اس ضَرورت سے بقدرِ ضَرورت اس جگہ کو چھونا جائز ہے۔ یہ اس صُورَت میں ہے کہ کوئی عَورَت عِلاج کرنے والی نہ ہو، ورنہ چاہیے یہ کہ عورتوں کو بھی عِلاج کرنا سکھایا جائے تاکہ ایسے مَواقِع پر وہ کام کریں کہ ان کے دیکھنے وغیرہ میں اتنی خرابی نہیں جو مرد کے دیکھنے وغیرہ میں ہے۔ اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے ورم کو دیکھ سکتی ہیں جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضَرورت باقی نہیں رہتی۔ عِلاج کی ضَرورت سے نظر کرنے میں بھی یہ اِحتیاط ضَروری ہے کہ صِرْف اتنا ہی حِصّۂ بَدَن کھولا جائے جس کے دیکھنے کی ضَرورت ہے باقی حِصّۂ بَدَن کو اچھی طرح چُھپا دیا جائے کہ اس پر نظر نہ پڑے۔[1]

❀ عَورَت کو فَصْد کرانے (یعنی رَگ سے خون نکلوانے) کی ضَرورت ہے اور

مدینہ

[1] ھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطء والنظر واللمس، ۲/۳۶۹، وغیرھا

کوئی عَورَت ایسی نہیں ہے جو اچھی طرح فَصَد کھولے تو مَرد سے فَصَد کرانا جائز ہے۔[1]

❀ (مرد و عورت کے) جس عُضْو کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے اگر وہ بدن سے جدا ہو جائے تو اب بھی اس کی طرف نظر کرنا ناجائز ہی رہے گا، مثلاً پیڑو کے بال (یعنی ناف کے نیچے کے بال) کہ ان کو جُدا کرنے کے بعد بھی دوسرا شخص دیکھ نہیں سکتا۔ عورت کے سر کے بال یا اس کے پاؤں یا کلائی کی ہڈی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اَجنبی شخص اُن کو نہیں دیکھ سکتا۔ عَورَت کے پاؤں کے ناخُن کہ ان کو بھی اجنبی شخص نہیں دیکھ سکتا اور ہاتھ کے ناخُن کو دیکھ سکتا ہے۔[2]

❀ غسل خانہ یا پاخانہ میں مُوئے زیرِ ناف مُونڈ کر بعض لوگ چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا دُرُست نہیں بلکہ ان کو ایسی جگہ ڈال دیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے یا زمین میں دفن کر دیں۔ عورتوں کو بھی لازِم ہے کہ کنگھا کرنے میں یا سر دھونے میں جو بال نکلیں انہیں کہیں چُھپا دیں کہ ان پر اجنبی کی نظر نہ پڑے۔ اجنبیہ

مدینہ

1 عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... الخ، ۵/۳۳۰

2 الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ۹/۶۱۲ ـ ۶۱۴

عورت کے ساتھ خَلْوَت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا ہونا حَرام ہے ہاں اگر وہ بالکل بوڑھی ہے کہ شَہْوَت کے قابل نہ ہو تو خَلْوَت ہو سکتی ہے۔ عَورَت کو طلاقِ بائن دے دی تو اس کے ساتھ تنہا مکان میں رہنا ناجائز ہے اور اگر دوسرا مکان نہ ہو تو دونوں کے مابین پردہ لگا دیا جائے تاکہ دونوں اپنے اپنے حِصّہ میں رہیں، یہ اس وَقْت ہے کہ شوہر فاسِق نہ ہو اور اگر فاسِق ہو تو ضَروری ہے کہ وہاں کوئی ایسی عورت بھی رہے جو شوہر کو عورت سے روکنے پر قادر ہو۔[1] مَحارِم کے ساتھ خَلْوَت جائز ہے، یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہو سکتے ہیں مگر رضاعی بہن اور ساس کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جبکہ یہ جوان ہوں۔ یہی حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہے۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فی زمانہ واقعی بدنِگاہی سے بچنا بہت دُشْوار ہو گیا ہے کیونکہ ہر طرف بے پردگی کا دور دورہ ہے لیکن ہمیں اپنی نِگاہوں کی حفاظت کرنی ہے اگر کہیں بے پردگی بھرا ماحول ہے تو ہم کیوں دیکھ رہے ہیں؟ عورت اگر بے پردگی اختیار کر کے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی مُرتَکِب ہو رہی ہے تو

مدینہ

1. الدر المختار و رد المحتار، کتاب الحظر و الاباحة، فصل فی النظر و المس، ۹/ ۶۰۷
2. المرجع السابق، ص۶۰۸

ہم کیوں بد نگاہی کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کے مُرتکِب ہو رہے ہیں؟ ہمیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چونکہ نِگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ حکمِ خداوندی پر عمل کرتے ہوئے اپنی نِگاہیں نیچی رکھیں۔ خود کو بدنِگاہی سے بچانے کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے ساتھ ذہنی و قلبی سکون بھی حاصِل ہوتا ہے اور عبادت میں بھی دل لگتا ہے۔

نظر کی حفاظت کی فضیلت

تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ فرحت نِشان ہے: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ اِلَى مَحَاسِنِ امْرَاَةٍ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا۔ یعنی جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف (بلا قصد) پہلی بار نظر کرے پھر اپنی آنکھ نیچی کرلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے ایسی عبادت (کی توفیق) عطا فرمائے گا جس کی وہ لذّت پائے گا۔[1]

پس نیّت کر لیجئے کہ آج کے بعد کبھی بدنِگاہی نہیں کریں گے، اس بے پردگی کے ڈھیر کو نہیں دیکھیں گے۔ اگر دیکھنے والے باز آجائیں گے تو دکھانے والیاں بھی باز آجائیں گی۔ کاش! ہمارے معاشرے سے بے پردگی اور بے حیائی ختم ہو جائے۔

مدینہ

[1] مسند احمد، حدیث ابی امامة الباهلی، ۸/۲۹۹، حدیث: ۲۲۳۴۱

ابلیس کا زہریلا تیر

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ حلاوت نِشان ہے: اِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيسَ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهُ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِيْ قَلْبِهٖ۔ یقیناً نظر ابلیس کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے، پس جو میرے خوف سے اسے ترک کرے گا میں اسے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً بدنِگاہی کا عذاب برداشت نہیں ہو سکے گا۔ بدنِگاہی کا عذاب نہایت سخت ہے۔

آنکھوں میں آگ بھر دی جائے گی

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی نقل کرتے ہیں: جو کوئی اپنی آنکھوں کو حَرام نظر سے پُر کرے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قِیامت کے روز اُس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دے گا۔[2]

مدینہ

1. المعجم الکبیر، ۱۰/۱۷۳، حدیث: ۱۰۳۶۲
2. مکاشفۃ القلوب، ص۱۰

آگ کی سَلائی

حضرت سَیِّدُنا علّامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نقل کرتے ہیں: عورت کے مَحاسِن (یعنی حسن وجمال) کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے، جس نے نامحرم سے آنکھ کی حفاظت نہ کی اُس کی آنکھ میں بروزِ قیامت آگ کی سَلائی پھیری جائے گی۔[1] **پیارے اسلامی بھائیو!** ذرا غور تو کیجئے کہ سُرمہ لگاتے ہوئے ہمارے ہاتھ کانپتے ہیں اور اگر سُرمہ کی سَلائی آنکھ سے مَس ہو جائے یا سُرمہ ذرا تیز ہو تو ہماری چیخ نکل جاتی ہے جب ہمیں سُرمے کی معمولی سَلائی تڑپا کر رکھ دیتی ہے تو بدنِگاہی کے سبب اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ناراض ہو گیا اور ہماری آنکھ میں آگ کی سَلائی پھیر دی گئی تو ہمارا کیا بنے گا!

عورت کی چادر بھی نہ دیکھو

حضرت سیدنا علاء بن زیاد رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: لَا تَتْبَعْ بَصَرَكَ رِدَاءَ الْمَرْاَةِ فَاِنَّ النَّظَرَ يَجْعَلُ فِي الْقَلْبِ شَهْوَةً۔ اپنی نظر کو عورت کی چادر پر بھی نہ ڈالو کیونکہ نظر دل میں شہوت پیدا کرتی ہے۔[2]

---

1. بحر الدموع، ص۱۷۱
2. حلیۃ الاولیاء، العلاء بن زیاد، ۲/۲۷۷، رقم: ۲۲۱۷

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اجنبیہ عورت نے خوب موٹے کپڑے پہن رکھے ہیں کہ بَدَن کی رنگت وغیرہ نظر نہیں آتی تو اس صُورَت میں اس کی طرف نظر کرنا جائز ہے کہ یہاں عَورَت کو دیکھنا نہیں ہوا بلکہ ان کپڑوں کو دیکھنا ہوا یہ اس وقت ہے کہ اس کے کپڑے چُسْت نہ ہوں اور اگر چُسْت کپڑے پہنے ہو کہ جِسْم کا نقشہ کھنچ جاتا ہو مثلاً چُسْت پائجامے میں پنڈلی اور ران کی پوری ہیئت (ہَے۔ءَت) نظر آتی ہے تو اس صُورَت میں نظر کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں مثلاً آبِ رواں (ایک قسم کا نہایت اچھا اور باریک کپڑا) یا جالی یا باریک ململ ہی کا دوپٹّا جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں اور بعض باریک تنزیب (تَن۔زیب، ایک نہایت ہی باریک کپڑا) یا جالی کے کُرتے پہنتی ہیں کہ پیٹ اور پیٹھ بالکل (صاف) نظر آتی ہے، اس حالت میں نظر کرنا حرام ہے اور ایسے موقع پر انکو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز۔[1]

نِگاہ مصطفےٰ کی ادائیں

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ ہر معاملے میں شریعت

مدینہ

1 عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل... الخ، ۵/ ۳۲۹

وسنّت کی پابندی کریں۔ میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی میٹھی میٹھی نِگاہیں نیچی رہا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا محمد بن عیسٰی ترمذی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: جب سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کسی طرف توجُّہ فرماتے تو پورے مُتَوَجِّہ ہوتے، مبارَک نظریں نیچی رہتی تھیں، آپ کی نظریں آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی، اکثر آنکھ مبارَک کے کنارے سے دیکھا کرتے تھے۔[1]

مذکورہ حدیث پاک میں یہ الفاظ ”پورے مُتَوَجِّہ ہوتے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ نظر چراتے نہیں تھے۔ اور یہ بات کہ ”مبارَک نظریں نیچی رہتی تھیں“ یعنی جب کسی چیز کی طرف دیکھتے تو اپنی نِگاہ پَست (یعنی نیچی) فرما لیا کرتے تھے۔ بِلا ضَرورت اِدھر اُدھر نہ دیکھا کرتے تھے، بس ہمیشہ عالِمُ الغَیب جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف مُتَوَجِّہ رہتے، اُسی کی یاد میں مَشْغول اور آخِرت کے مُعامَلات میں غور و تَفَکُّر فرماتے رہتے۔[2] اور یہ الفاظ ”آپ کی نظریں آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی تھیں“ حد درجہ شرم وحیا کی دلیل ہے، حدیثِ پاک میں جو یہ آیا ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب تشریف فرما ہو کر

مدینہ

1 شمائلِ ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ، ص ۲۳، حدیث: ۷

2 شرح الزرقانی علی المواھبِ اللدنیۃ، المقصد الثالث، الفصل الاول، واما بصرہ الشریف، ۵/ ۲۷۲

گفتگو فرماتے تو اکثر اوقات اپنی نِگاہ شریف آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے۔[1] تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ نظر اٹھانا انتظارِ وحی میں ہوتا تھا ورنہ نظر مبارک کا زمین کی طرف رکھنا روز مرّہ کے معمولات میں تھا۔[2]

آقا کی حیا سے جھکی رہتی نظر اکثر
آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قفلِ مدینہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آنکھوں کے قُفلِ مدینہ کا ایک مَدَنی نسخہ

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غَزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی اِحْیَاءُ الْعُلُوم میں نَقل فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی سے کسی نے عرض کی: یاسیِّدی! میں آنکھیں نیچی رکھنے کی عادت بنانا چاہتا ہوں، کوئی ایسی بات ارشاد فرمایئے جس سے مدد حاصل کروں۔ فرمایا: یہ ذِہن بنائے رکھو کہ میری نظر کسی دوسرے کو دیکھے اِس سے پہلے ایک دیکھنے والا (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) مجھے دیکھ رہا ہے۔[3]

مدینہ

1. ابوداود، کتاب الادب، باب الھدی فی الکلام، ۴/۳۴۲، حدیث: ۴۸۳۷
2. اشعۃ، ۴/۵۲۶، مدارِجُ النّبوّت، ۱/۶
3. احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المرابطۃ الثانیۃ المراقبۃ، ۵/۱۲۹ ملخصاً

”اللہ آسمان سے دیکھ رہا ہے“ کہنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کاش! حقیقی معنوں میں ہمارے ذِہن میں ہر وَقت یہ بات جمی رہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دیکھ رہا ہے اگر واقعی اس تصوُّر کی معراج نصیب ہو جائے تو پھر گناہوں کا صُدور نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر ضروری مسئلہ یاد رکھیے کہ بعض لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آسمان سے دیکھ رہا ہے۔ ایسا ہر گز نہیں کہنا چاہئے کہ یہ کُفْرِیّہ جملہ ہے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 692 صفحات پر مشتمل کتاب **”کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب“** صفحہ 104 پر ہے: **سُوال:** بدنِگاہی کرنے والے کو ڈرانے کیلئے یہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آسمان سے دیکھ رہا ہے۔

جواب: نہیں کہہ سکتے کہ یہ کُفر یہ جملہ ہے۔ فتاوٰی عالمگیری جلد 2 صَفْحَہ 259 پر ہے: ”**اللہ** تعالٰی آسمان سے یا عرش سے دیکھ رہا ہے“ ایسا کہنا کفر ہے۔ ہاں بدنِگاہی بلکہ کسی بھی طرح کا گناہ کرنے والے کو یہ اِحساس دلایا جائے کہ ”**اللہ** عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے۔“ جیسا کہ پارہ 30 سورۃُ الْعَلَق کی 14 ویں آیتِ کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے:

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى ﴿۱۴﴾ (پ۳۰، العلق: ۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: کیا نہ جانا کہ

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) دیکھ رہا ہے۔[1]

ذرائع ابلاغ

افسوس! ذرائع اِبلاغ (میڈیا) مثلاً ریڈیو، ٹی۔ وی کے مختلف چینلز اور متعدد رسائل اور اخبارات بے حیائی کو فَروغ (فَ۔رو۔غ) دینے میں مصروف ہیں۔ جس کی بنا پر ہمارا مُعاشَرہ تیزی سے فَحّاشی، عُریانی و بے حَیائی کی آگ کی لپیٹ میں آتا جارہا ہے جس کے سبب خاص کر نئی نسل اخلاقی بے راہ روی و شدید بد عملی کا شکار ہوتی جارہی ہے۔ فلمیں ڈرامے، گانے باجے، بیہودہ فنکشنز رواج پا رہے ہیں۔ اکثر گھر سینما گھروں اور اکثر مَجالس نَقّار خانوں (یعنی نوبت وڈھول وغیرہ بجانے کی جگہوں) کا سَماں پیش کر رہی ہیں اور بات صرف یہیں تک محدود نہیں رہی بلکہ اب تو ایمان کے بھی لالے پڑے ہیں کہ شیطان کے اِیما پر کفارِ بد اطوار نے گانوں میں کفریہ کلمات کے ایسے ایسے زہر گھول دیئے ہیں جنہیں دلچسپی سے سننا اور گنگنانا کفر ہے۔ اس کی مثالیں امیر اہلسنت کے بیان "گانوں کے 35 کفریہ اشعار" میں دی گئی ہیں جو تحریری صورت میں بھی مکتبۃ المدینہ نے شائع کیا ہے، اسے پڑھ کر آپ کو جھرجھری آجائے گی اور زندگی بھر گانوں سے نَفرَت ہوجائے گی اور جو

---

[1] کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۱۰۴

لاشُعوری میں آج تک سنتے رہے اس پر شرم آئے گی کہ میں اس قدر بے حس ہو چکا ہوں اور میرا ضمیر مر چکا ہے کہ اپنے رب کی شان میں گستاخی کی جاتی رہی اور میں سنتا رہا۔ سمجھانے کے لیے ایک شعر بیان کیا جاتا ہے۔

تجھ کو دی صُورَت پری سی دل نہیں تجھ کو دیا
ملتا خُدا تو پوچھتا یہ ظلم تو نے کیوں کیا

اس شعر میں دو صریح کفریات ہیں (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کو مَعَاذَ اللہ ظالم کہا گیا ہے (۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اعتراض کیا گیا ہے۔

کوئی دیکھ تو نہیں رہا!

حضرتِ سیِّدُنا فَرقَد سَبَخی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مُنافِق جب دیکھتا ہے کہ کوئی (اُسے دیکھنے والا) نہیں ہے تو وہ بُرائی کی جگہوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ اس بات کا تو خیال رکھتا ہے کہ لوگ اُسے نہ دیکھیں مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا ہے اس بات کا لحاظ نہیں کرتا۔[1]

چُھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ
وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے

مدینہ

[1] احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، المرابطۃ الثانیۃ المراقبۃ، ۵/۱۳۰، ملخصاً

نیچی نظر رکھنے کا لاجواب طریقہ

حضرتِ سیِّدُنا حسّان بن اَبی سنان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان نمازِ عید کے لیے گئے۔ جب واپس گھر تشریف لائے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کی اہلیہ کہنے لگی: آج آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے کتنی عورتیں دیکھیں؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ خاموش رہے، جب اُس نے زیادہ اصرار کیا تو فرمایا: گھر سے نکلنے سے لے کر تمہارے پاس واپس آنے تک میں اپنے (پاؤں کے) انگوٹھوں کی طرف دیکھتا رہا۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ! اللہ والے بِلاضَرورت بِالْخُصوص بھیڑ کے موقع پر اِدھر اُدھر دیکھتے ہی نہیں کہ مَبادا (یعنی ایسا نہ ہو کہ) شرعاً جس کی اجازت نہ ہو اس پر نظر پڑ جائے! (گزرے ہوئے نیک بندوں کی ایک علامت بیان کرتے ہوئے) حضرتِ سیِّدُنا داود طائی رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: نیک لوگ فُضول اِدھر اُدھر دیکھنے کو ناپسند کرتے تھے۔[2]

آنکھ اٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا
دل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا[3]

---

1. موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الورع، باب الورع فی النظر، ۱/۲۰۵
2. موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الورع، باب الورع فی النظر، ۱/۲۰۴
3. ذوقِ نعت از مولانا حسن رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان

غیر کی طرف متوجہ ہونے کی سزا

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے دو طرح کے ہیں، بعض اس کی عبادت میں اس لیے مصروف رہتے ہیں کہ ان کے دل خوفِ خدا سے لبریز ہوتے ہیں، اگر کبھی کوئی کوتاہی ہو جائے تو فوراً اس کی تلافی کرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ ایک آنکھ والے آدمی کی حکایت میں بیان ہو چکا ہے۔ جبکہ بعض لوگ اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت جنّت کے حُصول اور جہنَّم سے نَجات کے لیے نہیں بلکہ رِضائے رَبُّ الاَنام پانے کے لیے کرتے ہیں۔ اگر ایسے لوگ تھوڑی دیر کے لیے بھی بارگاہِ خداوندی سے توجہ ہٹاتے ہیں تو انہیں فوراً خبردار کر دیا جاتا ہے تاکہ دوبارہ ایسا نہ ہو۔ جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا ابو یعقوب نَہْرَجُوری رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے طواف کے دوران ایک شخص کو دیکھا جس کی ایک آنکھ نہ تھی اور وہ یہ دعا مانگ رہا تھا: "اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔" میں نے اس سے پوچھا: یہ کیسی دعا ہے؟ تو اس نے بتایا: میں پچاس سال سے **بَیْتُ اللہ** شریف کی خدمت کر رہا ہوں (مگر کبھی میں نے کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا) ایک دن میں نے ایک شخص کو دیکھا تو اس کے حسن

کی تعریف کردی۔ اچانک مجھے ایک تھپڑ آن لگا جس سے میری آنکھ میرے رُخسار پر بہہ گئی، تکلیف کی شِدّت سے میرے منہ سے آہ نکلی تو دوسرا تھپڑ آلگا اور کسی کہنے والے نے کہا: اگر تُو نے پھر آہ کی تو ہم اور ماریں گے۔[1]

ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس بات سے اِنکار ممکن نہیں کہ اہل وعیال کی کَفالَت کا ذمہ دار مرد ہے جسے پورا کرنے کے لئے وہ مختلف ذرائع بروئے کار لاتا ہے مثلاً کوئی کاروبار یا نوکری وغیرہ کرتا ہے اور کفالَت گھر بیٹھے ہر گز نہیں ہو سکتی اس کے لئے یقیناً باہر جانا پڑے گا اور فی زمانہ باہَر کا ماحَول کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ایسے حالات میں نظر کی حِفاظَت انتہائی ضَروری ہے اور اس کے لئے ہمیں خوب مشق کرنی پڑے گی اور وہ یوں کہ اپنے گھر میں بھی نِگاہیں نیچی رکھنے کی کوشش کیجئے، زہے نصیب شیخِ طریقت، اَمِیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ اس مَدَنی انعام **''آنکھوں کی حفاظت کی عادت بنانے کے لئے سونے کے اوقات کے علاوہ کم از کم 12 منٹ آنکھیں بند رکھیں؟''** پر عمل کی سَعادَت حاصِل ہو جائے۔ نیّت کر لیجئے کہ نظر کی حفاظت کی عادت بنانے کی خاطر روزانہ کم از کم 12 منٹ آنکھیں

---

[1] بحر الدموع، ص ۵۷

بند رکھوں گا اور اس دوران فُضول نہ بیٹھئے بلکہ آخِرت کے بارے میں غور وفکر کرتے رہئے، ایمان کی سلامتی، سَکَرات کی سختیوں اور قَبر وحشر کے اَحوال کے متعلق غور وفکر کیجئے، کبھی جنّت کا تو کبھی جہنَّم کا تصوّر کیجئے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ نعمتوں پر غور کیجئے، اپنے گناہوں کو یاد کیجئے اور اپنے آپ کو اس طرح ڈرایئے کہ اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ناراض ہو گیا، رسول پاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم روٹھ گئے تو میرا کیا بنے گا؟ کیا عجب! نَدامت سے آنسو بہہ جائیں اور ہمارا بیڑا پار ہو جائے۔

ہمیں ہر وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا اور ہر گناہ سے بچنا چاہئے اگرچہ بظاہر وہ گناہ ہمیں چھوٹا نظر آئے۔ ممکن ہے کہ ہم جس گناہ کو چھوٹا سمجھ رہے ہیں وہی رب تعالٰی کی دائمی ناراضی کا سبب بن جائے۔ لہٰذا ہمیں اپنے ہر ہر عُضْو کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اسی مضمون کو شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے ایک شعر میں کچھ یوں ذکر فرمایا ہے:

دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں
ہر عضو کا عطار لگا قفلِ مدینہ

موٹر سائیکل بیچ دی

مفتیِ دعوتِ اسلامی حضرت مولانا مفتی محمد فاروق عطّاری مَدَنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی آنکھوں کے قُفلِ مدینہ کے تعلق سے زبردست ذِہن رکھتے اور اس پر سختی سے عامل تھے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنی موٹر سائیکل اس لئے بیچ دی کہ چلاتے ہوئے غیر محرم عورَت آڑے آجانے کی صورت میں نظر کی حفاظت بے حد کٹھن ہے۔ ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ مجھے ایک بار کسی گاڑی میں مفتی فاروق عطّاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْبَارِی کے ساتھ سفر کا موقع ملا میں نے انہیں شیشوں کے باہَر نظر ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ڈرائیونگ کرتے ہوئے غیر عورتوں سے اپنی نظر کی حفاظَت کرنا انتہائی مشکل ہے۔ یہ مُفْتی فاروق رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کا تقویٰ اور خوفِ خدا تھا کہ انہوں نے بدنِگاہی کے اندیشہ سے ڈرائیونگ چھوڑ دی اور بائیک بیچ دی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خود کو گناہوں سے بچانے اور نیکیوں کا جذبہ پانے کی خاطر دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر کو اپنا معمول بنا لیجئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو بدنِگاہی سے بچنے کے ساتھ ساتھ فُضول نظری اور ہر طرح کی فُضولیات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Go To Index

ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع کے فضائل و برکات پر مشتمل تحریری بیان

جنّت کا راستہ



پیش کش:
مرکزی مجلس شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

جنّت کا راستہ[1]

درودِ پاک کی فضیلت

سرکارِ مدینہ راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ”تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پڑھ کر آراستہ کرو کہ تمہارا درود پڑھنا قیامت کے روز تمہارے لیے نور ہوگا۔“ (الجامع الصغیر للسیوطی، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰)

اجتماع کی برکت

حضرتِ سَیِّدُنا صالح مُرّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ایک اجتماع میں دورانِ بیان سامنے بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے ارشاد فرمایا: ”کوئی آیت پڑھو۔“ تو اس نے سورۂ مومن کی آیت نمبر 18 تلاوت کی:

وَ اَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِیْنَ ؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل

---

[1] مبلغ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی نے یہ بیان ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ بمطابق 20 اپریل 2012ء کو تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ (کراچی) میں ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ۱۸ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ بمطابق 6 ستمبر 2012ء کو ضروری ترمیم واضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔
(شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی مجلس المدینۃ العلمیہ)

مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّ لَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔ (پ۲۴، المؤمن:۱۸)

یہ آیتِ مبارَکہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا: کوئی ظالم کا دوست یا مددگار کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی گرِفْت (یعنی پکڑ) میں ہو گا۔ بے شک تم سَرکشی کرنے والے گنہگاروں کو دیکھو گے کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر جہنّم کی طرف لے جایا جارہا ہو گا اور وہ بَرَہنہ (بَ۔رَہ۔نَہ، یعنی ننگے) ہوں گے، ان کے جِسْم بوجھل، چہرے سیاہ (یعنی کالے) اور آنکھیں خوف سے نیلی ہوں گی۔ وہ چلّائیں گے: ہم ہلاک ہو گئے! ہم برباد ہو گئے! ہمیں زنجیروں میں کیوں جکڑا گیا ہے؟ ہمیں کہاں لے جایا جارہا ہے؟ اور ہمارے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ فِرِشتے انہیں آگ کے کوڑوں سے مارتے ہوئے ہانکیں گے، کبھی وہ منہ کے بل گریں گے اور کبھی انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ جب رو رو کر ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون کے آنسو بہنے لگیں گے، ان کے دِل دَہل (دَ۔ہَل) جائیں گے اور حیران و پریشان ہوں گے اگر کوئی انہیں دیکھ لے تو ان پر نگاہ نہ جما سکے، نہ ہی اپنا دِل سنبھال سکے، یہ ہَولناک منظر دیکھنے والے کے بدن پر لرزہ طاری ہو جائے۔

یہ فرمانے کے بعد حضرت سَیِّدُنا صالح مُرّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بَہُت روئے اور ایک آہِ سرد دِل پُر درد سے کھینچ کر فرمایا: ''افسوس! کیسا دِل ہِلا دینے والا مَنْظر ہو گا۔'' یہ کہہ کر پھر رونے لگے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کو روتا دیکھ کر شُرَکائے اجتِماع بھی رونے لگے۔ اِتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''یا سیِّدی! کیا یہ سارا مَنْظر بروزِ قِیامت ہو گا؟'' آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے جواب دیا: ''ہاں! یہ مَنْظر زیادہ طویل نہیں ہو گا کیونکہ جب انہیں جہنّم میں ڈال دیا جائے گا تو ان کی آوازیں آنا بند ہو جائیں گی۔'' یہ سنکر نوجوان نے ایک چیخ ماری اور کہا: ''افسوس! میں نے اپنی زِنْدَگی غفلت میں گزار دی، افسوس! میں کوتاہیوں کا شکار رہا، افسوس ! میں خدائے باری عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و فرمانبرداری میں سُستی کرتا رہا، آہ! میں نے اپنی زِنْدَگی بے کار ضائع کر دی۔'' یہ کہہ کر وہ رونے لگا۔ کچھ دیر بعد اُس نے ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ بے کَس پناہ میں یوں مُناجات کی: ''اے میرے پروَرْدِگار عَزَّوَجَلَّ! میں گنہگار توبہ کے لئے حاضرِ دَرْبار ہوں، مجھے تیرے سوا کسی سے کوئی سَروکار نہیں، گناہوں سے مُعافی دیکر مجھے قَبول فرمالے، مجھ سَمیت تمام حاضِرین پر اپنا فَضل و کرم فرما اور ہمیں جُود و نَوال (یعنی عطا و بخشش) سے مالا مال کر دے،

یاارحَمَ الرّاحِمِین! (یعنی اے سب سے بڑھ کر رَحم فرمانے والے) میں نے گناہوں کی گٹھڑی تیرے سامنے رکھ دی ہے اور سچّے دِل سے تیری بارگاہ میں حاضِر ہوں، اگر تو مجھے قَبول نہیں فرمائے گا تو یقیناً میں ہلاک ہو جاؤں گا۔'' اِتنا کہہ کر وہ نوجوان غَش کھا کر گِر پڑا اور چند روز بِسترِ عَلالت پر گزار کر (یعنی بیمار رَہ کر) موت سے ہمکنار ہو گیا۔ اُسکے جنازے میں بے شُمار لوگ شریک ہوئے، رو رو کر اسکے لئے دعائیں کی گئیں۔ حضرت سَیِّدُنا صالح مُرّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اکثر اُس کا ذِکر اپنے بیان میں فرمایا کرتے۔ ایک دن کسی نے اُس نوجوان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: **مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا مُعامَلہ فرمایا؟ تو اُس نے جواب دیا: ''مجھے حضرتِ سَیِّدُنا صالح مُرّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے اجتِماع سے بَرَکتیں ملیں اور مجھے جنّت میں داخل کر دیا گیا۔'' (کتاب التوابین، ص ۲۵۰۔۲۵۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! کس طرح اس نوجوان کو اجتِماع میں شرکت کی بدولت سچّی توبہ کی دَولت اور جنّت جیسی عظیم نِعْمت حاصل ہو گئی، یقیناً سچّی توبہ کی توفیق ملنا **اللہ** تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کی خاص عِنایت ہے اور جس پر یہ عِنایت ہوتی ہے اس کے تو وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔

توبہ کی فضیلت

سرورِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ** یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب الشہادات، باب شہادۃ القاذف، ۱۰/ ۲۵۹، حدیث: ۲۰۵۶۱)

گناہوں کی بخشش

حضرتِ سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! تونے جب بھی مجھے پکارا اور مجھ سے رُجوع کیا، میں نے تیرے گناہوں کی بَخْشِش کر دی اور مجھے اس کی پرواہ نہیں اور اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک پَہُنچ جائیں، پھر تو مجھ سے مَغْفِرت طلب کرے، تو میں تیری بخشش کر دوں گا اور میری ذات بے نیاز ہے۔ اے ابنِ آدم! اگر تیری مجھ سے ملاقات اس حالت میں ہو کہ تیرے گناہ پوری زمین کو گھیر لیں لیکن تونے شرک کا اِرْتِکاب نہ کیا ہو تو میں تیرے گناہوں کو بَخْش دوں گا۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل التوبہ والاستغفار، ۵/ ۳۱۹، حدیث: ۳۵۵۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الکریم الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجھے سچی توبہ کی توفیق دے دے

پیئے تاجدارِ حرم یا الٰہی

مذکورہ حکایت سے سنّتوں بھرے اجتِماع کی افادیت کا بھی علم ہوتا ہے کہ سنّتوں بھرے اجتِماعات میں ہونے والے پر اثر بیانات غافلوں کو بیدار کرنے، گناہگاروں کو خوفِ خدا میں رُلانے اور دِلوں میں عِشْقِ مصطفٰے جگانے کا بَہُت موثر ذریعہ ہیں۔

اللہ رَبُّ الْعٰلَمِین جَلَّ جَلَالُہٗ کا کروڑہا کروڑ اِحسان کہ اس نے ہمیں انسان اور مسلمان بنایا اور اپنے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امّت میں پیدا فرمایا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس امّت کو دنیا و آخرت میں جو رِفْعَت و مَنْزِلَت، شان و شَوکت اور سَعادت و شَرافَت عِنایَت فرمائی ہے اس کا ایک سَبَب اس امّت کا **اَمْرٌ بِالْمَعْرُوف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر** یعنی نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے منع کرنے کے فریضے کو ادا کرنا بھی ہے۔ چنانچہ پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۱۰ میں ارشاد ہوتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ (پ۴، اٰل عمران:۱۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو اُن کا بھلا تھا اُن میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر۔

ہر مسلمان مُبَلِّغ ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر مسلمان اپنی اپنی جگہ مبلغ ہے خواہ کسی بھی شُعبے سے تعلُّق رکھتا ہو یعنی وہ عالِم ہو یا مُتَعَلِّم (یعنی طالبِ علم) اِمام مَسْجِد ہو یا مُؤَذِّن، پیر ہو یا مُرید، تاجِر ہو یا گاہک، سیٹھ ہو یا ملازِم، افسر ہو یا مزدور، حاکم ہو یا محکوم۔ الغرض جہاں جہاں وہ رہتا ہو کام کاج کرتا ہو رِضائے اِلٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ اپنی صَلاحِیَّت کے مُطابِق اپنے گرد و پیش کے ماحول کو سنّتوں کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے کوشاں رہے اور نیکی کی دعوت کا مَدَنی کام جاری رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سنّتوں بھرے اجتماعات میں آنے اور دوسرے اسلامی بھائیوں

کو ترغیب دِلا کر لانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

اجتِماعات کے ذریعے لوگوں تک نیکی کی دعوت پَہُنچانا اَسلاف کا طَریقہ کار رہا ہے۔ چنانچہ،

حضرت عبد اللہ بن مسعود کا وعظ و نصیحت فرمانا

حضرت ابو عبد الرحمن **عبد اللہ** بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو ہر جُمعَرات کے دِن وَعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی: اے ابو عبد الرحمن! میری خواہش ہے کہ آپ روزانہ وَعظ و نصیحت فرمایا کریں۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسا کرنے سے جو چیز باز رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ میں تمہیں مَلال و اکتاہَٹ میں مبتلا کرنے کو ناپسند کرتا ہوں اور میں نصیحت کرنے میں تمہاری اس طرح حِفاظَت و رِعایَت کرتا ہوں جس طرح نبیِّ کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مَلال و اکتاہَٹ کے خَدشے کے پیشِ نظر ہماری حِفاظَت کرتے تھے۔

(بخاری، کتاب العلم، باب من جعل لاھل العلم ایاما معلومۃ، ۱/ ۴۲، حدیث ۷۰)

ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتِماعات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت

کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت دنیا کے کئی ممالک میں ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماعات ہوتے ہیں۔ اسلامی بھائیوں کیلئے ہر جُمعرات (Thursday) کو بعد نمازِ مَغرِب اور اسلامی بہنوں کیلئے ہر اِتوار (Sunday) کو بعد نمازِ ظُہر ہزاروں مَقامات پر سنّتوں بھرے اجتماعات ہوتے ہیں جن میں لاکھوں لاکھ اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں شرکت کی سَعادت پاتے ہیں۔

آپ بھی اپنے اِرد گِرد کے ماحول کو سنّتوں کے سانچے میں ڈھالنے، فکرِ آخِرت اور حِفاظَتِ ایمان کا جَذبہ پانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے ہَفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں نہ صرف خود اوّل تا آخر شرکت کریں بلکہ دوسرے اسلامی بھائیوں تک بھی نیکی کی دعوت پہنچا کر، ذِہن بنا کر اجتماع میں لانے کی کوشش فرمایئے۔ اگر آپ کی اِنفرادی کوشش سے کوئی اجتماع میں آگیا اور یہاں ہونے والے سنّتوں بھرے بیانات، ذکر و دعا اور دیگر رَحمتوں بھرے مَعمُولات کی بدولت اس کا دِل چوٹ کھا گیا اور وہ قرآن و سنّت کی راہ پر آگیا تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کا بھی بیڑا پار ہو گا۔

ہدایت کا سبب بننے کا انعام

رسولِ صابر و شاکر، محبوبِ ربِّ قادِر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد

فرمایا: اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے ذریعے کسی ایک شخص کو ہدایت عطا فرمائے تو یہ تمہارے لئے اس سے اچھا ہے کہ تمہارے پاس سرخ اونٹ ہوں۔ (مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، ص ۱۳۱۱، حدیث: ۲۴۰۶) حضرت علامہ یحیی بن شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس حدیثِ نَبَوِی کی شَرْح میں لکھتے ہیں: سُرخ اُونٹ اہلِ عرب کا بیش قیمت مال سمجھا جاتا تھا، اس لئے ضَرْبُ الْمِثْل یعنی کہاوَت کے طور پر سرخ اونٹوں کا ذکر کیا گیا، اُخْروی اُمور کو دُنْیَوی چیزوں سے تشبیہ یعنی مِثال دینا صرف سمجھانے کے لئے ہے، ورنہ حقیقت یہی ہے کہ ہمیشہ باقی رہنے والی آخِرَت کا ایک ذَرّہ بھی دنیا اور اس جیسی جتنی دُنیائیں تَصَوُّر کی جاسکیں ان سب سے بہتر ہے۔ (شرح مسلم للنووی، ۱۵/۱۷۸)

نیکی کی دعوت کا انعام

سرکارِ نامدار، شَہَنْشاہِ اَبرار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الدَّالَّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ یعنی بے شک نیکی کی راہ دِکھانے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔ (ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء الدال علی الخیر کفاعلہ، ۴/۳۰۵، حدیث: ۲۶۷۹) مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: یعنی نیکی کرنے والا، کرانے والا، بتانے والا (اور) مشورہ

دینے والا سب ثواب کے مستحق (یعنی حقدار) ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، ۱/۱۹۴)

سَیِّدُ الْمُرْسَلین، خاتَمُ النَّبِیّین، جنابِ رَحمۃٌ لِّلْعٰلمِین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ دِل نشین ہے: جو ہِدایَت کی طرف بُلائے اُس کو تمام عاملین (یعنی عمل کرنے والوں) کی طرح ثواب ملے گا اور اس سے اُن (عمل کرنے والوں) کے اپنے ثواب سے کچھ کم نہ ہو گا اور جو گمراہی کی طرف بُلائے تو اُس پر تمام پیروی کرنے والے گمراہوں کے برابر گناہ ہو گا اور یہ ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ کرے گا۔

(مُسلِم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ۔۔۔ الخ، ص ۱۴۳۸، حدیث: ۲۶۷۴)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مُفْتی اَحْمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: یہ حکم (عام ہے یعنی) نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ان کے صَدقے سے تمام صَحابہ، اَئِمّۂ مُجْتَہِدین، عُلَمائے مُتَقَدِّمین و مُتَاَخِّرین سب کو شامل ہے مَثَلًا اگر کسی کی تبلیغ سے ایک لاکھ نَمازی بنیں تو اُس مبلغ کو ہر وَقْت ایک لاکھ نَمازوں کا ثَواب ہو گا اور ان نَمازیوں کو اپنی اپنی نَمازوں کا ثَواب، اس سے معلوم ہوا کہ حُضُور (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا ثَواب مخلوق کے اندازے سے وَراء ہے۔ ربّ (عَزَّوَجَلَّ) فرماتا ہے: وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ (پ۲۹، القلم: ۳) (ترجَمۂ کنزالایمان: اور ضَرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے) ایسے ہی

وہ **مُصَنِّفِین** جن کی کتابوں سے لوگ ہِدایت پارہے ہیں قِیامت تک لاکھوں کا ثواب انہیں پہنچتا رہے گا۔ (مراٰۃ المناجیح،۱/۱۶۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا سوچئے! اگر ہم تھوڑی سی کوشش کریں اور لوگوں تک نیکی کی دعوت پَہُنْچا کر اِنہیں اجتِماع میں لے آئیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی اگر اجتِماع کی بَرَکت سے گناہوں بھری زِنْدَگی چھوڑ کر نیک بن گیا تو کتنے عَظِیمُ الشَّان ثواب کا خَزانہ ہمارے نامۂ اعمال میں آجائے گا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہ دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے اجتِماعات کا طُرَّہ اِمتیاز ہے کہ یہاں بڑے بڑے بدکار، شرابی، بے نمازی، چور، ڈاکو آتے ہیں اور جب یہاں سے اٹھ کر جاتے ہیں تو اپنے گناہوں سے تائب ہو چکے ہوتے ہیں۔ جو کل تک شرابی تھے وہ آج سنّتوں بھرے اجتِماع میں شرکت کے سَبَب تائب ہو کر نہ صِرف نمازی بلکہ دوسروں کو نماز پڑھانے والے بن گئے، جو کل تک گناہوں کے گندے ڈھیر پر پڑے ہوئے تھے اس اجتِماع نے اُنہیں طَہارت ونَفاست کا وہ سبق دیا کہ آج لوگوں کے سروں کا تاج بن گئے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے اس سرسبز و شاداب لَہْلَہاتے ہوئے باغ میں بَہُت بڑا کِردار ہَفْتہ وار سنّتوں بھرے اجتِماع کا بھی ہے۔

جرائم کی دُنیا سے واپسی

بھیرہ (تحصیل بھلوال، ضلع گلزارِ طیبہ سرگودھا) کے علاقے نصیر آباد کالونی میں مُقیم اسلامی بھائی کی تحریر کا خُلاصہ ہے کہ میں جَوانی کی دَہلیز پر قدم رکھتے ہی ایک سیاسی جماعت سے منسلک ہو گیا اور ۱۴۰۶ھ بمطابق 1985ء میں روزگار کے سلسلہ میں اپنے شہر کے بس اسٹینڈ (لاری اَڈّے) پر بطورِ اسٹینڈ منیجر (Stand Manager) کام کرنے لگا۔ یہ حقیقت ہے کہ

صُحبَتِ صَالِح تُرَا صَالِح کُنَدْ
صُحبَتِ طَالِح تُرَا طَالِح کُنَدْ

یعنی اچھّوں کی صحبت اچھّا اور بروں کی صحبت برا بنا دیتی ہے۔ چنانچہ مجھے جن کی صحبت ملی وہ اچھے لوگ نہ تھے، نتیجۃً ان کی بُرائیاں میرے اندر بھی اَثر جمانے لگیں، فِلمیں ڈرامے دیکھنا، گالی گلوچ کرنا اور دوسروں کو اپنے بے جا رُعب و دَبدَبہ سے خوفزدہ کرنا میرا مَعمُول بن گیا۔ وَقت کے ساتھ ساتھ میری بے باکیاں بڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں ایک قَبضہ گروپ میں شامل ہو گیا جو ظَالِم و بَااَثر لوگوں کا آلۂ کار بن کر اَسلحے کے زور پر سرِعام لوگوں کی زمینوں اور جائیداد پر ناجائز قبضے، مار پیٹ اور ظُلْم و زِیَادَتی جیسے جرائم میں ملوث

تھا۔ ۱۴۱۰ھ بمطابق 1989ء میں مجھے ایک سرکاری محکمے میں مُلازمت مل گئی۔ یہاں میری تنخواہ 3000 (تین ہزار) تھی لیکن رِشوَت اور دِیگر ناجائز ذرائع کے ذریعے ماہانہ دس ہزار تک کمالیتا۔ محکمے میں اپنا سکّہ چلتا تھا، ہر کوئی خوف کے مارے جی حُضوری پر مَجبور تھا۔ پھر میں محکمانہ الیکشن میں یونین کا صدر بھی منتخب ہو گیا۔ اب تو میری چاندی ہو گئی، جو جی میں آتا کر ڈالتا، یہاں تک کہ ایک جرم کی پاداش میں گرفتار ہوا اور تین سال قیدِ بامُشَقَّت کاٹنی پڑی۔ رِہائی کے بعد سُدھرنے کے بجائے میں نے دوبارہ وہی حرکتیں شروع کر دیں۔ چُنانچہ کئی مرتبہ جیل کی ہوا کھائی اور مجھ پر کئی مُقدّمے قائم ہو گئے۔ افسوس! میری زِندَگی کے قیمتی لمحات آخِرَت کو برباد کر دینے والے کاموں میں صَرف ہو رہے تھے۔ گناہوں کی لذّت میں ایسا منہمک تھا کہ نیک کام کرنے کا خیال بھی نہ آتا۔

شاید اسی طرح گناہ کرتے کرتے میں قبر میں اُتر جاتا اور اپنے کرتوتوں کا بدلہ پاتا مگر میرے پَروَرْدِگار عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے مجھے سنبھلنے کی توفیق یوں ملی کہ محلہ شیش محل میں میری مُلاقات ایک دُبلے پتلے، سرتاپا سنّتوں کے پیکر مبلغِ دعوتِ اسلامی سے ہوئی، انہوں نے مسکراتے ہوئے پُرتپاک انداز میں

مجھ سے مُصافحہ کیا، خیریت دریافت کی اور مَحبَّت بھرے انداز میں تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کا تعارُف پیش کیا اور بھیرہ سطح پر محلہ پیر اعظم شاہ کی جامع مسجد تخت پَوش والی میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی دعوت بھی پیش کی۔ ان سے مل کر دِل خوش تو بہُت ہوا مگر گناہوں کی سیاہی دِل پر ایسی چڑھ چکی تھی کہ فوری طور پر اجتماع میں شرکت کا ذہن نہ بنا، بہر حال ان کا دِل رکھنے کے لئے ہاں میں سر ہلا دیا، اجتماع کا دن آیا اور گزر گیا مگر میں نہ جا سکا۔ ایک بار پھر بازار سے گزرتے ہوئے انہی اسلامی بھائی سے سامنا ہوا تو انہوں نے بڑی مَحبَّت سے میرا نام لے کر سلام کیا۔ میں بہُت **مُتَأَثِّر** ہوا کہ انہیں ابھی تک میرا نام یاد ہے۔ دورانِ گفتگو پتا چلا کہ یہ مرکز الاولیا (لاہور) کے رہنے والے ہیں اور یہاں ایک سُنّی دَارُ الْعُلُوم میں عِلْمِ دِین کے حُصول کے لئے آئے ہیں۔ اس مُلاقات نے میرے دِل پر گہرے نُقُوش چھوڑے۔ دِل میں ان کے لیے مَحبَّت کی ننھی ننھی کلیاں کھلنے لگیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے بڑی اپنائیت سے بتایا کہ میں آپ کے محلہ نصیر آباد کی جامع مسجد میں نمازِ فجر میں ''درسِ فیضانِ سنّت'' دینے کے لیے آتا ہوں، آپ بھی کرم

فرمائیں اور تشریف لایا کریں، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ڈھیروں بھلائیاں حاصل ہوں گی۔ اِصلاحِ اُمّت کے جَذبہ سے سرشار، خُوش گُفتار، عاشقِ سرکار کی یہ بات سن کر مجھے بَہُت احساس ہوا کہ افسوس! یہ گُزشتہ ایک سال سے مُسَلْسَل مجھے اجتِماع میں شِرکت کی دعوت دے رہے ہیں مگر میں ایسا ڈھیٹ ہوں کہ ٹَس سے مَس نہیں ہوتا اور کتنی بڑی بات ہے کہ یہ تقریباً دو کلومیٹر دُور سے نیکی کی دعوت کے جذبے کے تحت میرے مَحلّے میں آتے ہیں، اس لیے مجھے کم از کم دَرْس میں تو شِرکت کرنی چاہیے۔ چنانچہ میں نے ہامی بھرلی اور کبھی کبھی دَرْس میں شِرکت کرنے لگا۔ یہ سِلْسِلَہ تقریباً دو سال تک جاری رہا، درسِ فیضانِ سنّت میں شِرکت کی بَرَکت سے مجھے کافی دینی معلومات کے ساتھ ساتھ نیکیاں کرنے کا جَذبہ بھی ملا۔ یہ مجھے ہَفتہ وار سنّتوں بھرے اجتِماع میں شِرکت کی دعوت دیا کرتے مگر میں ٹال دیتا۔ بالآخر ۱۴۱۷ھ بمطابق 1996ء میں ان کے اِصْرار پر میں نے ہَفتہ وار اجتِماع میں شِرکت کرنے کی پکّی نیّت کر ہی لی لیکن میرے ذِہْن میں شیطان نے یوں رَنگ جَمایا کہ چلو اچھّا ہے اس تحریک سے مجھے کچھ تَحَفُّظ مِل جائے گا، میں نے طرح طرح کی دُشمنیاں مُول لی ہوئی ہیں، ان سے بچت ہو جائے گی۔ بہرحال میں سنّتوں بھرے اجتِماع

میں جا پہنچا۔ دیکھا تو وہی اسلامی بھائی جو مجھ پر تقریباً دو سال سے اِنْفِرادی کوشش کر رہے تھے جہنّم کی ہولناکیوں کے بارے میں بیان فرما رہے تھے، جہنّم میں دی جانے والی سزاؤں کی تفصیل بیان کرتے کرتے ان عاشِقِ رسول پر ایسا خوفِ خدا طاری ہوا کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، ان کا بیان تاثیر کا تیر بن کر میرے دِل میں پیوست ہو گیا، ماضی کے کَرتُوت اور جرائم کی طویل فہرست میری آنکھوں کے سامنے آ کر مجھے ڈرانے لگی، یہ سوچ کر دِل کی دھڑکنیں بے ربط ہو گئیں کہ اگر مجھے جہنّم کے عذابات میں مبتلا کر دیا گیا تو کیونکر برداشت کر سکوں گا؟ بے اختیار میرے رخساروں پر آنسوؤں کی لڑی بن گئی، دِل کا میل دُھلنے لگا، نیک بننے کی خواہش دِل میں جگہ پانے لگی۔ ذِکْر و دُعا اور صلوٰۃ وسلام کے بعد میری مُلاقات جب اپنے مُحْسِن سے ہوئی جن کی اِنفرادی کوشش نے مجھے گناہوں کی دَلْدَل سے نکال کر سنّتوں بھرے اجتماع کی مُشکبار فضاؤں میں لا کھڑا کیا تھا تو وہ مجھے اجتماع میں دیکھ کر بَہُت خوش ہوئے اور شرکت پر بڑی حَوصلہ افزائی کی، نیز آیندہ باقاعدگی سے اجتماع میں شرکت کرنے کا ذہن دیا۔ اب میری سوچوں کے دَھارے کسی اور ہی رُخ پر بہنے لگے، پہلے میں جرائم کے نئے نئے منصوبے سوچا کرتا تھا اب بڑی بے چینی

سے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کا انتظار کرتا، جُونہی جُمعرات کا دِن آتا میں ہر طرح کی مَصروفیت چھوڑ کر اجتماع میں حاضِر ہو جاتا۔ آہستہ آہستہ میری عادتیں سَنْورنے لگیں، قلبی سُکون بھی ملنے لگا۔ ۱۴۱۸ھ بمطابق 1997ء میں مجھے مدینۃُ الاولیاء (ملتان) میں ہونے والے بین الاقوامی سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی سَعادَت نصیب ہوگئی، جہاں عاشقانِ رسول کا ٹھاٹھیں مارتا سَمُنْدَر پُرکیف سَماں پیش کر رہا تھا۔ دورانِ اجتماع شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے سنّتوں بھرے بیان نے **گرم لوہے پر ہتھوڑے** کا کام کیا اور میں نے صدقِ دِل سے فلمیں ڈرامے دیکھنے، گانے باجے سننے، داڑھی مُنڈانے، رِشْوَت لینے اور دیگر بَدْعَمَلیوں سے توبہ کی، زِنْدَگی بھر **دعوتِ اسلامی** کے مُشکبار مَدَنی ماحَول سے وابستہ رہنے کی نیّت کرلی اور شیخِ طریقت، اَمیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ہاتھ پر سِلْسِلَۂ قَادِرِیَّہ رَضَوِیَّہ عَطّارِیَّہ میں بیعت کرکے **عطّاری** بھی ہوگیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُسی سال مجھے دعوتِ اسلامی کے زیرِاہتمام بھیرہ سطح پر ماہِ رمضان کے آخری عَشرے میں اِعْتِکاف کی سَعادَت نصیب ہوئی جو جامع

مسجد **هَجْجَه** میں ہوا، اجتماعی اِعْتِکاف کی بَرَکت سے میں نے سر پر سبز سبز عِمامہ شریف سجا لیا اور سنّت کے مُطابق سَفید لِباس پہننے کی نِیَّت بھی کر لی۔ میری زِنْدَگی میں آنے والے مَدَنی اِنْقِلاب کو دیکھ کر شہر والے بڑے حیران تھے کہ کل تک تُو تکار کرنے والا آج ''آپ، جناب'' سے کیونکر گفتگو کرنے لگا! دُنیا کی مَوج مستی میں رہنے والا، سنّتوں کا دِیوانہ کیسے بن گیا! بعضوں کو تو اس تبدیلی کا یقین ہی نہ آیا، حتّٰی کہ میں نے اپنے کانوں سے ایک شخص کو کہتے سنا: ''یہ سب بَہْرُوپ ہے، اس میں بھی اس کی کوئی دُنیاوی غَرَض ہو گی، چند دن کی بات ہے پھر یہ اپنے پرانے کام دَھندے پر آجائیگا۔'' لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمَت سے مجھے مَدَنی ماحَول میں اِسْتِقامت مل گئی۔ مَدَنی ماحَول سے وابستہ ہونے کی بَرَکت اس طرح بھی ظاہر ہوئی کہ میرے خِلاف کورٹ (Court) میں ایک مُقَدَّمہ چل رہا تھا جسکی وجہ سے میں بَہُت پریشان رہتا تھا۔ جن حَضْرات نے مُقَدَّمہ دائر کیا تھا جب اُنہوں نے مجھ میں حیرت انگیز تبدیلی پائی تو ان کے دِل بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے نرم فرما دیئے اور انہوں نے مجھے مُعاف کر دیا۔ یوں مجھے مُقدمے سے خَلاصی مِلی اور میں خُوب ذَوق و شَوق سے مَدَنی کاموں میں حصّہ لینے لگا۔ ایک عرصہ تک مَدَنی کام کرنے کے بعد میرے

مُحسِن مبلغِ دعوتِ اسلامی (جو اُس وقت بھیرہ شہر مُشاوَرت کے نِگران تھے اور اب مرکزی مَجلسِ شُوریٰ کے رُکن ہیں) کی خواہش پر ذِمّہ دَاران نے لبیک کہا اور ۱۴۲۱ھ بمطابق 2000ء میں مجھے بھیرہ شہر کی مُشاوَرت کا نِگران بنادیا گیا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ** تادمِ تحریر ڈویژن مُشاورت کے رُکن اور علاقائی مُشاورت کے خادِم (نگران) کی حیثیت سے مَدَنی کام کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح ایک شخص گناہوں کا اَنبار لیے ایک اسلامی بھائی کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں ہفتہ وار اجتماع میں آپہنچا اور گناہوں بھری زِندگی چھوڑ کر نیکیوں بھری راہ کا مُسافر بن گیا۔

مَدَنی بہار سے ملنے والے مَدَنی پھول

اس مَدَنی بہار سے ہمیں کئی مَدَنی پھول ملتے ہیں جن پر عَمَل کی بَرَکت سے ہم مُعاشرے کو سنّتوں کی خوشبوؤں سے مہکا سکتے ہیں: مثلاً

⇐ ہمیں انفرادی کوشش کرتے ہوئے نیکی کی دعوت دینے میں ہرگز سستی نہیں کرنی چاہیے کہ ہو سکتا ہے ہمارے لَبوں سے نکلے ہوئے چند الفاظ کسی کی زِندگی کی کایا پلٹنے کا سبب بن جائیں اور ہمارے لئے اجر

وثواب کا خزانہ چھوڑ جائیں۔

⟸ انفرادی کوشش کرتے ہوئے مایوسی کا شِکار نہ ہوں اگرچہ سامنے والا ہماری دعوت قبول نہ کرے مگر ہم اِخلاص کے ساتھ کوشش کرتے رہیں کہ نہ جانے کب اس کا قلب ہماری دعوت پر لبیک کہے اور وہ بھی مَدَنی ماحَول سے وابستہ ہو جائے۔

⟸ انفرادی کوشش میں کامیابی کی کنجی خندہ پیشانی اور حُسنِ اَخلاق سے مُلاقات کرنا ہے جس پر آپ انفرادی کوشش کر رہے ہیں ہو سکے تو اس کا نام یاد رکھیں اور اگلی مرتبہ مُلاقات ہونے پر نام لے کر مخاطب ہوں، اس کا دِل خوش ہو گا اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مَدَنی نتائج بر آمد ہوں گے۔

⟸ اس مَدَنی بہار سے دَرْسِ فَیضانِ سنّت کی بَرَکت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح دو کلو میٹر دور سے جا کر دَرْسِ فیضانِ سنّت دینے کا عَمَل مُعاشرے کے بِگاڑ کا سَبَب بننے والے کے کِردار کو سنوار گیا۔

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں کیا ہوتا ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے ہفتہ وار سنّتوں

بھرے اجتماعات تلاوتِ قرآن، نعتِ رَحمتِ عَالَمِیَّان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، سنّتوں بھرے بیان، رِقّت اَنگیز دُعاؤں، ذِکر ودُرُود، صلوٰۃ وسَلام کے مَدَنی پھولوں اور عِلْمِ دِین کے گُلْدَستوں سے سجے ہوئے ہوتے ہیں اور یقیناً اس طرح کے اجتماعات میں شِرکت کثیر اَجر وثَواب اور بَرَکات کے حُصول کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ،

پاکیزہ باتیں چننے والے

رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: قِیامت کے دِن کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو نہ انبیا ہوں گے نہ شُہَدا، (مگر) ان کے چہروں کا نُور دیکھنے والوں کی نِگاہوں کو خیرہ (یعنی چکاچَوند) کرتا ہو گا۔ انبیا وشُہَدا ان کے مقام اور قُربِ الٰہی کو دیکھ کر اظہارِ مَسَرَّت فرمائیں گے۔ صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے کسی صَحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ کون (خوش نصیب) ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: یہ مختلف قبائل اور بستیوں کے لوگ ہوں گے جو (دنیا میں) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے تھے اور پاکیزہ باتیں اس طرح چُنتے تھے جس طرح کھجور کھانے والا بہترین کھجوریں چُنتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی حضور مجالس الذکر۔۔۔ الخ، ۲/ ۲۵۲، حدیث: ۲۳۳۴)

ہمنشین بھی محروم نہیں رہتا

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرتِ سیدنا **عبد اللہ** بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے درمیان "بیان" کر رہے تھے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم ہی وہ لوگ ہو جن کے ساتھ میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھے صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔" پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

(پ۱۵، الکہف:۲۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اَور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگانی کا سنگار چاہو گے اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دِل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

پھر ارشاد فرمایا: جب تمہارا کوئی گروہ بیٹھتا ہے تو اس کے ساتھ اتنی ہی تعداد میں ملائکہ بھی بیٹھ جاتے ہیں اگر تمہارا گروہ **سُبْحَانَ اللّٰہ** کہتا ہے تو فرشتے بھی **سُبْحَانَ اللّٰہ** کہتے ہیں اگر تم **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کہتے ہو تو فرشتے بھی **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کہتے ہیں اور اگر تم **اَللّٰہُ اَکْبَر** کہتے ہو تو فرشتے بھی **اَللّٰہُ اَکْبَر** کہتے ہیں، پھر وہ فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں (حالانکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ زیادہ جاننے والا ہے): اے ہمارے رب! تیرے بندے تیری پاکی بیان کرتے تھے تو ہم نے بھی تیری پاکی بیان کی، انہوں نے تیری بڑائی بیان کی تو ہم نے بھی تیری بڑائی بیان کی، انہوں نے تیری حمد بیان کی تو ہم نے بھی تیری حمد بیان کی۔ تو ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں: ان میں فلاں بندہ بڑا بدکار ہے۔ تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: وہ ایسی قوم ہے جس کا ہمنشین بھی بدبخت نہیں رہتا۔ (مجمع البحرین، کتاب الاذکار، باب مجالس ذکر اللہ، ۴/ ۱۹۲، حدیث: ۴۵۲۰)

﴿1﴾ آغاز تلاوت سے ہوتا ہے

ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کا آغاز بعد نمازِ مَغْرِب سورۂ مُلک کی تِلاوت سے ہوتا ہے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اجتماع میں شرکت کی بَرَکت سے ہمیں

اس سُورت کی سَماعت کا ثَواب بھی حاصل ہو گا۔ چنانچہ،

سورۂ مُلک کی تلاوت کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: قرآنِ کریم میں ایک سورت ہے جو اپنے قاری کے بارے میں جھگڑا کرے گی یہاں تک کہ اسے جنّت میں داخل کرا دے گی اور وہ یہی سورۂ مُلک ہے۔ (المعجم الاوسط، ۲/۴۰۱، حدیث: ۳۶۵۴)

تلاوت سننے کی فضیلت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جہاں قرآنِ کریم کی تِلاوَت کرنے کے فضائل مروی ہیں وہیں قرآنِ کریم کی تِلاوَت سننے کے فضائل کے متعلق بھی کئی روایات مروی ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ جس نے قرآنِ کریم کی تلاوت سنی تو اس کے لیے ہر ہر حرف کے بدلے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ (جمع الجوامع، حرف المیم، ۷/۲۴۵، حدیث: ۲۲۷۶۰) اور ایک روایت میں ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قَبضۂ قدرت میں میری جان ہے! **کتابُ اللہ** کی ایک آیت سننا پہاڑ (**جَبَلِ صَبِیر**) کی مثل صدقہ کرنے کے اجر سے زیادہ عظیم ہے۔ (جمع الجوامع، حرف الواو، ۸

/ ۸۲، حدیث:۲۴۶۱۵)اور ایک روایت میں ہے کہ کان لگا کر قرآن سننے والے سے دنیا کی تکلیف دور کر دی جاتی ہے اور پڑھنے والے سے آخِرَت کی مُصِیبَت۔ قرآن کی ایک آیت سننے والے کے لئے یہ سننا سونے کے پہاڑ سے بہتر ہے اور قرآن کی ایک آیت تِلاوت کرنے والے کے لئے یہ پڑھنا آسمان کے نیچے موجود تمام اشیاء سے بہتر ہے۔(کنز العمال، کتاب الاذکار، ۱ / ۲۶۵، حدیث:۲۳۵۹)

﴿2﴾ نعت شریف پڑھی جاتی ہے

خدا کا ذکر کرے، ذکرِ مصطفٰے نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے

تِلاوَتِ قرآنِ مجید کے بعد نعت شریف پڑھی جاتی ہے۔ نعت شریف پڑھنے وسننے کے بھی کیا کہنے! چُنانْچِہ،

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی نعت شریف پڑھنے کے لیے جناب حَسَّان بِن ثَابِت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لیے مَسْجِد شریف میں مِنْبَر رکھواتے تھے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب البیان والشعر، الفصل الثالث، ۲ / ۱۸۸، حدیث: ۴۸۰۵)

انسانیت کو فخر ہے تیری ذات سے
بے نور تھا خرد کا ستارہ تیرے بغیر

3 بیان ہوتا ہے

اجتماع میں سنّتوں بھرا بیان ہوتا ہے جس میں علم دین کے موتی لٹائے جاتے ہیں۔ حصول اور اشاعت علم دین کی فضیلت کے تو کیا ہی کہنے!

طالب علم کے گناہ معاف

امیر المومنین مولیٰ مشکل کشا شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ حضور نبیِ رَحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو بندہ عِلْم کی جستجو میں جُوتے، مَوزے یا کپڑے پہنتا ہے تو اپنے گھر کی چَوکھٹ سے نکلتے ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے گناہ مُعاف فرما دیتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، ۴/۲۰۴، حدیث: ۵۷۲۲)

افضل عمل

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مسجد میں دو مجالس کے پاس سے گزر ہوا تو ارشاد فرمایا: ''یہ دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے بہتر ہے، یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کر رہے ہیں اور اس کی طرف راغب ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اگر چاہے انہیں دے، چاہے نہ دے، جبکہ یہ لوگ

دینی مسائل اور علم سیکھ رہے ہیں اور نہ جاننے والوں کو سکھا رہے ہیں، یہ افضل ہیں۔ میں معلّم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" پھر آپ ان میں تشریف فرما ہوئے۔

(سنن الدارمی، المقدمۃ، باب فی فضل العلم والعالم، ۱/۱۱۱، حدیث:۳۴۹)

جنّت کے باغات

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ دو عالم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "جب تم لوگ جنت کے باغات میں سے گزرو تو میوہ چن لیا کرو۔" اس پر کسی نے عرض کی: جنت کے باغات کیا ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "علم کی مجلسیں۔" (المعجم الکبیر، ۱۱/۷۸، حدیث:۱۱۱۵۸)

گزشتہ گناہوں کا کفّارہ

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: "جو شخص علم طلب کرتا ہے تو وہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفّارہ ہو جاتا ہے۔" (ترمذی، کتاب العلم، باب فضل طلب العلم، ۴/۲۹۵، حدیث:۲۶۵۷)

علم کی روشنی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان روایات سے عِلمِ دِین کے حُصول

کیلئے سنّتوں بھرے اجتماعات میں حاضری کی اہمیت و فضیلت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ مگر افسوس! آج مسلمان عِلْمِ دِین سے دُور جا پڑا ہے اور شاید یہ ہی وجہ ہے کہ یہ راہِ ہدایت سے بھٹک کر گناہوں کی دَلْدَل میں پھنس چکا ہے۔ جس طرح اندھیرے میں سفر کرنے کے لئے چَراغ کی روشنی ضروری ہے اسی طرح زِندَگی کے اس سفر میں کامیابی کے لئے عَقْل کو عِلْم کے چَراغ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر عِلْم کی روشنی نہیں ہوگی تو عَقْل کا بے لگام گھوڑا ٹھوکر کھا کر جَہالَت کے اندھیروں میں بھٹکتا رہ جائے گا۔ آج اگر ہم اپنے اِرد گرد پائی جانے والی برائیوں کی وجوہات کا جائزہ لیں تو ہمیں اس کی ایک بَہُت بڑی وجہ جَہالَت بھی نظر آئے گی کہ لوگ لاعلمی کی وجہ سے ان برائیوں اور گناہوں میں مبتلا ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ جو جَہالَت کے نشہ میں بدمست ہو وہ کیا جانے کہ برائی کیا ہے اور اچھائی کیا؟ تاکہ برائی چھوڑ کر اچھائی اختیار کرے۔ چنانچہ،

حضرتِ سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول، رسولِ مقبول، سیِّدہ آمِنہ کے گلشن کے مہکتے پھول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مقبول ہے: بے شک تم لوگ اپنے ربّ کی طرف سے دلیل (یعنی ہِدایت) پر ہو جب تک تم میں دو نشے ظاہر نہ ہوں، ایک

جَہالت کا نَشہ اور دوسرا دُنیوی زِندَگی سے مَحبَّت کا نَشہ۔ پس تم لوگ (ابھی تو): نیکی کا حکم دیتے ہو اور بُرائیوں سے مَنع کرتے ہو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جِہاد کرتے ہو (لیکن) جب تم میں دُنیا کی مَحبَّت پیدا ہو جائے گی تو تم نہ تو نیکی کا حکم دو گے اور نہ بُرائیوں سے مَنع کرو گے اور نہ راہِ خدا میں جِہاد کرو گے۔ پس اُس وقت قرآن و سنّت کی بات کہنے والا مُہاجِرین اور انصار میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں کی طرح ہو گا۔

(مجمعُ الزوائد، کتاب الفتن، باب النھی عن المنکر عند فساد الناس، ۷/ ۵۳۳، حدیث: ۱۲۱۵۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! افسوس! فی زمانہ یہ دونوں **"مذموم نشے"** عام دیکھے جا رہے ہیں۔ جَہالت کے نَشے میں آج ہماری غالِب اکثریَّت بد مست ہے۔ اگر کوئی کہے کہ تعلیم تو خوب عام ہو گئی ہے اور جگہ بہ جگہ اسکول اور کالج کُھل چکے ہیں اب جَہالت کہاں رہی ہے؟ تو مُعاف کیجئے دُنیوی تعلیم **جَہالت** کا علاج نہیں۔ صحیح یہی ہے کہ اسلامی اَحکام پر مبنی فرض عُلُوم حاصِل کرنے ہی سے دِینی جَہالت دُور ہو سکتی ہے۔ فی زمانہ مسلمانوں کی بھاری اکثریَّت میں ضَروری دینی معلومات کا بے حد فُقدان (یعنی کمی) ہے۔ آج دنیا جن لوگوں کو **تعلیم یافتہ** کہتی ہے اُن کی اکثریَّت دُرُست مَخارِج سے قرآنِ کریم نہیں پڑھ سکتی! یہ جَہالت نہیں تو کیا ہے؟ پڑھے لکھوں سے وُضو اور

غُسل کا صحیح طریقہ یا نَماز کے اَرکان پوچھ لیجئے شاید ہی کوئی بتا پائے، ان سے جنازے کی دُعا سنانے کی فرمائش کر دیکھئے شاید بَغلیں جھانکنے لگیں! افسوس صد کروڑ افسوس! آج کل اکثر مسلمانوں کی توجُّہ صِرف اور صِرف دُنیوی تعلیم کی طرف ہے، اِسی کی ہر طرف پَذِیرائی (یعنی مقبولیت) ہے، ساری دولت وقوت اِسی پر صَرف کی جارہی ہے جبکہ دینی تعلیم کے اِدارے مُفت پڑھانے، مُفت کِھلانے اور قِیام کی مُفت سَہولتیں بَہَم پَہُنچانے کے باوُجُود ویران پڑے ہیں۔ یقیناً یہ سب **دنیاوی زِندَگی کے نشے** کے کرشمے ہیں۔

مجھے دَر پہ پھر بُلانا مَدَنی مدینے والے
مَئے عِشق بھی پِلانا مَدَنی مدینے والے

(وسائلِ بخشش، ص۲۸۳)

عُروج وترقّی کا قصر رفیع

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی یہ سمجھتی ہے کہ مسلمانوں کے عروج وترقی کا قصر رفیع عِلْم و عَمَل کی بنیادوں پر ہی قائم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ دعوتِ اسلامی کا جو شعبہ اٹھا کر دیکھ لیں، آپ کو عِلْم و عَمَل کی بہاریں نظر آئیں گی، سینکڑوں مدارس المدینہ، مَدَنی منوں اور مَدَنی منیوں کو قرآنِ مجید تجوید کے ساتھ پڑھانے اور حفظ کروانے کے لئے قائم ہیں، تفہیم قرآن

وحدیث اور احکام شرع کی اشاعت و ترویج کیلئے کئی مقامات پر جامعۃ المدینہ قائم ہیں، یوں ہی دار المدینہ کے ذریعے عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ فرض عُلوم کو عام کیا جارہا ہے، فرض عُلوم کورس، مَدَنی تربیتی کورس، مَدَنی قافلے اور گھر گھر عِلْمِ دِین کی بہاریں لُٹانے والا مَدَنی چینل۔ یہ سب دعوتِ اسلامی کی اسی سوچ کے عکّاس ہیں کہ ہم دنیا و آخرت میں کامیابی باتوں کے ذریعے نہیں بلکہ قرآن وسنّت کی تعلیمات پر عمل کرکے ہی حاصل کرسکتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کے دور میں ہر طرف پھیلے ہوئے جَہالت کے اندھیروں کو دور کرنے کے لئے بَہُت ضروری ہے کہ ہم اپنی مَصروفیات میں سے کچھ وَقْت نکالیں اور عِلْم کی شَمْع لے کر چار سُو پھیل جائیں۔ چنانچہ اجتِماع کے اختِتام پر سفر کرنے والے سنّتوں کی تربیَّت کے مَدَنی قافِلوں میں ضرور بالضرور سفر فرمائیں۔

شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز تصنیف **"نیکی کی دعوت"** میں تحریر فرماتے ہیں: عاشِقانِ رسول کا 30 دن کا ایک مَدَنی قافلہ راہِ خدا میں سفر پر تھا۔ اِس دَوران ایک مقام پر سُنّتیں سیکھنے سکھانے کے مَدَنی حلقے میں جب **غُسل کے فرائض** سکھائے گئے تو ایک بُزرگ روتے ہوئے کہنے لگے کہ "میری عُمر 70 سال ہو چکی ہے مگر مجھے غُسل کے فرائض کی معلومات

نہ تھی، آج مَدَنی قافلے کی بَرَکت سے مجھے غُسل کے فرائض سیکھنے کو ملے، افسوس! مجھے تو یہ تک پتا نہ تھا کہ غُسل میں فرائض بھی ہوتے ہیں!“

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غُسل کے فرائض تک سے لاعلمی کا اعتِراف کرنے والے 70 سالہ اسلامی بھائی کے واقِعے سے مَدَنی قافِلوں کی ضَرورت و اَہَمِّیَّت کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کسی مسلمان کو بیمار یا بھوک پیاس میں گرفتار یا بے رُوزگار و قَرضدار یا آفتوں میں گِرِفتار یا دُنیوی مصیبتوں کا شِکار یا مُشکلات سے دوچار دیکھ کر ہمیں تَرس آتا ہے اور آنا بھی چاہئے لیکن گناہوں کی بھرمار کے سَبَب آخِرت کو داؤ پر لگانے والے اور اپنے آپ کو قَبْر و جہنّم کے عذاب کا حَقْدار بنانے والے مسلمان پر بالکل ہی تَرس نہیں آتا یہ قابِلِ افسوس ہے گویا دُنیوی مصیبتوں کے مُقابَلے میں آخِرت کی مصیبتوں کو کمتر سمجھ لیا گیا ہے! حالانکہ **جسمانی مریض** کے مقابلے میں **روحانی یعنی گناہوں کا مریض** زیادہ توجُّہ کا مستحق ہے کہ مسلمان کو دنیا کی تکلیفیں آخِرت میں راحتیں دِلا سکتی ہیں مگر گنہگار کو اُس کے گناہ دوزخ کے غار میں پہنچا سکتے ہیں۔ لہٰذا اس بات کی شدّت کے ساتھ ضَرورت ہے کہ عِلْمِ دِین کی رَوشنی پھیلائی جائے کہ مَعلومات ہوں گی جبھی تو بندہ گناہوں سے بچے

گا، اگر گناہ وثواب کی شُدبُد ہی نہ ہو گی تو یہ سنّتوں بھری زِندَگی کیوں کر گزار سکے گا! صد کروڑافسوس! آج کل نادان مسلمان نفس و شیطان کے بَہکاوے میں آکر اِس فانی جہان پر تو دِل و جان سے قربان ہے مگر اُسے فرائض تک کا علم نہیں حالانکہ سرکارِ دو عالم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ** یعنی عِلْم حاصِل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (اِبن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء، ۱/۱۴۶، حدیث: ۲۲۴)

اس حدیثِ پاک سے اسکول کالج کی مُرَوَّجہ دُنیوی تعلیم نہیں بلکہ ضَروری دینی علم مُراد ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے اسلامی عقائد کا سیکھنا فرض ہے، اس کے بعد نَماز کے فرائض و شرائط ومُفسِدات (یعنی نَماز کس طرح دُرُست ہوتی ہے اور کس طرح ٹوٹ جاتی ہے) پھر رَمَضانُ المُبارَک کی تشریف آوَری ہو تو جس پر روزے فرض ہوں اُس کیلئے روزوں کے ضَروری مسائل، جس پر زکوٰۃ فرض ہو اُس کے لئے زکوٰۃ کے ضَروری مسائل، اسی طرح حج فرض ہونے کی صورت میں حج کے، نکاح کرنا چاہے تو اس کے، تاجر کو تجارت کے، خریدار کو خریدنے کے، نوکری کرنے والے اور نوکر رکھنے والے کو اِجارے کے، **وَعلٰی ھٰذا الْقِیاس** (یعنی اور اسی پر قِیاس کرتے ہوئے) ہر مسلمان عاقِل و

بالغ مرد و عورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عَین ہے۔ اِسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہے۔ نیز مسائلِ قلب (باطنی مسائل) یعنی فرائضِ قَلبِیہ (باطنی فرائض) مَثَلاً عاجِزی و اِخلاص اور توکُّل وغیرہا اوران کو حاصِل کرنے کا طریقہ اور باطِنی گناہ مَثَلاً تکبُّر، رِیاکاری ، حَسَد ، بدگمانی ،بغض و کینہ، شَماتَت (یعنی کسی کی مصیبت پر خوش ہونا)وغیرہا اور ان کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (تفصیلی معلومات کیلئے فتاوٰی رضویہ جلد23صفحہ 624مُلاحظہ فرمایئے) مُہلِکات (مُہ۔لِ۔کات)یعنی ہَلاکت میں ڈالنے والی چیزوں جیسا کہ وعدہ خِلافی، جھوٹ، غیبت، چُغلی، بُہتان، بدنِگاہی، دھوکا، ایذاءِ مسلم وغیرہ وغیرہ تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں کے بارے میں ضَروری اَحکام سیکھنا بھی فرض ہے تاکہ اِن سے بچا جاسکے۔

ڈرائیور و پسنجر(Driver & Passenger)، میاں بیوی (Husband & Wife)، والدین و اولاد(Parents & Children)، بھائی بہن (Brother & Sister) ، پڑوسی و رشتے دار(Relative & Nighbour) ، قرض خواہ و قرضدار (Creditor & Indebted)، سُپروائزر وٹھیکے دار (Supervisor & Contractor) ، مزدور ومِعمار(Labourer & Mason) ، کِسان و

زمیندار (Farmer & Landowner)، کِرائے پر لینے والا اور دینے والا (Lessee and Lessor)، حاکم و محکوم (Master & Subjected)، استاذ و شاگرد (Teacher & Pupil)، ڈاکٹر و حکیم، مقیم و مُسافِر، قصّاب و ماہی گیر (Brute & Fisherman)، چندہ کرنے والا اور چندہ دینے والا، مسجِد (Mosque) یا مدرَسہ (School) یا قبرستان (Graveyard) یا سماجی ادارے (Social Orgnisations) وغیرہ کے مُتَوَلّیان، جانور بیچنے والا اور پالنے والا، چرواہا (Shepherd)، دھوبی (Laundry man)، درزی (Tailor)، بڑھئی (Carpenter)، لوہار (Blacksmith)، کاریگر (Fabricant)۔ آخِرُالذّکر پانچوں سے دُھلوانے، سِلوانے اور بنوانے والے وغیرہ وغیرہ ہر ایک کیلئے اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق ضَروری مسائل جاننا فرضِ عین ہے۔ شیطٰن کے اِس وَسوَسے پر ہرگز توجُّہ مت دیجئے کہ سیکھیں گے تو عمل کرنا پڑے گا بلکہ اِس حکمِ شَرْعی کو ذِہن میں رکھ لیجئے کہ حسبِ حال فرض عُلوم نہ جاننا گناہ اور نہ جاننے کے سبب گناہ کر گزرنا گناہ در گناہ و حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے عِلْمِ دین حاصل کرنے کا ایک بَہُت بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتِماع میں شِرکت

بھی ہے، اجتماع میں شرکت کو معمول بنالیجئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے عِلْمِ دِین کے موتی ملیں گے، جَہالت کے اندھیرے دور ہوں گے اور زِنْدَگی عِلْم و عَمَل کی کِرنوں سے جھلملانے لگے گی۔

ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں سنّتوں کی تربیَّت کے لئے حلقوں کا بھی سلسلہ ہوتا جس میں سنَّتیں سیکھی اور سیکھائی جاتی ہیں، سنَّتیں سیکھنے سکھانے کی بھی کیا ہی فضیلت ہے۔ چنانچہ،

سنّتیں سکھانے کی فضیلت

دو عالَم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: ”اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ)! ہمارے خُلَفا پر رحم فرما۔“ عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ کے خُلَفا کون ہیں؟ فرمایا: ”جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث اور سنَّتیں بیان کریں گے اور لوگوں کو سکھائیں گے۔“ (المعجم الاوسط، ۴/۲۳۹، حدیث: ۵۸۴۶)

سو شہیدوں کا ثواب

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص میری

امّت میں فساد پھیل جانے کے وقت میری سنّت پر عمل کریگا اس کو 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا۔" (مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام...الخ، ۱/ ۵۵، حدیث: ۱۷۶)

﴿4﴾ سِلسِلۂ ذِکر

ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کا ایک خصوصی سلسلہ " ذکر" بھی ہے اور کون ایسا شخص ہو گا جو ذکر کی فضیلت سے آشنا نہ ہو۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے

دوجہاں کے سلطان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو قوم بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے تو فِرِشتے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور خدا کی رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے اور اُن لوگوں پر سکینہ (دِل کا اطمینان) نازل ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے مُقَرَّبِیْن میں ان کا تذکرہ فرماتا ہے۔"

(مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع۔۔۔الخ، ص ۱۴۴۸، حدیث: ۲۷۰۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج ساری دنیا میں ایک عالمگیر بے چینی پائی جارہی ہے کوئی ملک، شہر اور گاؤں بلکہ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں بدامنی اور بے چینی نہ ہو، آج ہر شخص بے چینی کا شکار نظر آتا ہے۔ آہ! نادان انسان

شَراب ورُباب کی مَحفلوں، سینما گھروں کی گیلریوں، ڈرامہ گاہوں اور فَحاشی وعُریانی سے مُرَصَّع نائٹ کلبوں اور جِنسی ورُومانی ناولوں کے مُطالَعہ میں سُکون کی تلاش میں سرگرداں ہے، آخِر سکون کہاں ملے گا؟ آیئے! دیکھئے قرآنِ پاک نے اس بارے میں ہماری کیا رہنمائی فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور انکے دِل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دِلوں کا چین ہے۔

(پ۱۳، الرعد:۲۸)

اس آیت مبارکہ کے تحت صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی تحریر کرتے ہیں: ”اس کے رحمت وفضل اور اس کے احسان وکرم کو یاد کرکے بے قرار دِلوں کو قرار واطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (خزائن العرفان، پ۱۳، الرعد، تحت الآیۃ۲۸، حاشیہ نمبر۷۷)

﴿5﴾ دُعا کی بَرَکتیں

ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رِقّت انگیز دُعا بھی ہوتی ہے جس کی بَرَکت سے نہ جانے کتنے ہی خالی دامن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے گوہرِ مُراد

سے بھر جاتے ہیں اور نہ جانے کتنے ہی بد کردار با کردار بن جاتے ہیں، سنّتوں بھرے اجتِماعات میں رَحمتیں کیوں نازِل نہ ہوں گی کہ ان عاشقانِ رسول میں نہ جانے کتنے اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام ہوتے ہوں گے۔ عُلَما فرماتے ہیں: جہاں چالیس مُسلمان صالِح (یعنی نیک مسلمان) جَمع ہوتے ہیں اُن میں سے ایک **ولیُّ اللہ** ضَرور ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مُجَدِّدِ دِین و مِلّت، پروانۂ شَمعِ رِسالَت، مولانا شاہ احمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جماعت میں بَرَکت ہے اور دُعائے مَجمعِ مُسلِمین اَقرب بِقَبُول۔ (یعنی مسلمانوں کے مجمع میں دعا مانگنا قبولیت کے قریب تر ہے) (فتاویٰ رضویہ جدید، ۲۴/ ۱۸۴، تیسیر شَرحِ جامِع صغیر، ۱/ ۳۱۲، تحت الحدیث: ۷۱۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اسلامی بھائی اجتِماع کی حاضری میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مَدَنی چینل پر ہی اجتِماع دیکھ لیں گے ایسے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اگرچہ آپ مَدَنی چینل پر اجتِماع دیکھ لیں گے مگر جو بَرَکت و فضیلت مسلمانوں کے اجتِماع اور قُرب کی ہے وہ کیسے حاصل کریں گے ؟؟؟ تو برائے کرم سستی اڑائیے اور اجتِماع میں حاضری کی بَرَکتیں حاصل کیجئے۔ نیز اجتِماع میں ہونے والی رِقّت انگیز دُعا کی ایک خاصیت یہ بھی کہ اس کی بَرَکت سے بے شُمار پتھر دِل انسان

بھی پگھل اور خوفِ خدا کی دولت پا کر راہِ ہدایت پر آجاتے ہیں۔

پتھر دِل بھی رو پڑا۔۔۔!

بابُ المدینہ کراچی کے ایک اسلامی بھائی کے بیان کا خُلاصہ ہے، اُٹھتی جَوانی اور اچھّی صِحّت نے مجھے مَغْرور بنا دیا تھا، نِت نئے فینسی ملبوسات سِلوانا، کالج آتے جاتے بس کا ٹکٹ بھُلانا، کنڈیکٹر مانگے تو بدمعاشی پر اُتر آنا، رات گئے تک آوارہ گردی میں وقت گنوانا، جُوئے میں پیسے لُٹانا وغیرہ ہر طرح کی مَعصِیَّت مجھ میں سرایت کئے ہوئے تھی۔ والِدَین سمجھا سمجھا کر تھک چکے تھے، میری اصلاح کیلئے دُعا کرتے کرتے امّی جان کی پلکیں بھیگ جاتیں مگر میں تھا کہ اپنے ہی حال میں مست تھا اور میرے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی۔

شب و روز اسی طرح گزر رہے تھے کہ حسنِ اتفاق سے ہمارے عَلاقے کے ایک اسلامی بھائی کبھی کبھی سرسری طور پر دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتِماع کی دعوت پیش کر دیتے اور میں بھی سُنی اَن سُنی کر دیتا مگر ایک بار اجتِماع والی شام وُہی اسلامی بھائی مَحبَّت بھرے انداز میں ایک دم اِصرار پر اُتر آئے کہ آج تو آپ کو چلنا ہی پڑے گا، میں ٹالتا رہا مگر وہ نہ مانے اور دیکھتے ہی دیکھتے اُنہوں نے رِکشہ روک لیا اور بڑی مِنّت کیساتھ کچھ اس

انداز میں بیٹھنے کیلئے درخواست کی کہ اب مجھ سے اِنکار نہ ہو سکا، میں بیٹھ گیا اور ہم دعوتِ اسلامی کے اوّلین **مَدَنی مرکز جامِع مسجِد گلزارِ حبیب** آپہنچے۔ جب دُعا کیلئے بتّیاں بجھائی گئیں تو یہ سمجھ کر کہ اجتماع ختم ہو گیا ہے، میں اُٹھ گیا، مجھے کیا معلوم کہ اب آنے والے لمحات میں میری تقدیر میں مَدَنی اِنْقِلاب برپا ہونے والا ہے۔ خیر میرے اُس مُحسِن اسلامی بھائی نے مَحبّت بھرے انداز میں سمجھا بجھا کر مجھے جانے سے روکا اور میں دوبارہ بیٹھ گیا۔ اندھیرے میں بآوازِ بُلند **ذِکرُ اللہ** کی دُھوم نے میرا دِل ہِلا دیا! خدا کی قسم! میں نے زِندگی میں کبھی ایسی رُوحانیت دیکھی تھی نہ سُنی تھی۔ پھر جب رِقّت انگیز دُعا شُروع ہوئی تو شُرکائے اجتماع کی ہچکیوں کی آواز بُلند ہونے لگی یہاں تک کہ میرے جیسا پتّھر دِل آدمی بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، میں نے اپنے گُناہوں سے توبہ کی اور دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول کا ہو کر رَہ گیا۔

تمہیں لُطف آ جائے گا زِندگی کا
قریب آ کے دیکھو ذرا مَدَنی ماحول
تنزّل کے گہرے گڑھے میں تھے اُن کی
ترقّی کا باعث بنا مَدَنی ماحول

یقیناً مقدر کا وہ ہے سکندر
جسے خیر سے مل گیا مَدَنی ماحول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر آپ کو عِلْمِ دِین کی تلاش ہے، دُکھوں تکلیفوں سے نَجات کیلئے مسیحا کی تلاش ہے یا سُکونِ قلب چاہتے ہیں تو آیئے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کے دروازے آپ کے لئے کھلے ہیں ایک مرتبہ آکر دیکھئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید ہے خالی ہاتھ نہیں جائیں گے (اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) بلکہ رحمتِ خداوندی کی وہ بَرکھا برسے گی کہ زِنْدَگی کی رُت ہی بدَل جائے گی۔

جدول ہفتہ وار اجتماع

تلاوت (سورۂ مُلک)	15منٹ
نعت شریف (ایک)	8منٹ
بیان (ایک)	55منٹ
6دُرود شریف واعلانات	12منٹ
ذِکر	11منٹ
دُعا	12منٹ

سلام	5منٹ
مجلس کے اختتام کی دُعا	2منٹ
کل دورانیہ	2 گھنٹے

رات اجتماع گاہ میں ہی گزاریئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کا سلسلہ ساری رات رہتا ہے۔ چنانچہ گھر جانے کے بجائے بنیت اعتکاف رات مسجد میں ہی قیام فرمایئے، یہ چند روزہ زِندَگی ہے اس سے فائدہ اٹھالیجئے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمایئے کہ مرنے کے بعد موقع نہیں ملے گا۔ہم دنیا کمانے کے لئے رات دن ایک کردیتے ہیں مگر کیا راہِ خدا میں وقت گزارنے کے لئے ہمارے پاس ایک رات بھی نہیں ہے؟ صبح آپ نے کام کاج پر جانا ہے، آفس جانا ہے تو کس نے منع کیا ہے یہاں سو جایئے اور صبح اجتماع کے اختتام کے بعد اپنے کام پر چلے جایئے۔ چنانچہ مسجد میں نفلی اعتکاف کے متعلق اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فرماتے ہیں: مذہبِ مُفتٰی بِہٖ پر (نفلی) اِعتِکاف کیلئے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب سے داخِل ہو باہر آنے تک (کیلئے) اِعتِکاف کی نیّت کرلے، انتظارِ نماز و ادائے نماز کے ساتھ

اِعتِکاف کا بھی ثواب پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ، ۵/۶۷۴) ایک اور جگہ فرماتے ہیں: جب مسجد میں جائے اِعتِکاف کی نِیَّت کرلے، جب تک مسجد ہی میں رہے گا اِعتِکاف کا بھی ثواب پائے گا۔ (ایضاً ۸/۹۸) اِعتِکاف کی نیّت کرنا کوئی مشکِل کام نہیں، نیَّت دِل کے ارادہ کو کہتے ہیں، اگر دِل ہی میں آپ نے ارادہ کرلیا کہ میں سنّتِ اِعتِکاف کی نیّت کرتا ہوں تو یہی کافی ہے۔

﴿6﴾ اِہتِمامِ تہجُّد

اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اجتِماع گاہ میں آرام کرنے کی بَرَکت سے تہجد اور نفلی عِبادت کی سَعادت بھی حاصل ہوگی۔ جس کی فضیلت میں بہت سی روایات مروی ہیں۔

تہجد کی فضیلت کے متعلق چار فرامینِ مصطفےٰ

⇐ جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔ (المستدرک للحاکم، کتاب صلاۃ التطوع، باب تودیع المنزل برکعتین، ۱/۶۲۴، حدیث: ۱۲۳۰)

⇐ بے شک رات میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں مسلمان بندہ جب

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دنیا وآخرت کی کوئی بھلائی مانگتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے وہ بھلائی ضرور عطا فرماتا ہے اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔ (مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا، باب فی اللیل ساعۃ مستجاب فیھا الدعاء، ص ۳۸۰، حدیث: ۷۵۷)

⇐ بے شک جنّت میں کچھ ایسے مَحلات ہیں جن میں آر پار نظر آتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وہ محلات ان لوگوں کیلئے تیار فرما رکھے ہیں جو محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں، سلام کو عام کرتے اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھتے ہیں۔ (ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب افشاء السلام واطعام الطعام، ۱/ ۳۶۳، حدیث: ۵۰۹)

⇐ میری امت کے بہترین لوگ حامِلینِ قرآن اور رات کو جاگ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے والے ہیں۔ (الترغیب والترہیب، کتاب النوافل، الترغیب فی قیام اللیل، ۱/ ۲۴۳، حدیث: ۲۷)

ساری رات عبادت کا ثواب

پھر نمازِ فجر باجماعت ادا کیجئے اور (اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اجتماع کی بَرَکت سے بعد نمازِ مغرب اجتماع گاہ میں حاضر ہونے کی صورت میں چونکہ عشاء کی نماز بھی باجماعت پڑھنے کی سعادت حاصل ہوچکی ہوگی لہٰذا) یوں فجر اور عشاء کی نمازیں

باجماعت پڑھنا نصیب ہوں گی اور جو فجر وعشا کی نماز باجماعت پڑھتا ہے اسے پوری رات عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ مدینے کے سلطان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے عشا کی نَماز باجماعَت پڑھی اُس نے گویا آدھی رات قِیام کیا اور جس نے نَمازِ فجر بھی باجماعت ادا کی اُس نے گویا پوری رات قِیام کیا۔'' (مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضل صلوٰۃ العشاء والصبح فی جماعۃ، ص۳۲۹، حدیث: ۶۵۶) اس طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اجتِماع کی بَرَکت سے ساری رات عِبادت کرنے کا ثواب حاصل ہو گا۔

اَورادِ عطّاریہ

رات اجتِماع گاہ میں قیام کی صورت میں ہم وہ اوراد بھی باآسانی پڑھ سکتے ہیں جو شیخِ طریقت، اَمیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے بالخصوص شبِ جمعہ میں پڑھنے کیلئے بروز جمعرات بتاریخ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ بمطابق 20 اپریل 2012ء کو صبح ہی عطا فرمائیں ہیں:

(1) اَلْحَمْدُ لِلّٰہ (100بار)

حضور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: جو شخص 100 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اس کے لئے راہِ خدا میں تیار کئے گئے 100

گھوڑوں کا اجر ہے۔ (شعب الایمان، ۴/۹۷، حدیث:۴۳۹۶)

(2) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (100بار)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (3بار)

تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے کہا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وہ جنّت میں داخل ہو گا۔

(ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فیمن یموت۔۔الخ، ۴/ ۲۹۰، حدیث: ۲۶۴۷)

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں ہے کہ اس سے مراد پورا کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، ۳/ ۶)

(3) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ (100بار)

ایک روایت کے مطابق تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم روزانہ 70 بار اور دوسری روایت کے مطابق 100 بار روزانہ استغفار فرمایا کرتے۔ (ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ محمد، ۵/ ۱۷۴، حدیث ۳۲۷۰)

حضور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مَغْفِرت نِشان ہے: جو کوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی مَغْفِرت فرما

دے گا۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، رقم الباب ۶۲، ۵ / ۲۸۸، حدیث ۳۴۸۱)

(ان تینوں اوراد میں اوّل و آخر ایک ایک بار دُرُود شریف پڑھنا ہے)

(4) صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد (313 مرتبہ) آخر میں وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم (ایک بار)

جو یہ دُرُودِ پاک پڑھتا ہے تو اس پر رحمت کے 70 دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (القول البدیع، ص ۲۷۷)

﴿7﴾ اِختِتامِ اِجتِماع

ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کا اختتام اِشراق و چاشت کی نماز کے بعد صلوٰۃ و سلام پر ہوتا ہے۔ یوں شرکائے اجتماع کو اجتماع کی بدولت اشراق و چاشت کی نفلی نمازیں بھی پڑھنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ جن کی فضیلت کے بارے میں مروی ہے۔

نمازِ اشراق

حضرت سَیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: ”جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر بیٹھا ذکرِ خدا کرتا رہا یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا پھر اس نے دو

رَکعتیں پڑھیں تو اُسے پورے حج اور عُمرہ کا ثواب ملے گا۔“

(ترمذی، کتاب السفر، باب ماذکر مما یستحب من الجلوس فی المسجد۔۔۔الخ، ۲/۱۰۰، حدیث: ۵۸۶)

نمازِ چاشت

حضرت سَیِّدُنا ابو ذَر غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے: آدمی پر اسکے ہر جوڑ کے بدلے صَدَقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صَدَقہ ہے اور ہر حمد صَدَقہ ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا صَدَقہ ہے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا صَدَقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا صَدَقہ ہے اور بری بات سے منع کرنا صَدَقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحیٰ۔۔۔الخ، ص ۳۶۳، حدیث: ۷۲۰)

نیکیوں کا مَدَنی گلدستہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور فرمایئے کہ ہَفْتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرنا صرف ایک نیکی نہیں بلکہ کثیر نیکیوں کا ایک انتہائی حسین مَدَنی گلدستہ ہے اور پھر یہ نیکیاں بھی کسی عام دن نہیں بلکہ جُمُعہ کے دن۔ جی ہاں! اسلامی اعتبار سے مَغْرِب کے بعد سے نیا دن شروع ہو جاتا ہے

اور تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا سنتوں بھرا اجتماع بھی جمعرات کو بعد نمازِ مَغْرِب شروع ہوتا ہے یعنی شبِ جُمُعہ میں ہوتا ہے اور جُمُعہ کی ایک نیکی ستّر نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ چنانچہ مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں کہ جُمُعہ کی ایک نیکی ستّر گنا ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۲/ ۳۲۵، ۳۲۳، ملخصًا)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع کی فضیلت کی ایک ہلکی سی جھلک آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ اگر غور فرمائیں تو اس کے علاوہ بھی بے شمار فضائل وبَرَکات اس اجتماع کے ذریعے ہمیں حاصل ہوتی ہیں لہٰذا آج ہی اپنی صِحّت اور زِندَگی کو غنیمت جانتے ہوئے، آخرت کی تیاری کرنے کیلئے ہر ہفتہ سنّتوں بھرے اجتماع میں اپنی شرکت کو یقینی بنائیے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وَقْت کے ساتھ شرکت اور اجتماع گاہ میں ہی ساری رات گزارنے کی سَعادَت عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الکریم الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ماخذ و مراجع

#	کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
.1	قرآن پاک	کلام باری تعالیٰ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
.2	ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
.3	احیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام ابو حامد امام محمد غزالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت ۲۰۰۰
.4	اخبار الاخیار	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	خیر پور پاکستان
.5	الاشاعۃ لاشراط الساعۃ	العالم السید محمد البرزنجی الحسینی	دار الکتاب العربی
.6	اشعۃ اللمعات	شیخ محقق عبد الحق محدث دھلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۳۳۲ھ
.7	انمول ہیرے	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
.8	آنسوؤں کا دریا	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
.9	باحیا نوجوان	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
.10	بحر الدموع	امام عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	مکتبۃ دار الفجر، دمشق ۱۴۲۰ھ
.11	بہارِ شریعت	صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
.12	پردے کے بارے میں سوال جواب	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
.13	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار، متوفی ۶۳۷ھ	انتشارات گنجینہ، تہران
.14	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی مندری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷
.15	تفسیر در منثور	امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ
.16	تفسیر رازی	امام فخر الدین محمد بن عمر رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
.17	تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
.18	تیسیر شرح جامع صغیر	علامہ عبد الرؤف مناوی، متوفی ۱۰۰۳ھ	دار الحدیث، مصر
.19	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ

.20	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
.21	جنت کی دو چابیاں		مکتبۃ المدینہ کراچی
.22	جہنم میں لے جانے والے اعمال	شیخ الاسلام علامہ احمد بن حجر ہیتمی مکی متوفی ۹۷۴ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
.23	حلیۃ الاولیاء	امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
.24	خزائن العرفان	صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ
.25	الدر المختار	محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰
.26	درۃ الناصحین	عثمان بن حسن بن احمد الشاکر الخوبوی متوفی ۱۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت
.27	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
.28	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسوی متوفی ۱۱۳۷ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
.29	روض الریاحین	امام عبد اللہ بن اسعد یافعی، متوفی ۷۶۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
.30	الزہد الکبیر	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفّٰی ۴۵۸ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت ۱۴۱۷ھ
.31	الزواجر عن اقتراف الکبائر	شیخ الاسلام علامہ احمد بن حجر ہیتمی مکی متوفی ۹۷۴ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
.32	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ،	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
.33	سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجتانی متوفی ۲۷۳ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱
.34	سنن الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
.35	سنن الدارمی	حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	کراچی ۱۴۰۷ھ
.36	السنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.37	شرح المواہب	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف، متوفّٰی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
.38	شرح السنہ	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی متوفّٰی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۴ھ
.39	شرح الصدور	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی متوفی ۹۱۱	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند
.40	شرح مسلم للنووی	امام محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۳ھ
.41	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ

.42	الشفا تعریف حقوق المصطفی	قاضی ابو الفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ھند ۱۴۲۳ھ
.43	الشمائل المحمدیہ	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	داراحیاء التراث، بیروت
.44	صحیح ابن حبان	امام حافظ ابو حاتم محمد بن حبان متوفّٰی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
.45	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری، متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
.46	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم ۱۴۱۹ھ
.47	صفۃ الصفوۃ	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۳ھ
.48	عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
.49	عیون الحکایات	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۴ھ
.50	الفتاوی الہندیہ	علامہ ہمام شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ او جماعۃ من علماء الھند	دار الفکر بیروت ۱۳۰۳ھ
.51	فتاویٰ رضویہ	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
.52	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
.53	فردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ دیلمی متوفی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۶ھ
.54	فضائل دعا	رئیس المتکلمین مولانا مفتی نقی علی خان متوفی ۱۲۹۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۰ھ
.55	فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرءوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
.56	قرۃ العیون	فقیہ ابو اللیث محمد بن احمد سمرقندی	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۶ھ
.57	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن علی مکی، متوفی ۳۸۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
.58	القول البدیع	امام حافظ محمد بن عبد الرحمن السخاوی، متوفی ۹۰۲ھ	موئسۃ الریان بیروت
.59	کتاب التوابین	امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ المقدسی، متوفی ۶۲۰	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۷ھ
.60	کتاب الکبائر	امام محمد بن احمد بن عثمان الذھبی متوفّٰی ۷۴۸ھ	دار مکتبۃ الحیاۃ ۱۹۸۵ھ
.61	کشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی، متوفی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.62	کشف المحجوب	داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری متوفی ۴۶۵ھ	نوائے وقت پرنٹرز لاہور
.63	کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	شیخ طریقت شیخ طریقت، امیر اہلسنّت	مکتبۃ المدینہ کراچی
.64	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ

.65	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ھندی برہان پوری متوفی ۹۷۵	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
.66	لباب الاحیاء	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
.67	مجمع البحرین	حافظ نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر ہیثمی، متوفی ۸۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
.68	مجمع الزوائد	الحافظ نور الدین علی بن ابو بکر الھیثمی متوفّٰی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
.69	مدارج النبوۃ	شیخ محقق عبد الحق محدث دھلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ، پبلشنگ کمپنی، لاہور
.70	مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
.71	المستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم متوفّٰی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
.72	المسند	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
.73	مسند ابی یعلی	شیخ الاسلام ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
.74	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.75	المصنف	حافظ عبد اللہ محمد بن ابی شیبۃ عبسی متوفّٰی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
.76	المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار الفکر، بیروت
.77	المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۲ھ
.78	المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الفکر، بیروت
.79	مکاشفۃ القلوب	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
.80	ملفوظات اعلیحضرت	مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا خان قادری متوفی	مکتبۃ المدینہ کراچی
.81	منہاج العابدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
.82	منہاج القاصدین	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ	دار الخیر بیروت ۱۴۱۸ھ
.83	موسوعۃ ابن ابی الدنیا	حافظ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد قُرشی، متوفی ۲۸۱ھ	مکتبۃ العصریہ بیروت ۱۴۲۶ھ
.84	الموطا	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
.85	نزھۃ القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ	برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی
.86	نوادر الاصول	ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	مکتبہ امام بخاری
.87	نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
.88	نیکی کی دعوت	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
.89	الہدایہ	برھان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
.90	وسائل بخشش	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی

رسائل دعوتِ اسلامی کیا ہیں؟

اللہ پاک کی رحمت سے دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری کے بیانات سے کئی اسلامی بھائیوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوا ہے۔ چنانچہ ان بیانات کی اہمیت کے پیشِ نظر انہیں تحریری شکل میں لانے کا سلسلہ تقریباً 2009 سے شروع ہوا اور تادمِ تحریر 37 کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ! یہ سب کتب و رسائل سات جلدوں میں پیش کیا جارہے ہیں، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

- پہلی جلد میں 8 رسائل ہیں۔
- دوسری جلد میں 7 رسائل ہیں۔
- تیسری جلد میں 7 رسائل ہیں۔
- چوتھی جلد میں 5 رسائل ہیں۔
- پانچویں جلد میں 4 رسائل ہیں۔
- چھٹی جلد میں 5 رسائل ہیں۔
- ساتویں جلد مدنی چینل کے سلسلے **"اسلام اور شادی"** کی 14 اقساط کے تحریری مجموعے پر مشتمل ہے۔